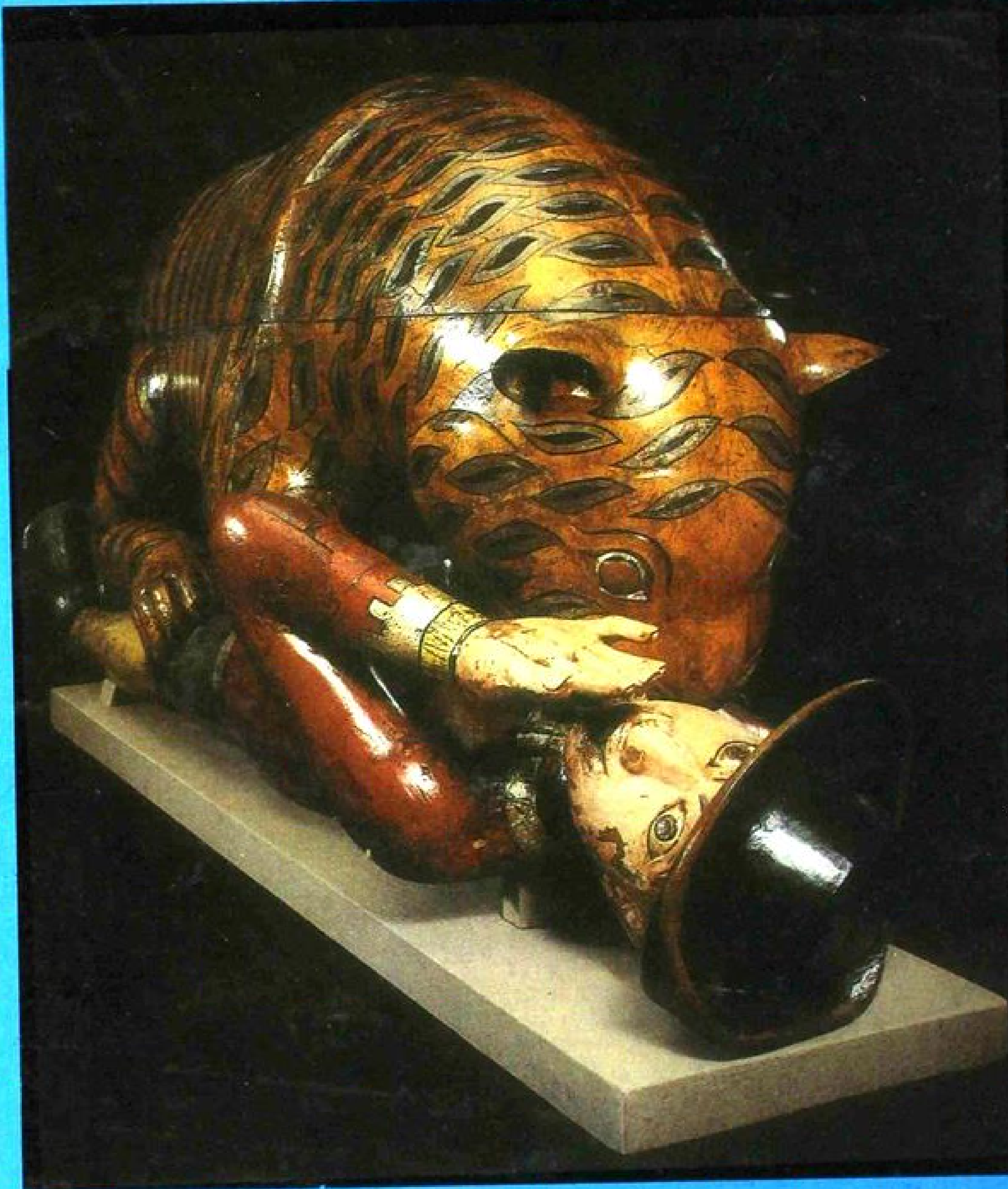
فتح نامۂ ٹیپو سلطان



معین الدین عقیل

فتح نامۂ ٹیپو سلطان

مرتبہ

معین الدین عقیل

ملنے کا پتہ:
وسیم پرنٹرز
بیسمنٹ صدیق سنٹر، پیسہ اخبار مرکز
اُردو بازار۔ لاہور

الوقار پبلی کیشنز
۵۰۔ لوئر مال لاہور

بمناسبت دو صد سالہ تقریبات ٹیپو سلطان شہید، ۴ مئی ۱۷۹۹ء

فتح نامۂ ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان کے درباری شاعر حسن علی عزت کی رزمیہ مثنوی "اضراب سلطانی"

----تمام دستیاب نسخوں کی مدد سے تیار کردہ مکمل متن----

ترتیب، تقدیم، تعلیق

معین الدین عقیل

بار اول: ۴ مئی ۱۹۹۹ء

سرورق: "شیر میسور اور فرنگی"

چوبی مجسمہ، مخزونہ وکٹوریہ البرٹ میوزیم، لندن

عکس: معین الدین عقیل، اگست ۱۹۸۷ء

شکریہ: وکٹوریہ البرٹ میوزیم، لندن

ناشر: سید وقار معین

موبائل: ۰۳۰۰-۴۰۸۷۵۰

طابع: گنج شکر پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت: ۲۲۰/- روپے

محبانِ عزیز

رشید شکیب اور محمد عثمان خطیب
کے نام

دوستاں آں جلوۂ نیرنگ ہائے روز و شب
بود تا وقتے کہ من خوابِ گرانے داشتم

مندرجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معروضات

زیر نظر مثنوی ٹیپو سلطان کے عہد کی ابتدائی معرکہ آرائیوں کا ایک اہم اور چشم دید ماخذ ہے، جسے شاعر نے ٹیپو سلطان کے دربار سے اپنی وابستگی کے زمانے میں ---- اور خود ٹیپو سلطان کی فرمائش پر تخلیق کیا تھا۔

اس مثنوی کے اب تک پانچ قلمی نسخوں کا علم ہے، جن میں سے ایک نسخہ خود میری ملکیت میں ہے، جو مجھے دسمبر ۱۹۷۸ء میں لاہور کے ایک ردی فروش سے حاصل ہوا تھا۔ اس وقت سے ہی اسے مرتب کرنے کا خیال میرے ذہن میں مؤجزن رہا ہے، چناں چہ اس کے دیگر نسخوں کی کھوج مجھے اب تک رہی۔

لندن میں اس کے دو نسخوں، مخزونہ: "کتب خانہ انڈیا آفس" اور "کتب خانہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی" کی موجودگی معروف تھی۔ چناں چہ اپنے لندن کے ایک سفر (جولائی تا ستمبر ۱۹۸۷ء) میں ان نسخوں کے جائزے اور تقابل کا ایک موقع میسر آیا تھا، لیکن بھارت میں اس کے دو نسخوں، مخزونہ: "کتب خانہ سالار جنگ" (حیدر آباد) اور "کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی" (کلکتہ) کی موجودگی کا علم ہونے کے باوجود ان سے استفادے یا مقابلے کا معاملہ ایک کار دارد کی مانند تھا۔ لیکن یہ معاملات یوں حل ہوئے کہ یہاں ٹوکیو کے میرے

رفیق کار اور دیرینہ دوست پروفیسر اسادا یوتاکا دسمبر ۱۹۹۸ء میں کلکتہ تشریف لے گئے تو میری خواہش پر کلکتہ کے نسخے کا نصف عکس اپنے ساتھ لے آئے۔ مکمل عکس کا بیک وقت حاصل کرنا وہاں سوسائٹی کے ضوابط کے باعث ممکن نہ ہوا۔ پھر بقیہ حصے کا عکس مجھے محترم قمر اشرف صاحب، مقیم کلکتہ کی عنایت اور وہاں ان کی بصد کوششوں کے باوصف دستیاب ہو گیا۔ نسخہ سالار جنگ سے مقابلے کا مسئلہ میرے عزیز دوست ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب کی توجہ اور عنایت کے باعث حل ہو گیا، جن کی تحریک پر عزیزم ڈاکٹر نسیم الدین فریس صاحب نے نہایت عرق ریزی سے مخطوطے کا تقابلی مطالعہ کیا اور نہ صرف اختلاف نسخ کی نشاندہی کی بلکہ اس نسخے کے بارے میں مفید معروضی معلومات بھی فراہم کیں۔ میں ان تمام مہربانوں کا انتہائی شکر گزار ہوں۔

یہ مثنوی محبِ مکرم ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صاحب کی توجہ اور عزیزی وقار معین سلمہ، کی مستعدی کے باوصف اشاعت کے جملہ مراحل طے کر رہی ہے --- میں ان کرم فرماؤں کا بے حد ممنون ہوں۔

ٹوکیو

۴ مئی ۱۹۹۹ء

عقیل

مقدمہ

خدنگِ آخریں

مسلم اقتدار کا المیہ ------ اٹھارویں صدی میں

اٹھارویں صدی کے ہندوستان (جنوبی ایشیا) میں ملت اسلامیہ کے زوال کو روکنے اور اسے سیاسی استحکام دینے اور غیر مسلم طاقتوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کے لیے کوئی واحد طاقت ایسی نہ رہ گئی تھی، جو ان طاقتوں کو دعوت مقابلہ دے سکتی یا کامیاب مدافعت و مزاحمت کر سکتی۔ مسلمانوں کی مرکزیت، جس کی علامت مغلیہ حکومت تھی، قریب قریب ختم ہو چکی تھی۔ چناں چہ سیاسی استحکام میں دراڑیں پیدا ہو گئیں اور صوبہ داروں نے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار ہو کر اپنے آپ کو اور اپنی لیاقتوں و صلاحیتوں کو سمیٹ لیا۔ اس صورت حال میں سیاسی زوال و عدم استحکام کے اثر کا انسانی کردار اور اعمال پر پڑنا لازمی تھا۔ چناں چہ اخلاقی اور تہذیبی گراوٹیں، بد اعمالیاں اور بدعنوانیاں اپنی اس انتہا کو پہنچیں کہ اپنی زوال آمادہ حالت اور اپنے قومی و ملی انحطاط کا شعور و احساس بھی باقی نہ رہا۔

قومی زوال کی اس صورت حال میں ملت نے بہرحال نظام الملک آصف جاہ اول (۱۷۲۰ء--۱۷۴۸ء) شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ء--۱۷۶۲ء) نجیب الدولہ (متوفی ۱۷۷۰ء) سراج الدولہ (متوفی ۱۷۵۷ء)، حیدر علی ۱۷۰۲ء--۱۷۸۲ء) اور ٹیپو سلطان (۱۷۵۳ء--۱۷۹۹ء) جیسے انسان ضرور پیدا کیے، جنھوں نے شعوری طور پر کم از کم اس حد تک کوشش ضرور کی کہ اپنے

زیر اثر اور زیرِ اقتدار علاقہ کو ملت کے لیے محفوظ پناہ گاہ کی حیثیت دے سکیں۔

نظام الملک پہلا شخص تھا، جس نے سیاسی شعور کا ثبوت دیتے ہوئے، مایوسی کی انتہائی حالت میں خلوصِ دل سے کوشش کی کہ حکمرانِ وقت اور امراء تدبر اور فراست سے ملت کی ڈوبتی کشتی کو کنارے پر پہنچا سکیں، لیکن وہ اب ان صفات سے عاری ہو چکے تھے۔ چناں چہ اس نے اپنے زیرِ انتظام صوبہ کو اپنی انتظامی صلاحیتوں کی مدد سے ایک محفوظ ریاست کی حیثیت دینے میں کامیابی حاصل کرلی۔ اس وقت مغل حکمراں محمد شاہ (۱۷۱۹ء--۱۷۴۸ء) کے لیے اگرچہ نظام الملک کی جانب سے خود مختاری کا اعلان ناگوار تھا، لیکن یہ اس کی مثبت سوچ تھی کہ اس نے نظام الملک کے اس اقدام پر اس کی سرزنش نہ کی بلکہ اسے "آصف جاہ" کا خطاب عطا کیا، جو اس کے ورثاء یا ریاستِ حیدر آباد کے حکمرانوں میں منتقل ہوتا رہا۔ [۱] نظام الملک کا اقدام ریاستِ حیدر آباد کی صورت میں، مستقبل کے ہندوستان میں اگلی دو صدیوں تک اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کی ایک پناہ گاہ بنا رہا [۲] ۔ نجیب الدولہ نے بھی سیاسی تدبر اور دور رسی کا ثبوت دیا اور کم از کم اس حد تک کوشش کی کہ شمالی ہند کی مسلمان طاقتوں کا ایک ایسا اتحاد تشکیل دے سکے، جو بڑھتی ہوئی مرہٹہ طاقت کو ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے مقام پر شدید ضرب پہنچا کر اسے منتشر کر سکے۔ اس کوشش کے پس پشت اسے شاہ ولی اللہ جیسے پیش بین مفکر کی رہنمائی اور سرپرستی حاصل رہی۔ [۳]

خود شاہ ولی اللہ نے اپنی فکر اور تعلیمات کے ذریعے مسلمانوں کے ایک حساس اور باشعور طبقے کو حوصلہ اور حیاتِ تازہ بخشی۔ اس طبقے میں احمد شاہ ابدالی (۱۷۴۷ء--۱۷۷۳ء) جیسے سالار بھی تھے، نجیب الدولہ جیسے مدبر بھی تھے اور ایسے مدرس و مجاہد بھی تھے، جنھوں نے تعلیم و تدریس سے لے کر

میدانِ جہاد تک ' اپنی کل توانائیوں کو مسلمانوں کی بیداری ' اسلامی مملکت اور اسلامی شعائر کو غیر اسلامی طاقتوں اور ان کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی مؤثر کوششوں پر مرکوز کر دیا ۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان اور ان سے وابستہ علماء کا کام دو مرحلوں میں مکمل ہوا ۔ پہلا مرحلہ تنقید و تنقیح کا تھا ' جس کے تحت انھوں نے مسلمانوں کے ماضی و حال کا تقابلی جائزہ لیا اور جامعیت کے ساتھ ان پر تنقید کی ۔ دوسرے مرحلے میں انھوں نے ملت کی تعمیر نو کا ایک واضح نقشہ پیش کیا اور اسلام کے پورے فکری ' اخلاقی اور شرعی اور تمدنی نظام کو مرتب صورت میں پیش کیا ۔[۴]

لیکن ان سب کے مقابلے میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی مساعی اور جد و جہد مختلف تھی اور ان کی راہوں میں عملی مشکلات و مصائب بھی کہیں زیادہ تھے ۔ مغرب کی ترقی یافتہ طاقت سے ان کا راست مقابلہ تھا ' جو اب ہندوستان میں بھی اپنے قدم جما چکی تھی ۔ سراج الدولہ کی شکست کے نتائج بھی ان کے سامنے تھے ۔ سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان لڑی جانے والی پلاسی کی جنگ (۱۷۵۷ء) واقعتہ" عالمی تاریخ کی چند فیصلہ کن جنگوں میں سے ایک تھی ۔ اس سے ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا خاتمہ اور عہد جدید کا آغاز ہوا ۔ اس کے بعد سے انگلستان کے لیے ہندوستان اور درمیان کے دیگر ممالک میں سیاسی فتوحات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا ۔ اس فتح نے بنگال کو مکمل طور پر انگریزوں کے ہاتھوں میں دے دیا ۔ صوبے کے تمام ذرائع آمدنی بھی ان کے تصرف میں آ گئے اور یہیں کی مالی اور فوجی مدد کے طفیل انگریزوں نے ایک طرف شمالی ہند کی جانب قدم بڑھائے اور دوسری جانب جنوب میں فرانسیسیوں اور ولندیزیوں کے علاوہ ہندوستانیوں کو شکستیں دیں ۔ اب وہ اس مقام پر پہنچ گئے تھے کہ ہندوستان پر اپنی گرفت کو مضبوط رکھنے کے لیے سارے مشرقِ وسطیٰ یا عالمِ اسلام کو بھی اپنا تابع مہمل بنائے رکھنے کی کوشش کریں اور اس میں وہ

کامیاب بھی ہو گئے۔

انگریزوں کے مقابلے میں یہ ہماری پہلی شکست تھی۔ اس کے نتیجے میں ایک جانب کسی مقامی حکمراں میں انگریزوں کے خلاف، خود اعتمادی باقی نہ رہی اور دوسری جانب انگریزوں کا حوصلہ بڑھ گیا کہ اب وہ سارے جنوبی ایشیا پر قابض ہو سکتے ہیں۔ چناں چہ انھوں نے اس قبضے کو مضبوط اور وسیع تر کرنے کے لیے رفتہ رفتہ برطانیہ اور جنوبی ایشیا کے درمیان کے تمام اڈوں اور ممالک پر اپنا تسلط جمانا شروع کیا اور یوں سارا مشرقِ وسطیٰ اور جنوب افریقہ ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں اور پھر جارحیت کی زد میں آ گیا۔ گویا پلاسی کی شکست سارے عالم اسلام کی ذلت اور غلامی کی ابتداء و بنیاد بنی۔

پلاسی کی فتح کے بعد بکسر کی لڑائی (۱۷۶۴ء) میں بھی انگریزوں کی فتح نے مغلیہ حکومت (یا شمالی ہند) کو انگریزوں کا باج گزار بنا دیا۔ اب محض جنوب میں ریاستِ حیدر آباد (نظام)، مرہٹے اور میسور کا حکمراں حیدر علی ان کی راہ کی رکاوٹیں تھیں، لیکن ان میں سے نظام نے انگریزوں کے ساتھ دوستانہ اور مفاہمانہ مراسم کو ترجیح دینے میں عافیت سمجھی، مرہٹے ان ہی دنوں پانی پت میں احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں اپنی متحدہ قوت کھو بیٹھے تھے اور جنوب میں سمٹی ہوئی اور ایک منتشر سی قوت کے طور پر باقی رہ گئے تھے۔ ان دونوں کے مقابلے میں حیدر علی ایک تازہ اور توانا طاقت کے طور پر ابھر رہا تھا۔

آزاد مسلم اقتدار کا آخری اظہار --- سلطنت میسور

حیدر علی کی ابتداء بہت معمولی تھی۔ اس نے ارکاٹ کے نواب محمد علی (۱۷۴۹ء--۱۷۹۵ء) کے بھائی عبدالوہاب کی فوج میں ایک سپاہی کی حیثیت میں ملازمت کا آغاز کیا اور پھر میسور کی فوج میں ایک جتھے کا سالار بن گیا۔ ۱۷۴۹ء میں دیون ہلی کے معرکے میں بہادری کا مظاہرہ کرنے پر "خان" کا

خطاب حاصل کیا۔ بعد میں کرناٹک کی جنگوں میں مزید فتوحات حاصل کیں تو بطور انعام ۱۷۵۵ء میں دندیگل کا "فوجدار" مقرر کر دیا گیا۔ پھر مرہٹوں کے ایک حملے کو روکنے پر اسے "بہادر" کا خطاب بھی ملا۔ جب ۱۷۵۹ء میں میسور کی فوج کا سپہ سالار سبکدوش ہوا تو اسے اس کی جگہ سپہ سالار بنا دیا گیا۔ اس وقت تک وہ اپنی حیثیت کو اس حد تک مستحکم کر چکا تھا کہ میسور کا راجہ اس کا محتاج ہو کر رہ گیا۔ بعد میں حیدر علی کی بہادری اور لیاقت کے باعث بڈنور، سندا، سیرا، ملیبار کی فتوحات نے اس کے پڑوسیوں میں تشویش کی لہر دوڑا دی ۔ ۱۷۶۴ء اور ۱۷۷۲ء کے درمیانی عرصے میں مرہٹہ پیشوا مادھوراو (۱۷۶۱ء--۱۷۷۲ء) نے تین بار میسور پر چڑھائی کی اور کچھ علاقے پر قبضہ کر لیا، لیکن ۱۷۷۲ء میں فوت ہو گیا، تو اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر حیدر علی نے دریائے کرشنا کے جنوب کا مرہٹوں کا سارا علاقہ اپنے قبضے میں لے لیا۔

حیدر علی کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھتے ہوئے انگریزوں نے، جنہیں پلاسی اور بکسر کی فتوحات نے شمالی ہند کے معاملات سے بے نیاز کر کے جنوبی ہند میں قسمت آزمائی کے لیے بہت زیادہ حوصلہ مند اور پر امید بنا دیا تھا، جنوب میں حیدر علی کو اپنے راستے کا سب سے بڑا پتھر سمجھتے ہوئے حیدر علی کو راستے سے ہٹانے کی کوششیں شروع کر دیں ۔ انھوں نے نظام کو اپنا ہم خیال بنا کر ۱۷۶۶ء میں اس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تاکہ ایک اتحاد تشکیل دے کر حیدر علی کا خاتمہ کیا جا سکے [۵] ۔ ان اتحادیوں نے ایک مشترکہ حملہ کیا لیکن حیدر علی نے نظام کو زیر کر کے اسے اپنا شریک بنا لیا اور پھر اسی کی مدد سے کرناٹک پر فوج کشی کی ۔ لیکن نظام نے ایک سال بعد اسے خیرباد کہہ دیا، چناں چہ حیدر علی نے تنہا یہ جنگ لڑی اور اپنی مرضی کے مطابق اپریل ۱۷۶۹ء میں ایک معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے انگریزوں سے بھی مرہٹوں کے خلاف مدد چاہی، لیکن انھوں نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اس کے ساتھ ایک ایسا

معاہدہ کیا جو اسے بے بس کر دینے کے لیے تھا۔ چناں چہ حیدر علی نے ان سے بدظن ہو کر فرانسیسیوں سے رجوع کیا اور ان سے مراسم استوار کیے۔ جولائی ۱۷۸۰ء میں اس نے کرناٹک پر حملہ کیا اور پھر انگریزوں کے خلاف ایک زبردست مہم چلائی۔ لیکن وہ انگریزوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا تھا کہ دسمبر ۱۷۸۲ء میں فوت ہو گیا اور اپنے فرزند ٹیپو کو اپنی لڑائی جاری رکھنے کے لیے چھوڑ گیا۔

وہ ایک معمولی اور ان پڑھ انسان تھا، لیکن ایک دلیر سپاہی اور لائق حکمراں ثابت ہوا اور نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو کے مصداق دوستوں کے لیے دوست اور دشمنوں کے لیے قہر بنا رہا۔ اس نے اہم عہدوں پر بلا تکلف ہندوؤں کا تقرر کیا، مندروں کی امداد کی اور ہندوؤں ہی کی دل جوئی کی خاطر، میسور کی حکومت میں تمام معاملات پر حاوی رہنے کے باوجود، میسور کے راجہ ہی کو تخت نشین رہنے دیا اور خود سپہ سالار کی حیثیت میں رہا۔ ساتھ ہی وہ "ریاست سرا" کا صوبہ دار بھی رہا، جس پر اسے بسالت جنگ (متوفی ۱۷۸۲ء) فرزندِ نظام الملک آصف جاہ اول نے مرہٹوں کے خلاف جنگ میں اس کی مدد کرنے پر بطور انعام نامزد کیا تھا اور مغل حکمراں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ (۶)

حیدر علی محض بیس سال اپنی جولانیاں دکھا سکا تھا، لیکن اسی عرصے میں اس نے میسور کو کم از کم جنوبی ہند کی ایک عظیم طاقت اور ترقی یافتہ مملکت بنا دیا۔ وہ ایک دلیر سپاہی کے ساتھ ساتھ ایک لائق منتظم بھی ثابت ہوا۔ اس نے اپنی مملکت میں محصولات سے آمدنی کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کیا اور انتظامیہ میں افسر شاہی (Bureaucracy) کے نظام کو فروغ دیا اور اس طرح اپنے زیر انتظام علاقے کو ایک جدید اور ترقی یافتہ مملکت کی حیثیت دے دی (۷)۔ جس وقت اس نے عنانِ حکومت سنبھالی تھی، میسور اپنے دارالحکومت سرنگا پٹم اور محض ۳۲ دیہاتوں پر مشتمل ایک تحصیل کے برابر

ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جس کے نام سے جنوبی ہند سے باہر شاید کوئی واقف بھی نہ تھا۔ لیکن جب اس نے رحلت کی تو میسور کی حدود پچاس ہزار مربع کلو میٹر رقبے پر پھیلی ہوئی تھیں اور کئی نواب اور راجہ اس کے باج گزار ہو چکے تھے اور اس کی شہرت یا دھاک یورپ و انگلستان تک پہنچ گئی تھی۔ چناں چہ پلاسی اور بکسر کی فتوحات کے بعد انگریزوں کے لیے دراصل میسور ہی ایک ایسی طاقت رہ گئی تھی، جسے زیر کر لینے کا مطلب اس فرانسیسی اثر کا خاتمہ بھی تھا، جس نے حالات کو سازگار دیکھ کر میسور میں قدم جمانے شروع کیے تھے اور جو برطانیہ کو یورپ سے لے کر امریکہ تک دعوتِ مقابلہ دے رہی تھی۔ اگرچہ انگریزوں نے بنگال اور شمالی ہند میں خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کر لی تھیں، لیکن ان کی مشکلات ابھی ختم نہ ہوئی تھیں۔ وسطی اور مغربی ہند میں اجتماعی طور پر نانا فرنویس (۱۷۴۱ء--۱۸۰۰ء) کی غیر متنازعہ قیادت میں مرہٹے انگریزوں کے خلاف خاموش منصوبہ بندی میں مصروف تھے اور جنوبی میں ایک طرف فرانسیسی بیڑہ انھیں نقصان پہنچا رہا تھا اور دوسری طرف حیدر علی نے ان کے قدم اکھاڑ دیے تھے اور انھیں سخت مشکلات سے دوچار کر رکھا تھا[۸]، لیکن حیدر علی کی بے وقت موت سے ان کے اکھڑے ہوئے قدم پھر سے جم گئے۔ مگر اب ٹیپو ان کے مقابل تھا۔

ٹیپو سلطان کا عہد --- اور امتیازِ حکمرانی

ٹیپو کو وراثت میں باپ کی بہادری و جواں مردی اور خدا ترسی و معاملہ فہمی ملی، لیکن وہ ایک بیدار مغز اور روشن خیال حکمراں بھی ثابت ہوا۔ پھر اس کی دور رسی اور ترقی پسندی کی صفات نے اسے برعظیم کے مسلمان حکمرانوں میں ایک مختلف اور مثالی حیثیت کا حامل بھی بنا دیا۔ اس کا بچپن باپ کے زیرِ سایہ گزرا[۹]۔ اگرچہ باپ کی طرح اسے بھی حصولِ تعلیم کے زیادہ

مواقع نہ ملے، لیکن ذہانت کا ثبوت دیا اور بہت جلد عربی، فارسی، انگریزی اور فرانسیسی زبانیں سیکھ لیں۔ کنٹری مقامی زبان تھی اور وہ اردو بھی جانتا تھا اور بعد میں اس نے اردو کی سرپرستی بھی کی۔ ابتدائی عمر ہی میں اس نے فنونِ سپہ گری اور گھڑسواری میں لاثانی مہارت حاصل کرلی۔[10] وہ کم عمری ہی سے اپنے باپ کے معاملات میں دلچسپی لیتا اور اس کے ساتھ شریکِ کار زار رہتا۔ صرف بارہ سال کا تھا کہ باپ نے ملیبار پر حملے میں اسے ساتھ رکھا، جہاں اس نے اپنی کم سنی کے باوجود دو تین ہزار سپاہیوں کو ساتھ لے کر غنیم کا تعاقب کیا اور اسے گھیر کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اگلے دو تین سالوں میں اس نے مزید کئی معرکے سر کر لیے۔[11] حیدر علی نے نظام علی خان (۱۷۶۲ء -- ۱۸۰۳ء) نظام حیدر آباد سے خیر سگالی کے لیے جب ایک وفد قیمتی تحائف کے ساتھ بھیجا تو ۱۴ برس عمر کے اسی شہزادے نے اس وفد کی قیادت کی۔ نظام نے اس موقع پر ٹیپو کو "نصیب الدولہ" اور "فتح علی خاں بہادر" کے خطابات سے نوازا۔[12] باپ کی رحلت کے بعد ٹیپو نے میسور کی عنان حکومت سنبھالی تو اس وقت ایک خاصی بڑی مملکت اس کے زیرِ اقتدار تھی اور آنے والے وقت کے متعدد معاملات، مصائب و مشکلات اس کی راہ دیکھ رہی تھیں۔

ٹیپو کے عہد حکومت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ۱۷۸۲ء سے ۱۷۹۲ء تک، اور دوسرا ۱۷۹۲ء سے ۱۷۹۹ء تک۔ پہلا دور اس کے لیے فتوحات اور کامرانیوں کا دور کہا جا سکتا ہے، لیکن دوسرے دور میں اس نے، جب کہ ۱۷۹۲ء میں انگریزوں اور ان کے اتحادیوں نظام و مرہٹوں کی فوجوں سے شکست کے نتیجے میں اس کی نصف مملکت چھن گئی تھی اور خزانہ خالی ہو چکا تھا، رہی سہی مملکت کو معاشی اور سیاسی طور پر مستحکم کرنے کی کوشش کیں۔ پہلے دور میں ٹیپو نے انگریزوں، مرہٹوں اور نظام کے ساتھ مقابلوں میں

فتوحات حاصل کیں اور دوسرے دور میں ملک کی معاشی ترقی کی طرف خاص توجہ کی اور مملکت کو ان تمام علاقوں سے زیادہ خوش حال بنا دیا' جو مرہٹوں اور انگریزوں کے قبضے میں تھے۔ (۱۳) یہ دونوں دور اس کو بلاشبہ اپنے وقت کا نہایت روشن خیال' ترقی پسند' بیدار مغز اور پیش بیں منتظم و حکمراں ثابت کرتے ہیں۔

ٹیپو کی بری اور بحری افواج کا انتظام مثالی تھا۔ فوج کے محکمہ کو گیارہ شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور مملکت کا کل رقبہ بائیس فوجی اضلاع میں تقسیم تھا ۔ بر عظیم میں حیدر علی پہلا شخص تھا' جو یہ یقین رکھتا تھا کہ انگریزوں کو شکست دینے کے لیے بحری قوت ہی ایک اہم عنصر ہے۔ (۱۴) اپنے باپ کی طرح ٹیپو جانتا تھا کہ انگریز اپنی بحری قوت کے بل بوتے پر بر عظیم میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ اس لیے اس نے بحری قوت کے حصول کے لیے خصوصی اہتمام کیے ۔ وہ ایک ایسا بحری بیڑہ رکھنا چاہتا تھا' جو جنوبی ہند کی پوری طرح حفاظت کر سکے ۔ بر عظیم کو یورپی حملہ آوروں سے بچانے کے لیے ٹیپو چاہتا تھا کہ بصرہ' بوشہر' عمان اور عدن میں ہندوستانی جہازوں کے اڈے بنائے جائیں ۔ بحری قوت میں اضافے کے لیے اس نے جہاز سازی کی طرف بھی توجہ دی ۔ جہازوں کے نمونے اور نقشے وہ خود تیار کرتا۔ فوجی اور تجارتی جہازوں کی آمد و رفت میں سہولتیں پیدا کرنے کے لیے اس نے بندر گاہوں کی تعمیر کی اور پرانی بندر گاہوں کی مرمت و توسیع کا اہتمام کیا۔ ۱۷۹۶ء میں اس نے اپنے بحری بیڑے کے لیے ۲۰ تجارتی جہازوں اور اتنی ہی تعداد میں تیز رفتار فوجی جہازوں کی تیاری کا حکم دیا تھا۔ جہازوں کو مقناطیسی چٹانوں سے محفوظ رکھنے کے لیے لوہے کے بجائے جہاز سازی میں تانبے کے استعمال کی روایت اسی نے شروع کی۔ (۱۵)

بحری قوت کے حصول کے ساتھ ساتھ وہ بحری بیڑے کو تجارتی ضرورتوں کے لیے بھی استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ہندوستان سے

قریب تر مسقط کے ساتھ اس نے خصوصی تجارتی روابط استوار کیے۔ اس غرض کے تحت اس نے وہاں ایک تجارتی کوٹھی تعمیر کروائی تھی، جو وسط انیسویں صدی تک وہاں موجود تھی۔ جدہ میں بھی اس کا قائم کردہ ایک تجارتی کارخانہ موجود تھا۔[۱۶] انگریزوں نے مسقط اور خلیجی مملکتوں میں ٹیپو کے اثر کو پھیلنے سے روکنے کے لیے مسقط سے خود معاہدہ کرلیا اور وہاں سے ٹیپو کے معاملات کو ضرب پہنچانے میں کامیابی حاصل کرلی۔

تجارتی ترقی کے لیے اقدامات کے تحت ذرائع حمل و نقل کی بہتری کی جانب بھی اس نے توجہ دی۔ اس مقصد کے لیے اس نے شاہراہوں کی تعمیر اور توسیع کے منصوبے بھی بنائے اور خصوصاً بندر گاہوں سے شہروں کو مربوط کرنے کے لیے وہ سڑکوں کا ایک جال پھیلانا چاہتا تھا۔ اپنے مفتوحہ علاقے ملیبار سے اس نے اس منصوبے کا آغاز کیا۔[۱۷] زراعت کی ترقی بھی اس کی خصوصی توجہ میں رہی۔ اس مقصد کے لیے آب رسانی کے انتظامات کو اس نے خاص اہمیت دی۔ نئے تالاب بنائے اور پرانے تالابوں کی مرمت کی۔ ایک مقام دوراجی میں چار کلو میٹر لمبا اور چودہ میٹر اونچا تالاب تعمیر کیا تھا۔ اس نے نہریں بھی تعمیر کیں اور دریائے کاویری پر دارالحکومت سرنگاپٹم کے نزدیک ایک بند بھی تعمیر کرایا، جو ۲۲ میٹر بلند تھا۔ جو امراء تالاب اور آب رسانی کے کام کرتے، وہ انھیں انعامات اور اعزازات سے نوازتا۔[۱۸] ان اقدامات کے نتیجے میں زراعت کا نظام کافی ترقی کر گیا تھا۔ بے کار زمینیں اس نے نرم شرائط پر مزارعین میں تقسیم کردیں اور غریب کاشت کاروں کو تقاوی پر قرض دیا جانے لگا۔ گنے، گندم، جو اور پان، چھالیہ کی کاشت سے اسے خاص دلچسپی رہی۔ ریشم کی صنعت بھی اس کے زمانے میں ترقی پر رہی۔ دوسرے ممالک سے ریشم کے کیڑے منگوا کر ان کی پرورش اور پرداخت کی اور عوام کی اس ضمن میں حوصلہ افزائی کی۔ اس کی قائم کی ہوئی یہ روایت آج تک میسور (کرناٹک)

کے خطے میں رائج ہے اور موجودہ بھارت کا یہ علاقہ پارچہ بافی میں دوسرے علاقوں سے آج بھی سب سے آگے ہے۔ مچھلیوں اور موتیوں کی صنعت کو بھی اس نے انتہائی ترقی یافتہ بنا دیا تھا۔[۱۹]

دیگر صنعتیں بھی اس کی توجہ کے باعث روز افزوں ترقی پر رہیں۔ وہ ان صنعتوں کے فروغ کے لیے ماہرین کو جگہ جگہ سے جمع کرتا رہا۔ مثلاً اپنے آخری زمانے میں وہ لوہا اور تانبا ڈھالنے والوں، اسلحہ اور توپ سازوں، بحری جہاز بنانے کے ماہر انجینئروں، کاغذ سازی کے ماہرین کی ایک خاصی تعداد کو جمع کرنے کی کوشش میں تھا۔[۲۰] اسے جدید سائنسی آلات اور مشینوں کے بارے میں جاننے کا بھی شوق رہا۔ اور وہ انھیں حاصل کرنے کے لیے بے چین رہتا[۲۱]۔

ٹیپو، اپنے باپ کی طرح، برعظیم کی نجات اس میں سمجھتا تھا کہ انگریزوں کے قدم یہاں جمنے نہ پائیں۔ ٹیپو نے حیدر علی کی چھیڑی ہوئی جنگ کو، مزید قوتوں اور نئی حکمت عملیوں کے ساتھ، جاری رکھا اور اسے وسعت دی۔ دو سال کی مسلسل معرکہ آرائیوں کے بعد انگریزوں کی ہمت جواب دے گئی۔ چناں چہ انھوں نے ٹیپو کی پیش کردہ شرائط کو قبول کرتے ہوئے مارچ ۱۷۸۴ء کو "معاہدہ بنگلور" پر دستخط کر دیے۔ اس معاہدے کے تحت انھوں نے قبول کر لیا کہ:

۱۔ دوستانہ مراسم رکھے جائیں گے،

۲۔ مفتوحہ علاقے واپس کر دیے جائیں گے اور جنگی قیدیوں کا تبادلہ ہو جائے گا، اور

۳۔ حیدر علی کے عہد کی تجارتی مراعات ایسٹ انڈیا کمپنی کو بدستورِ سابق مل جائیں گی[۲۲]۔

اس معاہدے سے جہاں ایک طرف ٹیپو کے وقار میں اضافہ ہوا وہیں

نظام اور مرہٹوں نے خطرے کو پہلے سے زیادہ شدت سے محسوس کیا۔ اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے دونوں حکومتیں ٹیپو کے خلاف متحد ہو گئیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس اتحاد کے پس پشت انگریزوں کا ہاتھ تھا۔ حیدر علی نے نہ صرف نظام علی خاں کو، بطور صوبہ دارِ دکن، اپنا حاکم ماننے سے انکار کر دیا تھا، بلکہ نظام کے کچھ علاقوں، مثلاً کرنول، کڈپہ وغیرہ کو اپنے قبضے میں لے رکھا تھا۔ نظام کو ٹیپو سے کچھ اور شکایتیں بھی تھیں۔ چناں چہ اس نے اپنی شکایتوں اور خدشات کے نتیجے میں مرہٹوں سے معاہدہ کر لیا۔[۲۳] یہ وہ عرصہ تھا کہ جب ٹیپو، معاہدہ بنگلور کے باعث ملنے والی مہلت میں، انگریزوں سے اپنی توجہ ہٹا کر اپنی مملکت کے انتظامی، فوجی اور تجارتی اصلاحات کے لیے خود کو وقف کر دینا چاہتا تھا، لیکن اسے نظام اور مرہٹوں کے اتحاد اور معاہدے کی طرف توجہ دینا پڑ گئی اور وہ ان سے مقابلے پر مجبور ہو گیا۔[۲۴] اس نے تو بارہا نظام کو، بہ حوالۂ مذہب و ملت، اپنا شریک بنانے کی کوششیں کی تھیں۔ چناں چہ اب اسے نظام کے اس طرز فکر و عمل سے اس قدر ٹھیس پہنچی کہ وہ آئندہ نظام، یہاں تک کہ مغل حکمراں سے کسی قسم کی بہتر توقع نہ رکھ سکا۔ قریب قریب یہی عرصہ ہے جب اس نے خود اپنے لیے "بادشاہ" کا لقب اختیار کر لیا اور خطبہ میں مغل بادشاہ کے بجائے اپنا نام داخل کروایا۔[۲۵] اور یہی عرصہ تھا کہ جب اس نے راست خلیفتہ المسلمین، سلطان عبدالحمید (۱۷۷۴ء--۱۷۸۹ء) سے اپنے لیے حکمرانی کی سند کے حصول کی غرض سے ۹ مارچ ۱۷۸۶ء کو ایک سفارت قسطنطنیہ روانہ کی۔[۲۶] اسی عرصہ میں اس نے نیا سکہ جاری کیا، جس کا نام "امامی" تھا اور ذیلی سکوں کے نام "احمدی"، "صدیقی"، "عابدی" رکھے۔[۲۷] اپنے انتظامات کو مغلیہ حکومت سے یکسر مختلف رکھنے کے لیے سنہ ہجری کی جگہ سنہ محمدی جاری کیا، جو آغاز نبوت سے شروع ہوتا تھا۔[۲۸] اور مہینوں کے نئے نام رکھے۔

سکوں اور جنتری کی تبدیلی کے علاوہ اوزان و پیمائش کے معیار بھی اس نے تبدیل کر دیے اور شہروں کے پرانے اور ہندو ناموں کی جگہ نئے اسلامی نام رکھے [۲۹] ۔ انتظامی اصلاحات کے تحت اس نے مال گزاری اور محاصل کے نئے قوانین وضع کیے اور انھیں رائج کیا [۳۰] ۔ یہیں وہ سرکاری عمال اور عہدے داروں کے فرائض بھی، ان کے منصب کے لحاظ سے، متعین کرتا ہے۔ اس کی ان اصلاحات اور اپنے عمال و انتظامیہ پر کڑی نظر رکھنے اور ان کی خبر گیری کی یہ صفات ہی تھیں کہ مستقل ہنگامی اور جنگی حالات میں الجھا رہنے کے باوجود نہ سرکاری کاروبار متاثر ہوا، نہ بغاوت ہوئی، نہ ملک کنگال ہوا۔ یہ سب ادارے بخوبی اپنے فرائض انجام دیتے رہے اور ملک روز افزوں ترقی اور خوش حالی کی جانب گامزن رہا۔

اس نے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے ایک جانب قلعوں اور ان سے ملحقہ دیہاتوں کے اطراف مضبوط خار بندی کروائی اور ان پر ہمہ وقت پہرے کا انتظام کیا، اور دوسری جانب بحری قوت میں اضافے اور جہاز سازی کے ساتھ ساتھ اسلحہ سازی کے کارخانے بھی قائم کیے۔ اس نے اسلحہ سازی میں کئی اختراعات بھی کیں، جو انتہائی مؤثر اور مفید ثابت ہوئیں۔ ڈھالیں ایسی بنائیں، جن پر تیر یا گولی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ حیدر علی نے حملۂ ملیبار کے موقع پر آبنوس کی لکڑی سے توپ نما آلے بنائے تھے اور انھیں کامیابی سے استعمال کیا تھا [۳۱] ٹیپو نے انھیں راکٹ (Rocket) کی شکل دے دی اور اس کی صنعت کو وسعت دے کر مزید ہلاکت خیز بنا دیا۔ اس نے اپنی فوج میں چھے ہزار تک راکٹ بردار مقرر کیے تھے۔ ۱۷۹۲ء اور ۱۷۹۹ء کی جنگوں میں اس نے راکٹوں کا خوب استعمال کیا، جو انگریزوں کے لیے شدید ہزیمتوں کا باعث بنا [۳۲] ۔ چناں چہ ٹیپو کے تجربے سے متاثر ہو کر انگریز جنرل سر ولیم کانگرلو (Sir William Congreve)، (۱۷۷۲ء -- ۱۸۲۸ء) نے خود بھی

راکٹ تیار کیے اور انھیں نپولین بوناپارٹ (Napoleon Bonapart)، (۱۷۶۹ء--۱۸۲۱ء) سے جنگوں (۱۸۰۳ء تا ۱۸۱۵ء) میں استعمال کیا۔[۳۳] ورنہ صدیوں سے یورپ میں نئی قسم کی توپوں اور بندوقوں کی ایجاد کی وجہ سے راکٹوں کا استعمال متروک ہو چکا تھا۔[۳۴] ٹیپو سلطان کے اس کے کثیر استعمال کی وجہ سے راکٹ سازی کی صنعت کو یورپ میں حیات تازہ ملی۔[۳۵]

حیدر علی نے ایک موقع پر جنگ کے دوران دریا پار کرنے کے لیے تھلیے نما کشتیوں کی اختراع کی تھی، جسے ٹیپو نے ترقی دے کر بارہا استعمال کیا۔ اس نے اس کا پہلی بار استعمال اس وقت کیا، جب اس زیر نظر مثنوی کے قصے کے مطابق، ادھونی کی فتح کے بعد اتحادی فوجوں کا تعاقب کرتے ہوئے دریائے تنگبھدرا میں طغیانی کے باعث وہ اسے پار نہ کر سکا تو اس وقت اس نے ان تھلیے نما کشتیوں کا استعمال کیا۔ یہ کشتی صرف ۱۵ منٹ میں بنائی جا سکتی تھی۔ اس کے لیے تین لمبے بانسوں کی ضرورت ہوتی تھی، جو ہمیشہ فوج کے سامان میں موجود ہوتے۔ ان بانسوں کو متوازی رکھ کر ان پر چمڑا پھیلا دیا جاتا تھا۔ اس طرح کشتی فوراً تیار ہو جاتی اور اس میں کوئی پچیس افراد معہ ایک توپ بآسانی سوار ہو سکتے تھے۔ ٹیپو کی یہ اختراع خود انگریزوں کے لیے تعجب خیز تھی، چناں چہ انھوں نے خود بھی اسے اختیار کیا۔[۳۶] صرف یہی نہیں افواج کی آمد و رفت، فوجی ساز و سامان کی حمل و نقل، میدان جنگ، محاصرہ اور پڑاؤ کے مواقع پر افواج کی رہائش و دیکھ بھال اور خوراک کی فراہمی کا نظام یورپی فوجوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے انتظامات سے کہیں بہتر اور برتر تھا۔[۳۷]

ٹیپو اور انگریزوں کے درمیان تیسری لڑائی ۱۷۸۹ء اور ۱۷۹۲ء کے درمیان عرصے میں لڑی گئی۔ سابقہ دو لڑائیوں میں انگریزوں نے نظام اور مرہٹوں کو ساتھ ملانے کے باوجود شکست کھائی تھی۔ ان دونوں لڑائیوں میں انھیں جو تلخ تجربہ ہوا تھا اس کے پیش نظر اس مرتبہ نظام اور مرہٹوں کو ساتھ

ملانے کے علاوہ محلاتی سازشوں کا جال بھی پھیلایا گیا۔ مختلف ذرائع سے کام لے کر سلطان کے سپہ سالارِ اعلیٰ، وزیرِ اعظم، وزیرِ مالیات اور کئی دوسرے اہم امراء سے ساز باز کرلی گئی۔ مختلف عہدیداروں سے مل کر ۲۴ جولائی ۱۷۹۲ء کے دن، جب سپاہ تنخواہ وصول کر رہی تھیں، انگریز جنگی قیدیوں کی مدد سے سرنگاپٹم میں بغاوت کا منصوبہ بنایا گیا، جو بروقت اطلاع ملنے پر ناکام بنا دیا گیا۔ اسی طرح ٹیپو کے اغواء کا منصوبہ بھی بنایا گیا، لیکن یہ بھی ناکام رہا۔[۳۸] ان سازشوں کے نتیجے میں اور چند ہی معرکوں کے بعد ٹیپو اپنے دارالحکومت سرنگاپٹم میں محصور ہونے اور انتہائی ذلت آمیز شرائط منظور کر لینے پر مجبور ہو گیا۔ ۲۲ فروری ۱۷۹۲ء کو "معاہدہ سرنگاپٹم" ہوا جس کی دو شرائط یہ تھیں:

۱۔ ٹیپو متحدہ قوتوں (انگریزوں، نظام، مرہٹوں) کو چھ کروڑ روپیہ تاوانِ جنگ ادا کرے گا، جس میں تین کروڑ نقد اور تین کروڑ کے عوض نصف ریاست دے گا۔

۲۔ تاوان جنگ کی ادائیگی تک ٹیپو اپنے دو بیٹے یرغمال کے طور پر انگریزوں کی تحویل میں دے گا۔[۳۹]

اس معاہدے کے نتیجے میں میسور کی آدھی سلطنت ٹیپو سے چھن گئی اور اس کی سلطنت کی حدیں سمندروں سے دور ہو گئیں۔ ۱۷۶۴ء میں بکسر کی فتح کے بعد انگریزوں کی یہ سب سے اہم کامیابی تھی۔[۴۰] بظاہر انگریزوں نے صلح کرلی تھی لیکن درپردہ وہ ٹیپو کے خلاف تیاریوں میں مصروف رہے۔ وہ اب یہ خوب سمجھنے لگے تھے کہ جب تک ٹیپو زندہ ہے اور اس کی مملکت موجود ہے، انگریزوں کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ دوسری طرف ٹیپو بھی "معاہدۂ سرنگاپٹم" کے بعد مطمئن اور خوش گمان ہو کر نہ بیٹھ گیا تھا، وہ ہر حالت میں انگریزوں کو برعظیم سے نکال باہر کرنے کے لیے مضطرب تھا۔ چناں چہ آدھی سلطنت چھن جانے اور خطیر تاوان عائد ہو جانے کے باوجود اس نے ہمت نہ

ہاری۔ اگرچہ سلطنت کو سیاسی ' اقتصادی اور انتظامی اعتبار سے سخت دھچکا پہنچا تھا ' مگر وہ مستعدی سے اصلاحِ احوال اور دوبارہ توانائیاں حاصل کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف کار ہو گیا۔ اس نے تاوان کی قسطیں باقاعدگی سے ادا کیں اور جنگ کے نقصانات کی تلافی کی تدابیر اختیار کیں ' رسالہ اور پیادہ فوج کو درست اور منظم کیا ' دارالحکومت کے حفاظتی انتظامات مستحکم کیے ' سرکشوں کو سزا دی ' تجارت اور زراعت کی حوصلہ افزائی کی اور ملک کی سابقہ خوش حالی بہت جلد بحال کر دی۔ (۴۱) سخت آزمائشوں کے باوجود اس کی اختیار کردہ تدابیر کے باعث ۱۷۹۷ء میں میسور کی یہ حالت تھی کہ ایک برطانوی سیاح ایڈورڈ مور (Edward Moore) کے مطابق: پورا ملک بہترین زراعت و کاشت کاری ' عوام کی ہنرمندی و دست کاری ' نو تعمیر شدہ شہروں اور ان کی صنعتوں اور روز افزوں تجارتی ترقی کی وجہ سے حد درجہ خوش حال ہو چکا تھا۔ (۴۲)

انگریزوں کے خلاف جدوجہد کے اس مرحلے پر اب ٹیپو نے اپنی تیاریوں کا دائرہ مزید وسیع کیا۔ اس نے خلیفۃ المسلمین سلطانِ ترکی ' شاہِ افغانستان ' زمان شاہ (۱۷۹۳ء--۱۷۹۹) ' شاہ ایران ' فتح علی قاجار (۱۷۹۷ء--۱۸۳۴ء) نپولین کے درباروں میں امداد کی طلب میں اپنے سفیر بھیجے۔ (۴۳) اور ساتھ ہی "ہندوستان ہندوستانیوں کے لیے" کا واسطہ دے کر اطرافِ ملک کے حکمرانوں ' راجاؤں اور نوابوں کو ملانے کی کوشش کی۔ ان چند برسوں کے عرصے میں اس کی ساری جدوجہد انگریزوں کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے میں مرکوز رہی۔ اب اسے احساس ہو چکا تھا کہ "اب ' یا کبھی نہیں" کا مرحلہ آ چکا ہے۔ اس آخری مرحلے پر اس نے ایک بار پھر نظام اور مرہٹوں کو سمجھانے اور انگریزوں کے خلاف ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ (۴۴) لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ نظام اور مرہٹے انگریزوں کے مقاصد کو نہیں سمجھ سکتے ' تو اس نے مایوس ہو کر بیرونی روابط سے رجوع کرنا چاہا۔ وہ اس حد تک پیش

بین تھا کہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہندوستان پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے برطانیہ کو ایک نہ ایک دن مشرقِ وسطیٰ کے اسلامی ملکوں پر بھی قبضہ کرنا پڑے گا' چناں چہ اس حوالے سے اس نے پہلے شاہ فرانس لوئی ہشدہم (۱۷۸۵ء -- ۱۷۹۵ء) اور دوسری مرتبہ ماریشس اپنی سفارتیں بھیجیں۔ ایسی ایک اولین سفارت قسطنطنیہ کو خلیفہ المسلمین کی خدمت میں ٹیپو نے ۱۷۸۴ء میں ایک معتمد عثمان خاں کی سربراہی میں بھیجی تھی۔ (۴۵) اسی عثمان خاں کو بعد میں جولائی ۱۷۸۷ء میں فرانس بھی بھیجا گیا۔ (۴۶) ان سفارتوں کا مقصد فوجی اعانت کے ساتھ ساتھ تجارت کی توسیع اور ماہرین فن کا حصول تھا تاکہ اعلیٰ پیمانے پر صنعت و حرفت میں پیش رفت ہو سکے۔ (۴۷) ان سفارتوں کے تحت ٹیپو اور فرانس کے درمیان وسیع پیمانے پر معاہدہ کرنے کی تجاویز زیرِ غور آئیں۔ (۴۸)

ٹیپو نے سلطان ترکی کی خدمت میں جو سفارت بھیجی تھی' وہ اس اہم مقصد سے بھی بھیجی گئی تھی کہ ٹیپو خلیفتہ المسلمین سے اپنی حکومت کے لیے سند حاصل کرے تاکہ پڑوس کے مسلمان حکمران اس سے منحرف نہ رہیں اور مسلمان عوام اس کے کامل وفادار رہیں۔ اس نے ان مقاصد کے تحت اولاً" مغل حکمران شاہ عالم سے اپنے لیے سند حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن انگریزوں' نظام اور مرہٹوں کے اثر نے مغل حکمراں سے ایسی سند ملنے نہ دی۔ (۴۹) چوں کہ دین دار مسلمان کسی ایسے شخص سے کامل وفاداری نبھانے کے خلاف تھے' جس کے اپنے اختیارِ حکومت کے لیے کوئی آئینی منظوری نہ ہو' اس لیے ٹیپو کے لیے ایسی سند کا حُصول ضروری ہو گیا تھا۔ یہ سند اسے مل گئی۔ (۵۰) اس سفارت کا دوسرا مقصد سلطنت عثمانیہ سے فوجی امداد کا حصول تھا' لیکن انگریزوں کی حکمت عملی نے اور دربارِ عثمانیہ میں ان کی ریشہ دوانیوں نے سلطان ترکی کو ٹیپو کے قریب نہ آنے دیا۔ سلطانِ ترکی نے جواب میں ٹیپو کو

مشورہ دیا کہ فرانسیسیوں سے مدد حاصل کرنے کے بجائے اسے انگریزوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔[۵۱] ٹیپو کے لیے امداد کا کسی جانب سے اب کوئی امکان باقی نہ رہ گیا تھا۔

۱۷۹۸ء میں مارکوئیس ویلزلی (M.Wellesley)، (۱۷۹۸ء--۱۸۰۵ء) برطانوی مقبوضات کا گورنر بن کر آیا۔ وہ برعظیم آنے سے قبل ہی تہیہ کر چکا تھا کہ ملک گیری اور وسعتِ حدود کی حکمت کو اختیار کرے گا۔[۵۲] وہ اپنے ساتھ ولیم پٹ (W.Pitt)، (۱۷۵۹ء--۱۸۰۶ء) کا بنایا ہوا ایک معروف قانون بھی لایا تھا، جسے "ذیلی تنظیم" کا نام بھی دیا گیا۔[۵۳] اس میں اہم نکات یہ تھے:

۱۔ ہندوستانی ریاستیں اپنی فوجیں نہ رکھیں، ان کی جگہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوجیں رکھیں،[۵۴]
۲۔ ان کے خارجہ معاملات کی ذمے دار کمپنی ہو گی،
۳۔ کمپنی کی فوجوں کے مصارف ریاستیں برداشت کریں گی،[۵۵]
۴۔ کسی غیر برطانوی فرد کو اپنے ہاں ملازم نہ رکھیں۔

ٹیپو کی دور رس نگاہوں نے بھانپ لیا تھا کہ اس منصوبے کے ذریعے انگریز برعظیم میں موجود ہر طاقت کو بے دست و پا کر دینا چاہتے ہیں۔ چناں چہ اس نے بلا تامل اس منصوبے کو ٹھکرا دیا۔ اس بنا پر ویلزلی نے ٹیپو کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اس موقع پر انگریزوں نے اپنے سب سے بڑے دشمن کو ختم کرنے کے لیے اپنے سارے وسائل اور ساری قوت ٹیپو کے خلاف یکجا کر لی۔ ۱۷۶۵ء سے ۱۷۹۲ء تک وہ بنگال و بہار، مدراس کے ایک بڑے حصے، بمبئی پر اپنا قبضہ مکمل کر چکے تھے۔ ریاست اودھ میں انھیں دریائے گنگا کے بالائی حصوں تک اور ریاست کرناٹک میں انھیں خاصی رسائی حاصل ہو چکی تھی۔ ان کے ساتھ ساتھ وہ

چھوٹی چھوٹی راجپوت و سکھ ریاستوں کو افغانستان کا خوف دلا کر رام کر چکے تھے۔ اب صرف میسور اور حیدر آباد کی مسلم ریاستیں اور مرہٹوں کی طاقت ان کے سامنے باقی رہ گئی تھیں۔ ۱۷۹۲ء میں انھوں نے حیدر آباد کو بھی ایک لحاظ سے زیر کرکے اس کے تعاون سے میسور کے خاصے بڑے حصے پر قبضہ کرلیا اور اب ۱۷۹۸ء میں، جب کہ ویلزلی ہندوستان کا گورنر جنرل بن کر آیا، تو وہ ایک ایسے موڑ پر پہنچ چکے تھے کہ یا تو راستے کا آخری پتھر بھی ان کے راستے سے ہٹ جاتا، یا انہیں شدید ہزیمت اٹھانی پڑھاتی۔ یہ موقع دونوں حریفوں کے لیے آخری موقع تھا۔ چناں چہ انگریزوں نے ٹیپو کے خلاف سارے محاذ بیک وقت کھول دیے۔ پہلے تو ہندوستان اور عالم اسلام میں اور پھر یورپ و انگلستان میں ٹیپو کے خلاف ایک پروپیگنڈا مہم منظم کی اور عالم اسلام کو ٹیپو سے دور کرنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ پھر کمپنی کے سابقہ گورنر جنرل مارکوئیس کارنوالس (M.Cornwallis)، (۱۷۸۶ء--۱۷۹۳ء) کی طرح ویلزلی نے بھی ٹیپو کے گرد سازشوں کا جال بن دیا۔ اس کی سازشیں دو کڑیوں میں تقسیم تھیں۔ پہلے مرحلے میں ٹیپو کو بیرونی امداد و تعاون کے حصول سے محروم رکھنا تھا اور دوسرے مرحلے پر ٹیپو کے عمالِ حکومت کو ٹیپو کے خلاف آمادہ و تیار کرنا تھا۔ پہلے مرحلے میں ویلزلی نے نظامِ حیدر آباد کو، جو "ذیلی تنظیم" قبول کر چکا تھا، اپنا حلیف بنا کر ٹیپو کے خلاف کر دیا۔ مرہٹے، اگرچہ اس "تنظیم" کو رد کر چکے تھے، مگر انھیں مختلف حربوں سے غیر جانبداری پر آمادہ کرلیا۔ والئی افغانستان زمان شاہ، جس نے ٹیپو کو امداد کا یقین دلایا تھا اور کابل سے نکل کر لاہور تک پہنچ گیا تھا، انگریزوں نے سیاسی جوڑ توڑ کے ذریعے ایران سے کابل پر حملہ کا خدشہ پیدا کروا دیا، چناں چہ زمان شاہ کو واپس جانا پڑ گیا۔[۵۶]

دوسرے مرحلے کے تحت ویلزلی نے کرنل الیگزینڈر ریڈ (Col.A.Read) کی نگرانی میں تجربہ کار فوجی افسروں پر مشتمل ایک سازشی

جبھہ تیار کیا، جس نے سلطنت کے متعدد اہم عہدیداروں کو اندر ہی اندر توڑ لیا۔ [۵۷] ۔ میسور کی سابق رانیاں بھی ہندو ریاست کی بحالی کے وعدے پر ٹیپو کے خلاف سازش میں شریک ہو گئیں۔ [۵۸] اگرچہ حیدر علی کی زندگی میں بھی انگریزوں نے میسور کی سابق رانیوں کو سازشوں میں ملانے کی کوشش کی تھی، لیکن اس وقت انھیں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ جن افراد نے ٹیپو کے خلاف سازشوں میں حصہ لیا تھا، ان میں سے کچھ تو اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کی بنا پر ٹیپو سے منحرف ہو گئے تھے اور کچھ میر صاحبان اس کی مذہبی اصلاحات سے برگشتہ و بدگمان ہو گئے تھے۔ [۵۹] اندرونی و بیرونی سازشیں مکمل ہونے کے بعد ویلزلی نے جنگ کا بہانہ تراشا۔ اس کا یہ عمل انگریزوں کے اس وقت کے خوف اور ذہنی انتشار کا مظہر تھا۔ کچھ عرصے قبل انگریزوں کو شمالی امریکہ کی نو آبادیات میں فرانس کے ہاتھوں ہزیمت سے دو چار ہونا پڑ گیا تھا اور ان کے لیے وہاں مزید خطرات پیدا ہو گئے تھے۔ ساتھ ہی انقلاب فرانس اور نپولین کے عروج نے طاقت کا توازن انگریزوں کے خلاف کر دیا تھا۔ مصر میں نپولین کی زبردست کامیابی نے برعظیم کے انگریز ارباب اقتدار کو خدشات میں مبتلا کر دیا تھا۔ [۶۱] اور انھوں نے پیش بندی کے طور پر نپولین کے برعظیم پہنچنے سے قبل اپنی طاقت کو مضبوط بنانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ٹیپو کے خلاف ان کی قوت آزمائی، مہم اور سازشوں کے پس پشت ان کا یہی خدشہ محرک ثابت ہوا۔ وہ فرانس یا نپولین کے برعظیم پہنچنے کے امکان سے پہلے ہی ٹیپو کی طاقت کے خاتمے کا تہیہ کر چکے تھے۔ چناں چہ انھوں نے ایک تو نپولین سے اور دوسرے ماریشس کے گورنر سے مراسلت کا شاخسانہ بنایا۔ [۶۱] ویلزلی ۱۸ نومبر ۱۷۹۸ء تک ٹیپو سے جنگ کے لیے اپنے سارے منصوبے مکمل کر چکا تھا۔ [۶۲] ٹیپو نے صلح کی تجویز پیش کی، لیکن انگریزوں نے اس قدر ذلت آمیز شرائط پیش کیں کہ ٹیپو قبول نہ کر سکا۔ [۶۳] اسے اپنے عمال کی سازشوں کا احساس ہو چکا

تھا، لیکن وہ ان سازشوں کے خلاف کوئی قدم اٹھا نہ سکتا تھا، کیوں کہ خانہ جنگی کا خوف تھا۔ صورت حال مخدوش تھی۔ وہ داخلی اور خارجی معاملات و مسائل میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

اس کے بعد کی ساری داستان غداریوں سے عبارت ہے، جس کا انجام ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو ٹیپو کی شہادت اور سرنگاپٹم کے سقوط اور اس وقت کی سب سے مضبوط اور ترقی یافتہ مسلمان مملکت کے خاتمے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس جنگ میں یقیناً ٹیپو کو شکست اور انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی، لیکن ٹیپو کی شکست اس کی کم ہمتی اور نالائقی کی وجہ سے نہیں، انگریزوں کی مکاری اور سازشوں اور اپنوں کی عاقبت نا اندیشی اور بے وفائی کے باعث ہوئی۔ (۶۴)

ٹیپو نے اپنے ہر عمل سے ثابت کر دیا تھا کہ اسے مستقبل کا حقیقی فہم و ادراک ہے، چناں چہ اس نے اپنی جدوجہد کو انگریزوں کے خلاف مرکوز کر دیا۔ اس کے مقدر میں کامیابی نہ تھی، کیوں کہ اسے زبردست مشکلات کا سامنا تھا۔ کم از کم اسے یہ طمانیت ضرور رہی ہو گی کہ اس نے اپنی کوششوں میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور اپنے قلمرو کے دفاع میں لڑتے ہوئے جان دے دی۔ اس کے بعد برعظیم کے حکمراں طبقے میں کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا۔ جس نے اپنے ملک کے دفاع کے لیے اس قدر شدید اور ہمہ رخ مزاحمت کی ہو، اور مزاحمت ہی کو اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین بنا لیا ہو۔ چند ایک سرداروں اور امراء کے نام تو لیے جا سکتے ہیں، لیکن ان کی حیثیت اور جدوجہد اس قدر فعال اور مؤثر نہ ہوئی کہ وہ انگریزوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کی زنجیر بن سکتے۔ (۶۵) یہ ٹیپو ہی کی ذات تھی جس کی نظیر کم از کم جنوبی ایشیا کے عہد برطانیہ کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ ٹیپو کی شہادت، اپنے مقصد اور نتائج کے لحاظ سے دنیائے اسلام کی تاریخ کے چند اہم اور مؤثر سانحات میں سے ایک ہے۔ ٹیپو کی شہادت کے بعد برعظیم کے مسلمانوں کو اپنے سیاسی اقتدار کی بازیابی یا اس کے

استحکام کی جو بھی امید رہی ہو گی ' اس کا خاتمہ ہو گیا۔ (۶۶) چناں چہ سقوط سرنگاپٹم کے بعد انگریزوں کا برملا اعلان کہ "آج سے ہندوستان ہمارا ہے اور اب مشرق ہمارے قدموں میں ہے"۔ (۶۷) درست ثابت ہوا۔ اس کامیابی نے ۱۷۸۳ء میں امریکہ نو آبادیات کے ان کے ہاتھ سے نکل جانے کی تلافی کر دی۔ اب یکسوئی کے ساتھ اپنی ساری توانائیوں اور وسائل کا رخ انھوں نے امریکہ سے ہٹا کر ہندوستان کی طرف پھیر دیا۔ محض چار سال کے عرصے میں مغلیہ حکومت کے دارالحکومت میں انھوں نے اپنے قدم جمانے میں بھی کامیابی حاصل کر لی اور آئندہ چند برسوں میں سارا جنوبی ہند بھی ان کے قدموں میں تھا اور عیسائی مشنریاں جو جنوبی ہند میں ٹیپو کے خوف سے سہمی ہوئی تھیں ' ٹیپو کی شہادت کے بعد پہلی بار آزادی اور تحفظ کے احساس کے ساتھ سرگرم ہو گئیں۔ (۶۸)

یہ تو وہ صورت حال تھی ' جو برعظیم میں نظر آئی۔ یورپی افواج کے سپاہی اور برطانیہ کے سیاست دان بھی ٹیپو کی جدوجہد ' اس کی دور رسی اور تدبیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ۴ مئی ' ٹیپو کی شہادت اور سقوط سرنگاپٹم کی رات کو انگریز فوجی افسروں اور سپاہیوں نے ٹیپو کے اسلحہ خانے اور ذاتی ذخیرے کو جس بری طرح لوٹا ' وہ ---- خود ان کے لیے اتنا قیمتی اور گراں مایہ تھا کہ اس کی وہ توقع نہ کرتے تھے۔ مختلف ہاتھوں اور مختلف ذرائع سے وہ کئی سالوں تک انگلستان پہنچتا رہا۔ (۶۹) محض ان اشیا کی فہرست ' جو عوامی لوٹ مار سے قطع نظر ' سرکاری سطح پر جمع کر کے لندن بھیجی گئیں ' جہازی ناپ کی سات ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی ' جب کہ مزید دو جلدیں نقشوں کی تھیں۔ (۷۰) اور جو دستاویزات ملیں ان میں ٹیپو کے لکھے ہوئے چار ہزار خطوط کا بستہ بھی تھا ' جو اس نے ہندوستانی اور غیر ملکی حکمرانوں اور اپنے عمال سلطنت کو ارسال کیے تھے۔ (۷۱) ان نوادر نے انگلستان کے عجائب گھروں ' شاہی محلوں اور امراء کے

دیوان خانوں ' فوجی کلبوں اور فوجی افسروں کے گھروں میں سج سجاکر وہ دلکشی اور جاذبیت پیدا کی کہ آج تک "برٹش میوزیم" ٹاور آف لندن کے عجائب گھر "ونڈسر کے شاہی محل" اور "وکٹوریہ البرٹ عجائب گھر" کے تماشائیوں کا جمگھٹا نادرات کے سامنے سے نہیں ہٹتا۔ [۷۲] ٹیپو کی زندگی ہی میں ٹیپو کی شہرت یورپ و انگلستان میں پھیل چکی تھی۔ اس کی بہادری اور دلیری نے مختلف تاثرات کے ساتھ ' عوام و خواص کو متاثر کیا اور اس کی شخصیت اور اس کی ذات سے پیدا ہونے والا سحر تادیر انگریزوں پر طاری رہا۔ [۷۳] اس کی بہادری و جواں مردی کی داستانوں کے باوصف عوام میں اس کی شخصیت و کردار کے تعلق سے محیرالعقول قصے اور افسانے گردش کرنے لگے۔ اس کی ایک نوعیت اس خوف کی بھی تھی جو خصوصاً انگریزوں کے ذہن پر مسلط رہا۔ مائیں اپنے بچوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے اس کے نام کا سہارا لیتیں۔ [۷۴] لیکن دوسری جانب نظمیں اور ڈرامے بھی تخلیق ہوئے اور اس کا کردار تصوراتی رومان پسندی کی ایک علامت بھی بن گیا اور ایک ایسا کردار جسے منفی ہیرو کے طور پر بھی پیش کیا گیا۔ [۷۵] اس طور پر وہ ایک "عالمی شخصیت" بن گیا تھا ' جو ایک طرف اعزازی طور پر "فرانس کا شہری بادشاہ" کہلایا اور دوسری طرف ولٹائر (Voltaire) کے Jeu D Esprit کے ایک کردار Tiposaib کی صورت پائی۔ [۷۶] پھر ٹیپو کو سر الٹر اسکاٹ (Walter Scott) اور میڈوز ٹیلر (Meadows Taylor) جیسے نامور تخلیق کار مصنف بھی مل گئے ' جنھوں نے ٹیپو کی شہرت کو اپنے کثیر قارئین اور عوام سے بڑھ کر تاریخ ادب تک پہنچا دیا۔ [۷۷]

یہ صورت حال جنوبی ایشیا کے باہر رہی ' لیکن افسوس کہ ٹیپو کی شہادت اور سقوط سرنگاپٹم کی اہمیت اور اس کے ممکنہ نتائج کو یہاں بالعموم نہ شدت سے محسوس کیا گیا نہ اس کے مثبت اثرات فوری طور پر دیکھنے میں آ

سکے۔ ملت اسلامیہ کی بدقسمتی سے سقوطِ سرنگاپٹم کے ۲۸ سال بعد ہی جنگ نوارینو لڑی گئی، جس میں ترکی کا بحری بیڑہ تباہ ہو گیا اور ترکی اپنی قوت و طاقت کھو بیٹھا۔ (۷۸) ترکی کے کمزور ہو جانے کے باعث اب کوئی مستحکم طاقت نہ رہ گئی تھی جو مشرقِ وسطیٰ اور عالمِ اسلام میں یورپ کے بڑھتے ہوئے استعمار کو روکنے کا سوچ بھی سکتی۔ اس طرح سقوطِ سرنگاپٹم کے بعد، یہ دوسرا سانحہ تھا، جس کے نتیجے میں ایشیا میں اسلام کی سیاسی حیثیت کو ایک اور ضربِ کاری لگی۔ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ۱۷۹۹ء کو ایک ایسی نتیجہ خیز حد قرار دیا جا سکتا ہے، جس کے بعد ملت اسلامیہ کو مسائل ہی مسائل کا سامنا رہا۔ (۷۹)

ٹیپو کی زندگی کا بیشتر عرصہ میدانِ کار زار میں گزر گیا، لیکن ملک کے داخلی و خارجی معاملات، فوجی نظم و نسق، صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت، غرض کوئی شعبہ ایسا نہ تھا، جس میں اس نے اصلاح و ترقی اور نظم و ترتیب کی کوشش نہ کی ہو۔ وہ بظاہر یا عرف عام میں تعلیم یافتہ نہ تھا لیکن اسے سیاست کا کلی شعور تھا اور تمام معاملاتِ حکومت پر عبور حاصل تھا۔ تب ہی اسے یہ علم تھا کہ برطانیہ اور فرانس آپس میں ایسے حریف ہیں، جن میں سے ایک کو دوسرے کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس نے بیرونی طاقتوں سے اپنے سیاسی اور تجارتی روابط بڑھا کر بھی اپنے سیاسی شعور کا ثبوت دیا ہے۔ برعظیم کا وہ پہلا حکمراں ثابت ہوا جس نے تعمیراتی امور کی ترقی اور انتظامیہ کی بہتری و اصلاح کو اپنی محمدہ کارکردگی کی بنیاد بنایا۔ (۸۰) ملکی معاملات کا کوئی گوشہ اس کی توجہ سے دور نہ رہا۔ کل اور جزو پر اس کو مکمل دسترس رہی۔ عصری تاریخیں اس قسم کی تفصیلات سے بھری پڑی ہیں اور خود اس کے تحریر کردہ ہزاروں خطوط، جو عمائدین سلطنت، عمالِ انتظامیہ اور شہروں و قصبات اور قلعوں کے ناظم، فوجی سالاروں اور فرانسیسی و انگریز افسروں اور ملکی و غیر ملکی سربراہوں کو اس نے تحریر کیے، داخلی و خارجی تمام معاملات میں اس کی دلچسپی

کے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے معاملات سے پوری طرح آگاہ و باخبر رہتا تھا۔ ان خطوط میں ' جہاں ملک و ملت کو پیش آنے والے مسائل ' اپنے انتظامی منصوبے نظم و نسق کی ہدایات ' فوجوں کی نقل و حرکت اور جنگی نقشوں کی تفصیلات ہیں ' وہیں میدان جنگ سے خط لکھ کر وہ اپنے بچوں کی نصابی کتابوں کے مہیا کرنے کی ہدایت بھی دیتا ہے۔ جہاں ان میں وہ اپنے عمال کی بد اعمالیوں اور مکروہات پر سرزنش بھی کرتا ہے ' وہیں وہ یہ بھی پوچھتا ہے کہ کس گائے نے کتنا دودھ دیا؟ کسی کے مثانے میں پتھری ہو گئی ' تو وہ اس کی کیفیت دریافت کرتا ہے ' کسی کو کتے نے کاٹ لیا ہے ' تو وہ اس کی خیریت بھی معلوم کرتا ہے ' یا اپنے تجارتی نمائندے مقیم مسقط کو لکھتا ہے کہ کالی مرچ اور صندل کو اس وقت تک نہ بیچنا جب تک کہ دام نہ بڑھ جائیں ' لیکن الائچی جلد بیچ دینا ' اس سے پہلے کہ وہ سوکھ کر ہلکی پڑ جائے۔ ادھونی کی لڑائی کے دوران وہ وہاں سے دارالحکومت کے قلعہ دار کو خط لکھ کر بتاتا ہے کہ ریشم کے کیڑوں کے غیر ملک سے پہنچنے پر کس طرح انھیں سنبھال کر رکھنا ہے۔ اس کی توجہات میں ہر ہر پہلو یہاں تک کہ لکڑی کی پیمائش اور فوج کے سوار کی تنخواہ میں اضافے کی شرح بھی شامل رہتی تھی۔[۸۱]

اپنے عوام کی فلاح و بہبود ' بلالحاظ مذہب و ملت ' ہمیشہ اس کے پیش نظر رہی۔ اس میں عصبیت نام کو نہ تھی۔ آخر وقت تک سینکڑوں غیر مسلم اس کی حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ مذہبی رواداری اور اسلامی حمیت اس میں انتہا درجے پر تھی۔ مذہبی اشغال اور عبادات کی طرف سے کبھی غافل نہ رہا۔ ہر وقت باوضو رہتا اور نماز فجر کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت ضرور کرتا۔ ستر پوشی کا التزام کرتا اور سادہ لباس زیب تن کیے رہتا۔ کوشش کرتا کہ شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مکروہات اور منہیات سے ہمیشہ گریزاں رہا اور اپنے عوام کو بھی ان سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ غرض اس کی زندگی اور اس

کے مظاہر ایک خود دار و غیور حکمراں، دلیر مجاہد، لائق منتظم اور روشن خیال مدبر کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ اس کی زندگی کا غالباً کوئی لمحہ ایسا نہ گزرا، جو اس نے اپنے ملک و ملت کی فلاح و ترقی اور تحفظ کے لیے مخصوص نہ کر دیا ہو۔ پھر ان صفات کے ساتھ ساتھ وہ ایک علم دوست اور علم پرور انسان بھی تھا۔

ٹیپو سلطان کی علمی میراث

ٹیپو نے اپنے ۱۷ سالہ عہد حکومت میں شاید زندگی کا کوئی لمحہ بھی اطمینان اور چین سے نہیں گزارا۔ یہ سارا عرصہ یا تو جنگ کے معرکوں میں گزرا یا جو مہلت ملی اس میں وہ اپنے اقتدار علاقوں میں زراعت و تجارت، آب رسانی، نہروں و تالابوں اور بندوں اور سڑکوں و پلوں، بندرگاہوں اور نئے شہروں کی تعمیر، چھوٹی بڑی صنعتوں کی ترقی، فوجی و انتظامی اصلاحات اور بیرون ملک و پڑوسی حکمرانوں سے سفارتی روابط اور داخلی و خارجی معاملات پر گفت و شنید جیسے اہم انتظامی و تعمیراتی امور میں الجھا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ میدان جنگ کے نقشوں کو مرتب کرتا، لڑائی کی منصوبہ بندی کرتا اور اپنے عمال حکومت، فوجی سالاروں اور قلعہ داروں کو ہدایات جاری کرتا۔ اس کی شہادت کے بعد اس کے ذخیرے سے ملنے والے چار ہزار سے زاید خطوط کے موضوعات و مندرجات اس کی ایسی کارگزاریوں کا واضح ثبوت ہیں۔[۸۲] ان امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ وہ علم کا قدر دان اور مطالعے کا شوقین بھی تھا۔ اسے جدید معلومات اور سائنسی ایجادات سے دلچسپی رہی اور وہ کوشش کرتا کہ انھیں اپنے لیے حاصل کرلے۔ اگرچہ اس کی اپنی تعلیم واجبی تھی، لیکن وہ اس کی اہمیت خوب سمجھتا تھا۔ چناں چہ میدان جنگ سے بھی وہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے ہدایات بھیجتا اور خود محاصرہ یا پڑاؤ کیے ہوئے رہتا تب بھی اپنے مطالعے کے لیے دارالحکومت سے کتابیں منگواتا۔[۸۳] اس کی

شہادت کے بعد اس کے ذخیرے سے انگریزوں کو ایک نادر و قیمتی کتب خانہ بھی ہاتھ لگا تھا ' جس میں تقریباً دو ہزار مخطوطات شامل تھے۔ ان کے زیادہ تر موضوعات کا تعلق اسلام (مذہبیات) ' تاریخ ' شاعری ' قانون ' ریاضی وغیرہ سے تھا اور یہ فارسی ' عربی ' اردو یا ہندی زبانوں میں تھیں۔ ان میں متعدد مخطوطات عمدہ تزئین و آرائش ' خطاطی اور مصوری کا شاہکار تھے۔ ان میں سے متعدد مخطوطات پر ٹیپو کی مہر ثبت تھی ' جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کتابیں ٹیپو کے مطالعے سے گزر چکی تھیں۔ ان مخطوطات میں سے کچھ لندن بھیج دیے گئے۔ [۸۴] اور زیادہ تر اگلے سال کلکتہ میں قائم ہونے والے "فورٹ ولیم کالج" کے کتب خانے میں داخل کر دیے گئے۔ [۸۵] ممکن ہے ان میں وہ کتابیں بھی شامل ہوں ' جو فتوحات کے نتیجے میں مال غنیمت میں حاصل ہوتی تھیں۔ لیکن وہ اپنے اہتمام اور ذوق و شوق سے بھی کتابیں حاصل کرتا رہتا تھا۔ وہ اپنی مطلوبہ کتابوں کی فہرست تیار کر کے انھیں اطراف ملک سے حاصل کرنے کی ہادیات دیتا۔ مثلاً ایک بار اسے علم ہوا کہ یورپ سے آلہ مقیاس الحرارت کے بارے میں ایک کتاب آئی ہوئی ہے ' تو اس نے ہدایت جاری کی کہ اس کتاب کا فارسی ترجمہ کروا کر اسے بھیجا جائے۔ اسے یہ بھی علم ہو تا کہ اس کے کتب خانے میں کون کون سی کتابیں موجود ہیں ' چناں چہ وہ مطلوبہ کتابوں کی فہرست تیار کرتا تو ساتھ ہی نشاندہی بھی کرتا کہ اس کے کتب خانے میں اس موضوع پر کون کون سی کتابیں موجود ہیں۔ [۸۶] وہ اپنے کتب خانے میں موجود ہر کتاب کو بڑے اہتمام اور سلیقے سے منقش اور مطلا جلدیں بنوا کر رکھتا۔ اس کے کتب خانے کی تنظیم اور کتابوں کی ترتیب کے لیے ایک مہتمم مقرر تھا۔

اس کے کتب خانے میں تقریباً ۴۵ کتابیں وہ تھیں ' جو یا تو اس کی ہدایت پر ترجمہ ہوئیں یا اس کی سرپرستی میں یا فرمائش و خواہش پر تصنیف ہوئیں۔ خود ٹیپو سے ایک مختصر خود نوشت "تاریخ خداداد" منسوب ہے ' جو

ٹیپو نے نظام و مرہٹوں سے اپنی پہلی لڑائی کے عرصے میں لکھی تھی۔ ٹیپو کے مجموعۂ مراسلات کے مرتب اور انگریزی مترجم ولیم کرک پیٹرک (W.Kirkpatrick) کے مطابق ٹیپو کی یہ کتاب ٹیپو کے میر منشی زین العابدین شوستری (متوفی ۱۷۹۹ء) کی تصنیف "سلطان التواریخ" کی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔[۸۷] کرک پیرک نے ٹیپو کے خطوط، فرامین اور یادداشتوں وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی تحریر میں بہت روانی تھی اور وہ پر معنی، جامع اور دوسروں کی تحریروں سے مختلف ہوتی تھی۔

جو کتابیں ٹیپو کی ہدایت پر تصنیف ہوئیں، وہ خود اس کے عہد اور اس کی جدوجہد اور شخصیت کے مطالعے میں سب سے اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ زین العابدین شوستری کی تصنیف "سلطان التواریخ" خود ٹیپو کے بیان کردہ واقعات پر مبنی تھی۔ یہ دو حصوں پر مشتمل تھی، جس کا پہلا حصہ حیدر علی کے دور کا اور دوسرا حصہ ٹیپو کے عہد میں ۱۷۸۹ء تک کے واقعات کا احاطہ کرتا ہے۔[۸۸] شوستری نے ٹیپو کی ہدایت پر "موئید المجاہدین" بھی ۱۷۸۶ء میں مرتب کیا تھا، جو خطبات جمعہ اور بیانات و تشریحات کا مجموعہ ہے۔ ان میں ۱۰۴ خطبات و بیانات شامل ہیں، جن میں ٹیپو کا نام بطور بادشاہ شامل کیا گیا تھا اور کفار کے خلاف جہاد کی دعوت و ترغیب ان کا بنیادی مقصد تھا۔[۸۹] اسی نوعیت کی ایک اور کتاب "فتح المجاہدین" بھی شوستری نے ٹیپو کی ہدایت پر تحریر کی تھی، جو فوجیوں کو دی جانے والی ہدایات و تعلیمات کا مجموعہ تھی اور اس کا مقصد انھیں جدید فنون جنگ، طریقۂ معرکہ آرائی، فوج کی ترتیب اور نظم و نسق وغیرہ کی تعلیم دینا تھا۔ اسے افادۂ عام کے لیے اردو زبان میں لکھوایا گیا تھا۔ اس کتاب کی تصنیف سے ٹیپو کا یہ اقدام اردو میں فنون جنگ سے متعلق اصطلاحات کی ترویج اور اردو کے فروغ کا سبب بنا۔[۹۰] اسی ضمن میں "رسالہ پرکھا" کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے، جس میں ٹیپو کی افواج کے پرچم، رسالوں اور دستوں کے نشانات،

تمغوں اور عسکری علامات کی تشریح اور تعارف تحریر کیا گیا تھا۔ (۹۱) "منتخب ضوابط سلطانی" بھی اسی نوعیت کی کتاب تھی۔ (۹۲) "نسب نامہ راجہ ہائے میسور" جو حیدر علی کے عہد تک میسور کے حکمرانوں کی فہرست اور ان کے شجروں پر مشتمل تھی اور اس میں ان کے سنین پیدائش و وفات کا التزام کیا گیا تھا' یہ کنڑی زبان میں تھی' ٹیپو کے حکم پر ۱۷۹۸ء میں فارسی میں منتقل کی گئی۔ اس نسب نامے کے دو ترجمے فارسی میں اسد انور اور غلام حسین نے کیے۔ (۹۳)

اصلاح و تعلیمات کے ذیل میں ٹیپو کی فرمائش پر "احکام النساء" اور "خلاصۂ سلطانی" بھی تصنیف ہوئی تھی۔ (۹۴) جو بیانِ اعتقادات اور احکامِ شریعت پر مشتمل تھیں۔ ان کے مصنف قاضی غلام محمد تھے' جنھیں ٹیپو نے عہدۂ قضائیت پر مقرر کی تھی۔ انھوں نے "زادالمجاہدین" بھی تصنیف کی تھی۔ (۹۵) ازدواجی مسائل کے تعلق سے "رسالہ در فوائد نکاح" بھی ٹیپو کی ہدایت پر مرتب ہوئی تھی۔ (۹۶) مذہبیات ہی سے دلچسپی کے ذیل میں محمد شریف کی مرتبہ "صحیفتہ العراس" یا تاریخِ وفاتِ بزرگان کا شمار بھی کیا جا سکتا ہے' جو ٹیپو کی ہدایت پر مرتب ہوئی۔ اس میں ٹیپو کی اختیار کرد "محمدی جنتری" کے مطابق ہر تاریخ کے تحت فوت ہونے والے بزرگانِ دین کے ناموں کی فہرست تھی۔ (۹۷)۔ مذہبیات کے تعلق سے' مذکورہ کتابوں کے علاوہ "فقۂ محمدی" بھی تھی' جو فقۂ حنفی کے روز مرہ مسائل کے بیان پر مشتمل تھی۔ (۹۸) یہ ٹیپو کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ (۹۹) ٹیپو کی ہدایت پر علی رضا شرف نے "فخر الشیوخ" تصنیف کی تھی' جس میں عبادات و رسومات پر بنیادی عقائد بیان کیے گئے تھے۔ (۱۰۰)

قرآن و حدیث کے تعلق سے قرآن حکیم کی ایک "فہرست سو رہا" مرتب کی گئی تھی' جس میں ان سورتوں کا تعارف اور مقام نزول وغیرہ تحریر کیے

گئے تھے۔ [۱۰۱] اور اسی ذیل میں "جواہر القرآن" اور "رکوعاتِ قرآن" بھی مرتب کی گئیں جن میں قرآنی آیات، سورتوں اور ان کی تلاوت کے آداب و اصول کی تشریح کی گئی تھی۔ [۱۰۲]۔ ان کے علاوہ "رسالہ در حدیث"، "احادیث در باب معکول و مشروب" بھی ٹیپو کے حکم پر مرتب ہوئیں، جن میں کھانے پینے کے آداب بیان کیے گئے تھے۔ [۱۰۳]۔ احادیث ہی کے ضمن میں "فقۂ محمدی" کے علاوہ "فتاوائے محمدی" بھی مرتب ہوئی تھی، جو اگرچہ اصولِ فقہ پر تھی، لیکن اس میں زیادہ تر زور جہاد کے موضوعات پر تھا اور جس میں مالِ غنیمت اور غیر مسلموں و قیدیوں وغیرہ سے سلوک وغیرہ جیسے موضوعات بھی شامل تھے۔ [۱۰۴]۔

ٹیپو کی علمی دلچسپی کے تحت جدید مغربی علم طب کی کچھ کتابیں بھی انگریزی سے فارسی میں ترجمہ ہوئی "قانون در علمِ طب" (جان کومن سن) ادویہ کے خواص و افعال، آلات دوا سازی، نباتی و معدنی ادویہ کی ترکیب، تیاری اور جوہر کشید کرنے کے بیان پر مشتمل تھی۔ "مفرداتِ علم طب" علم الادویہ کے متعلق انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں سے ترجمہ کی گئی تھی۔ اس میں نباتات، معدنیات اور حیوانیات کا ذکر تھا اور وضاحت کے لیے تصاویر اور انگریزی و فرانسیسی الفاظ کے اردو مترادفات کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ برقی و طبی تجربات پر مبنی ایک انگریزی رسالے کا ترجمہ بھی کیا گیا تھا۔ "در بیان امراض پیچش" (ولیم کاک برن) کا ترجمہ بھی ہوا۔ طریقہ علاج پر "تحفہ محمدی" مرزا محمد نصیر افشار ترک علی نے ۱۷۹۹ء میں مرتب کی اور ٹیپو ہی کے نام معنون کی۔ اسی مرتب نے ایک "نسخہ جراحی" بھی انگریزی سے ترجمہ کیا۔ [۱۰۵] مختلف امراض کے علاج کے طریقوں پر ایک اور کتاب "بحر المنافع"، دیوا بن خواجگی نے مرتب کی تھی۔ [۱۰۶]

ٹیپو کو فلکیات سے بھی دلچسپی تھی۔ [۱۰۷] اور وہ اس سے متعلق

آلات کو جمع کرنے میں دلچسپی لیتا تھا۔ اس ضمن میں اس کی ہدایت پر زین العابدین شوستری نے نظم و نثر کا ایک مجموعہ "زبر جد" مرتب کیا تھا، جس میں فلکیات سے تعلق رکھنے والے مختلف امور و مسائل پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ (۱۰۸) ٹیپو کی سائنسی ایجادات اور سائنسی آلات سے دلچسپی تو مسلمہ ہے، لیکن ایک چھاپہ خانہ کی تنصیب اور اسے استعمال کرکے اپنے فوجیوں کے لیے ایک ہفت روزہ "اردو اخبار" کی اشاعت اور تقسیم بھی اس سے منسوب ہے، جس میں فوجی خبریں اور فوج سے متعلق احکامات و ضوابط وغیرہ درج ہوتے تھے اور یہ محدود تعداد میں شائع اور تقسیم ہوتا تھا۔ (۱۰۹)۔ اگرچہ چھاپے خانے کی تاریخ کے اس ابتدائی دور میں اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں، (۱۱۰) یہ ضرور ہے کہ ٹیپو نے کاغذ سازی کی صنعت کو یقیناً فروغ دیا اور ملک کی ضرورت کے کاغذ کا سرنگاپٹم کے کارخانے میں تیار کروانے کا اہتمام کیا۔ اس کارخانے کے بنے ہوئے کاغذ پر ٹیپو کی مخصوص علامت "شیر کی ببری" کا آبی نشان متعدد مخطوطات کے کاغذ پر موجود ہے۔ (۱۱۱)۔

یہاں، بطورِ مثال ان تصانیف کا ذکر کیا گیا، جو ٹیپو کی دلچسپی، خواہش یا حکم کے نتیجے میں قلم بند ہوئیں۔ ان کتابوں کا ذکر نہیں کیا گیا، جو ٹیپو کے عہد میں اس کی شخصیت و جدوجہد پر لکھی گئیں یا ان مصنفین نے تصنیف کیں، جن کا تعلق ٹیپو یا اس کے دربار سے رہا۔ (۱۱۲) ایسی تصانیف میں وہ مدحیہ و المیہ منظومات بھی نہیں، جو بطور مدح ٹیپو کی خدمت میں پیش کی گئیں یا ٹیپو کی شہادت کے تاثر میں قریبی عہد میں لکھی گئیں۔ (۱۱۳) بعد میں بھی ان کی تخلیق کا سلسلہ سعادت یار خاں رنگیں۔ (۱۱۴) سے علامہ اقبال تک پہنچتا ہے۔ (۱۱۵)

جو کتابیں ٹیپو کی خاص ہدایت و فرمائش پر تصنیف ہوئیں، ان میں زین العابدین شوستری کی "فتح المجاہدین" کو اس کے مقصد و موضوع کے لحاظ سے خاص توجہ اور شہرت بھی حاصل ہوئی۔ اگرچہ ٹیپو کی خواہش پر، اس کی

دلچسپی کے موضوعات اور ملکی و انتظامی ضرورتوں کے تحت ' متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں ' لیکن ان میں "مفرح القلوب" نامی کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے خاصی مختلف اور منفرد تھی۔ اسے ٹیپو کے ایک مقرب شاعر میر حسن علی عزت نے تصنیف کیا تھا۔[(۱۱۶)] ٹیپو نے اس کی تصنیف میں کافی دلچسپی لی۔[(۱۱۷)] اس کا موضوع موسیقی ہے اور اس میں موسیقی کے اصول و قواعد ' راگوں کی قسمیں اور مثالیں اور ان راگوں پر مبنی غزلیں ' رباعیاں اور دیگر منظومات شامل ہیں ' جو فارسی و اردو میں ہیں۔[(۱۱۸)] یہ موضوع بظاہر ٹیپو کی دلچسپی و ذوق کا نظر نہیں آتا اور اس کے مزاج ' مسلک و عقیدے اور اس کی ہمہ وقت کی جنگی معرکہ آرائیوں ' انتظامی و سرکاری امور کی انجام دہی میں ہمہ تن و ہمہ وقت مصروف رہنے اور پھر احکام شرع کی نہ صرف پابندی بلکہ ترویج کی اس کی کوششوں کے پیش نظر اصولِ موسیقی سے لگاؤ اور نغمہ و آہنگ کا دخل اس کی زندگی یا اس کی دلچسپیوں میں کچھ بے تعلق سا نظر آتا ہے ' لیکن میدانِ کارزار اور امورِ مملکت کے خارزار میں تفنن طبع کے طور پر اس جانب جھکاؤ کچھ غیر فطری بھی نہیں لگتا۔ پھر یہ واقعہ ہے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی دونوں نے بھرپور مجاہدانہ اور ہمہ تن سپاہیانہ زندگی گزاری لیکن خود کو زندگی کی تگ و تاز اور میدان جنگ تک محدود نہیں رکھا ' علم دوستی اور علم پروری کا بھی غیر متنازعہ ثبوت دیا۔ اور ان کی علم دوستی اور علم سے راست شغف کی روایت ان کے بعد ان کے خاندان میں ختم نہیں ہوئی ' جاری رہی۔[(۱۱۹)] ان دونوں کی تعلیم واجبی تھی لیکن ٹیپو نے اپنے بیٹوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھا۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں بھی اسے اپنے بیٹوں کی تعلیم کی فکر رہتی تھی اور وہ وہاں سے بھی ان کی تعلیم کے بارے میں ہدایات بھیجتا رہتا تھا۔ اس کے ایک فرزند غلام محمد نے انگریزی زبان میں اس قدر استعداد حاصل کرلی تھی کہ اپنے باپ کے عہد سے متعلق تاریخوں کے انگریزی تراجم پر نظر ثانی کا کام کیا اور خود ایک

کتاب:

"Extracts From Captain Collin Mackenzie's Work Regarding The Dominions of the Late Tippoo Sultan"

تصنیف کی، (۱۲۰) جب کہ حیدر علی اور ٹیپو کی معرکہ آرائیوں پر اس کی ضخیم تصنیف ۱۸۴۸ء میں کلکتہ سے "کارنامۂ حیدری" کے عنوان سے فارسی میں شائع ہو چکی تھی۔

زیر نظر مثنوی ---- اور اس کا تاریخی پس منظر

"مفرح القلوب" کا مرتب حسن علی عزت ٹیپو کے دربار سے منسلک تھا اور اسے ٹیپو کے کتب خانے کی فہرست کے مرتب چارلس اسٹیورٹ (C. STEWAKT) (متوفی ۱۸۱۰ء) نے ٹیپو کا ملک الشعراء بتایا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے حالات کا علم نہیں ہوتا ۔ اس نے ایک مثنوی اردو زبان میں "اضرابِ سلطانی" یا "فتح نامۂ ٹیپو سلطان" بھی ٹیپو کی فرمائش پر تصنیف کی تھی۔[۱۲۱] ان دونوں تصانیف کے پس پشت ٹیپو کی فرمائشوں کے باعث یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ اسے ٹیپو کا کم از کم قرب ضرور حاصل تھا ۔ اسے شاعری کے علاوہ فن موسیقی میں بھی درک حاصل تھا ۔ گمان کیا گیا ہے کہ مسلک کے لحاظ سے وہ شیعہ عقیدے کا حامل تھا ، لیکن مثنوی میں اس کے ان اشعار سے اس کے مسلک کا اندازہ ہوتا ہے :

بحقِ محمد نبی الانام
بحقِ صحاباں وبارہ امام
باز وسیلۂ پاک امامان چار
بہ پیرانِ پیر و دگر چار یار

اس کا تخلص عزت تھا ، اس نے مثنوی میں مثنوی کا عنوان اور تخلص تحریر کیا ہے :

عنوان :

یہ اضرابِ سلطانی سن ہر کہیں
مسلماں ہوئے خوش حزیں مشرکیں

تخلص :

اے عزت کہاں تیں کرے گا بیاں

قلم قاصر عاجز ہوئی ہے زباں

عنوان و تخلص:

اے عزت اتا ختم کر یہ کلام
رکھ اضرابِ سلطانی توں اس کا نام

عزت کی یہی "اضراب سلطانی" ہمارے پیش نظر ہے۔ عزت نے یہ مثنوی ٹیپو کی خواہش پر نظم کی۔ مثنوی کے آغاز میں اس نے لکھا ہے:

"کتاب "اضراب سلطانی" در ذکر جنگ مراہٹہ و نظام علی بطریق اجمال حسب الارشاد حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ"

اور مثنوی کے آخر کا یہ شعر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے:

کہ جب حکم اشرف نے پایا نقاذ
کہا توں یہ نامہ بصد التزاد

مثنوی کا سنہ تصنیف، نصیر الدین ہاشمی کے مطابق ' ۱۲۰۰ھ ر ۱۷۸۵ء ہے ۱۲۲ کتب خانہ ائل ایشیا ٹک سوسائٹی کے نسخے میں یہ ترقیمہ ہے ' جس پر سنہ محمدی درج ہے:

"تمت الکتاب بتاریخ چہار دہم حیدری سال ساز ۱۲۲۵ مولود محمد روز دو شنبہ ' خط محمد اسد اللہ"

ترقیمہ صاف اور نمایاں قلم سے لکھا گیا ہے اور پوری طرح پڑھنے میں آتا ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے اس نسخے کا تعارف تحریر کرتے ہوئے اس کا سنہ تصنیف ۱۷۸۵ء متعین کیا ہے ' جو محل نظر ہے۔ کیوں کہ اس مثنوی میں فتح کپل کا واقعہ موجود ہے ' جو اگست ۱۷۸۶ء میں رونما ہوا۔[۱۲۳] چناں چہ اسے اگست ۱۷۸۶ء کے بعد کی تصنیف سمجھنا چاہیے۔

یہ مثنوی ٹیپو سلطان اور نظام و مرہٹوں کی اتحادی افواج کے درمیان ۱۷۸۵ء -- ۱۷۸۶ء میں لڑی جانے والی جنگ کا احاطہ کرتی ہے۔ (۱۲۴) اس جنگ کا آغاز نظام اور مرہٹوں کے درمیان معاہدہ اتحاد بمقام ایت گیر کو سمجھنا چاہیے ' جو ۱۸ مارچ ۱۷۸۴ء کو طے پایا۔ یہ اتحاد اس جنگ کا پیش خیمہ اور محرک ثابت ہوا جو اگلے سال ادہونی کے مقام پر شروع ہوئی۔ ایک جنگی مصلحت کے تحت ٹیپو سلطان نے ادہونی کا محاصرہ کرکے اس جنگ کا آغاز کیا تھا اور اس کا یہ جارحانہ اقدام دراصل مدافعت کی حکمت کے تحت تھا تاکہ جارحیت مؤثر طور پر دفاع کا کام دے سکے۔

ٹیپو سلطان کے آس پاس نظام اور مرہٹہ یہی دو طاقتیں ایسی تھیں ' جن سے اس کے تعلقات اور اس کی کشمکش کسی ایک رخ پر نہ رہی۔ ان کے ساتھ روابط میں نشیب و فراز آتے رہے اور خلوصِ نیت اور دوستی کی توقعات میں ٹیپو سلطان کو دونوں کی جانب سے بالعموم مایوسی ہی کا سامنا رہا۔ رشتۂ مذہب و ملت کے تعلق سے اسے نظام علی خاں سے خاص توقعات تھیں ' لیکن اس کی توقعات کبھی پوری نہ ہوئیں۔ ٹیپو نے نظام کے ساتھ دوستانہ اور مخلصانہ روابط قائم کرنے کی اپنی سی کوششیں متعدد بار کیں ' لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ٹیپو نے تو یہ بھی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کی شادی نظام کی بیٹیوں سے کر سکے ' لیکن بعض مفاد پرستوں نے ایسا نہ ہونے دیا۔ (۱۲۵) انگریزوں سے "معاہدۂ بنگلور" ہو جانے کے بعد ٹیپو کو سنبھلنے کی مہلت نہ مل سکی تھی کہ اس موقع پر ٹیپو کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لیے مرہٹوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے نظام سے ساز باز کرلی تاکہ دونوں مشترکہ طور پر اپنے اپنے وہ علاقے ٹیپو سے واپس لے سکیں جو حیدر علی نے ان سے چھین لیے تھے۔ (۱۲۶) اس وقت مرہٹوں کو یہ تشویش بھی تھی کہ ٹیپو اور فرانسیسیوں کے درمیان اگر باقاعدہ اشتراک عمل ہو جائے ' جس کے واضح امکانات پیدا ہو گئے تھے ' تو ٹیپو مزید

طاقت ور ہو کر ان کے لیے ناقابل تسخیر خطرہ بن جائے گا۔ اس وقت مرہٹے اپنے آپ کو جنوبی ہند کی سب سے بڑی طاقت بنتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ پانی پت میں ان کی اجتماعی قوت کو شدید صدمہ پہنچنے کے بعد ان کا کم از کم جنوبی ہند میں اپنے وجود کو برقرار رکھنا ان کے لیے غیر فطری بھی نہ تھا۔ نانا فرنویس (متوفی ۱۸۰۰ء)، جو اس وقت ان کا مشیر و رہنما تھا، اور اگرچہ حکمراں تو نہ تھا، لیکن ایک ایسا مدبر تھا، جسے بادشاہ گر کی حیثیت حاصل رہی اور وہی اصلاً مرہٹوں کا حکمت ساز رہا۔ اسے اس کی اس حیثیت کی وجہ سے شاہ عالم نے اسے مرہٹوں کے پیشوا کا "وکیلِ مطلق" قرار دیا تھا اور خود پیشوا نے اپنا نائب مقرر کر رکھا تھا۔[۱۲۷] یہ اسی کی حکمت تھی کہ مرہٹوں نے ایت گیر کے مقام پر ۱۸ مارچ ۱۷۸۴ء کو اس مقصد سے ایک معاہدہ بھی کر لیا[۱۲۸] اور آخر ماہ محرم ۱۲۰۰ھ / نومبر ۱۷۸۵ء کو نظام کی افواج نے حیدر آباد سے کوچ کیا اور یکم دسمبر کو مرہٹوں کی فوج پونا سے روانہ ہوئی[۱۲۹]۔

ٹیپو نے ان دونوں کو اپنے ارادوں سے باز رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ کیوں کہ وہ سمجھتا تھا کہ آپس میں ٹکرانے سے صرف ملکی قوت کو نقصان پہنچ سکتا تھا اور اس کا فائدہ صرف انگریزوں کے حق میں جائے گا۔ اس نے دونوں کو، خاص طور پر، نظام کو سمجھانے کی پوری کوشش کی اور خصوصی ایلچی اور بیش بہا تحائف بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہا، لیکن دونوں پر کوئی مثبت اثر نہ ہوا۔ بلکہ انھوں نے اپنی اپنی افواج کو مرتب کرنا شروع کر دیا اور ٹیپو کے سرحدی قلعہ بادامی کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔[۱۳۰] لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا اور محاصرے کا عرصہ بڑھنے لگا تو مختلف مسائل پیدا ہونے لگے۔ لہٰذا نظام تیس ہزار سپاہیوں کو وہاں چھوڑ کر واپس حیدر آباد چلا گیا۔[۱۳۱] اس وقت کمان تہور جنگ کے ہاتھ میں تھی۔ ٹیپو نے اس قلعے کو زیادہ اہمیت نہ دی بلکہ بڑی دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے محاذ جنگ بدلنے کا

فیصلہ کیا' تاکہ وہ ان کے لیے مشکل صورت حال پیدا کر سکے۔ اس مصلحت کے تحت اس نے اپنی افواج کے ساتھ ایک اہم سرحدی قلعے ادھونی کی طرف پیش قدمی کی۔ فوجی اعتبار سے اہم سرحدی قلعہ بن جانے کی وجہ سے نظام الملک آصف جاہ اول نے کرناٹک سے اپنے معرکوں کے عرصے (۱۷۴۳ء۔۔۔۱۷۴۴ء) میں سلطان علی خان کو اس کا قلعہ دار مقرر کیا تھا اور اس سے ملحقہ شاہی محل پر صوبہ دار حیدر آباد مبارز خان کے داماد ثناء اللہ خان کو نگران نامزد کیا تھا۔[۱۳۲] اس کے بعد سے یہ علاقہ نظام علی خاں کے بھائی بسالت جنگ کے فرزند اور خود نظام علی خاں کے داماد مہابت جنگ کی جاگیر میں رہا۔ مہابت جنگ نے خطرے کو اپنے سر پر منڈلاتے دیکھ کر اپنے دیوان اسد علی خاں کو ٹیپو کے پاس مصالحت کے لیے بھیجا لیکن ٹیپو نے ساری ذمے داری نظام علی خاں پر ڈال دی۔[۱۳۳]

ٹیپو کو یقین تھا کہ ادھونی پر حملہ ہوتے ہی' لشکر کشی تو ایک طرف' نظام اور مرہٹے دفاع پر مجبور ہو جائیں گے۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ قلعہ پر حملہ ہوتے ہی مہابت جنگ تو قلعہ بند ہو گیا لیکن نظام اور مرہٹے بادامی کو چھوڑ کر ادھونی کی طرف دوڑے۔ جب وہ ادھونی پہنچے تو ٹیپو نے مصلحت کے تحت قدم پیچھے ہٹا لیے اور ادھونی کا محاصرہ ترک کر کے شاہ ڈونگر کی پہاڑیوں میں پڑاؤ ڈالا اور اتحادی افواج پر چھاپہ مار کارروائیاں شروع کر دیں۔ اس طرح حالات مخدوش ہونے پر ۲ر جولائی ۱۷۸۶ء کو مہابت جنگ نے قلعہ خالی کر دیا۔ چناں چہ ٹیپو نے اس پر قبضہ کر لیا۔[۱۳۴] اتحادی افواج کے واپس جاتے ہوئے دریائے کرشنا پار کرنے کے دوران بھی ٹیپو کی چھاپہ مار کارروائیاں جاری رہیں۔ اتحادی افواج وہاں سے نکل کر کپل میں بہادر بندہ کے قلعہ پر پہنچیں' جو ٹیپو کے قبضے میں تھا۔ چار ماہ کے محاصرے کے نتیجے میں یہ قلعہ اتحادیوں کے قبضے میں آگیا۔ ٹیپو بھی ان کے تعاقب میں کپل پہنچ گیا تھا۔ اس کی فوج نے وہاں

بھی اتحادی افواج پر شب خون مارنے کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کے باعث اتحادی افواج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ چناں چہ اتحادی افواج نے یہاں سے شاہ نور کا رخ کیا اور اس پر حملہ آور ہوئیں ۔ یہاں کا قلعہ دار عبدالحکیم خاں، جو رشتہ میں ٹیپو سے قرابت بھی رکھتا تھا کہ اس کی بیٹی ٹیپو کے چھوٹے بھائی عبدالکریم سے بیاہی گئی تھی، لیکن وہ ٹیپو سلطان کو ناپسند کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ٹیپو کے بجائے اس کا داماد حیدر علی کے بعد میسور کا حکمراں بنے ۔ اس عناد میں وہ اتحادیوں سے مل گیا۔ ٹیپو نے یہاں شدید حملہ کیا اور محض چوبیس گھنٹوں کی لڑائی کے بعد قلعہ کو دوبارہ حاصل کر لیا۔ (۱۳۵) اس موقع پر مرہٹہ سرار ہری رام پھڑکیہ نے ٹیپو کو زک پہنچانے کے لیے دارالحکومت سرنگاپٹم پر حملہ کا ارادہ کیا۔ ٹیپو کی افواج نے اس کا تعاقب کیا اور شب خون مار کر اسے نقصان پہنچاتی رہیں اور ایک مقام پر، جہاں ایک درے میں اتحادی افواج پھنس گئی تھیں، انھیں شدید نقصان پہنچایا۔ (۱۳۶) مرہٹے یوں بھی اس وقت متعدد مشکلات کا شکار ہو گئے تھے (۱۳۷) اور خود ٹیپو کے لیے دارالحکومت پر اتحادیوں بالخصوص مرہٹوں کا حملہ متعدد خدشات کا سبب تھا، چناں چہ اس موقع پر اس نے مرہٹوں سے مصالحت کو قرین مصلحت سمجھا اور اپنے ایک معتمد بدر الزماں خاں کو مصالحت کے لیے بھیجا۔ اس طرح ایک صلح نامہ طے پا گیا۔ (۱۳۸) صلح کی بات چیت کے دوران (جنوری ۱۷۸۷ء) بھی ٹیپو کی جانب سے مرہٹوں پر دباؤ کا سلسلہ جاری رہا اور اس کی افواج، جہاں موقع ملتا، مرہٹہ افواج پر شب خون مارتی رہیں۔ (۱۳۹) آخر کار ۱۰ فروری ۱۷۸۷ء کو صلح نامے پر دستخط ہو گئے ۔(۱۴۰)

اس صلح نامے کے مطابق ٹیپو نے اپنے کچھ علاقے چھوڑ دیے اور کچھ نئے علاقے لے لیے ۔ نیز مرہٹوں اور نظام کے ساتھ اشتراک و دفاع کا اتحاد کر لیا۔ ٹیپو چاہتا تو زیادہ کڑی شرائط بھی منوا سکتا تھا، مگر اس کا مقصد خلوص

نیت پر مبنی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ دونوں ہمسایوں سے تعلقات مستحکم ہو جائیں تاکہ انگریزوں کے ساتھ مقابلے میں یہ ساتھ دے سکیں یا کم از کم غیر جانبدار رہیں' لیکن اس کی یہ توقع پوری نہ ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ جنوبی ایشیا کی ملت اسلامیہ اور ہندوستانی اقوام کے مقدر میں ایسا نہ تھا۔ ڈیڑھ سو سال کی مزید غلامی ان کا مقدر بن چکی تھی۔ باہمی نفاق اور انفرادی اغراض نے "خدنگ آخریں" کو بے اثر کر دیا۔

اس جنگ کا عرصہ قریب قریب دو سال پر محیط تھا' لیکن زیر نظر مثنوی اس ساری جنگ کے واقعات کا احاطہ نہیں کرتی' بلکہ واقعات کے ایک درمیانی مرحلے پر ختم ہو جاتی ہے۔ غالباً اس کا سبب یہ ہو کہ شاعر نے اسے مختصر رکھنا چاہا۔ مثنوی کے اختتامی حصے میں خود وہ کہتا ہے:

اتھا یہ سخن بے حد و بے حساب
ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا تونے کر مختصر یہ بیاں
وگرنہ بہوت طول تھی داستاں
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا
اگر سب وہ کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطلول مثال
نہ رہتا کسی سامعاں بیچ حال

اس میں بیان کردہ واقعات تاریخی لحاظ سے غلط نہیں' عصری تاریخوں سے ان سب کی تصدیق ہوتی ہے:

جو کچھ میں لکھیا ہوں سوائے اختلاف
ہے سب سچ' نہیں اس میں بوئے خلاف
جو کوئی یہ سخن ہاکوں جانے دروغ

نہیں اس میں ہے نور دیں کا فروغ
سخن سب ہے روشن تراز آفتاب
ہے خفاش منکر نہیں اس میں تاب

لیکن شاعر نے ٹیپو سے اپنی وابستگی و عقیدت میں مثنوی کے قصے یا بیان کردہ واقعات میں متعدد مقامات پر مبالغہ آرائی سے کام لے کر اپنے بیان کو مئوثر بنانے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے واقعات کی درمیانی کڑیوں میں کچھ ایسے لوازمات شامل کیے ہیں' جو تاریخ کا حصہ نہیں' محض دلچسپی پیدا کرنے یا ٹیپو اور اس کی افوج کی بہادری ثابت کرنے اور دشمن کو حقیر اور کمتر اور بزدل و احمق گرداننے کی ناروا کوشش محسوس ہوتے ہیں اور صاف لگتا ہے کہ یہ داستان طرازی کے لیے گھڑے ہیں۔ مثلاً "اہلِ ضلال" کی عورتوں کے ہجر کا بیان' یا نظام علی خاں اور بخشی بیگم کے مکالمے اور نظام کا اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہونا اور مرشد کی اس کو نصیحتوں و ناراضگیوں جیسے بیانات محض داستان طرازی کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ نظام کے مرشد اور بخشی بیگم کے کردار فرضی ہی معلوم ہوتے ہیں' کیوں کہ کسی معاصر تاریخ میں ان کا حوالہ موجود نہیں۔

مرہٹوں اور نظام کی افواج کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کا پیرایہ حد درجہ تضحیک آمیز اور سوقیانہ بھی ہو گیا ہے۔ مرہٹوں کو اس نے ہر جگہ "اہل ضلال" اور نظام کی افواج کو "مشرکاں" کہا ہے۔ نظام علی خاں سے اپنی پرخاش کے اظہار میں اس نے ہر جگہ اسے "حجام تلی" لکھا ہے۔ ان جنگوں میں نظام کی افواج میں مشیر الملک' سیف جنگ' تہور جنگ اور تیغ جنگ اور مرہٹوں کی جانب سے جسونت راؤ ہلکر' ہری رام پھڑکیہ' پرسو رام' راستیہ ہلکر' مادا جی بالا جی وغیرہ نامی امراء و سالار شامل تھے۔ [۱۴۱] شاعر نے حیدر آبادی امراء کے لیے بطور ہجو دیگ جنگ' دبر جنگ' سوراخ جنگ' گربہ جنگ' کھانسی میاں

جیسے القاب استعمال کیے ہیں اور اسی ضمن میں اس نے ان ناموں کے ساتھ کہیں کہیں مغلظات استعمال کرنے میں بھی تامل نہیں کیا ہے۔

مثنوی کا متن

اس مثنوی کے پانچ قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ جو یہ ہیں:

۱۔ نسخہ "ب": کتب خانہ انڈیا آفس یا اورینٹل اینڈ انڈیا آفس کلیکشن، برٹش لائبریری لندن۔ نمبر ۱۴۵، تقطیع سوا آٹھ انچ X چھے انچ، اوراق ۴۴، سطریں ۱۱ تا ۱۳، خط نستعلیق۔ (۱۴۲)۔

۲۔ نسخہ "س": کتب خانہ سالار جنگ میوزیم، حیدر آباد دکن، نمبر کتاب (۳) جدید قدیم نمبر کتاب ۶۸۵، تقطیع ۸ X ۶ انچ، اوراق ۸۲، سطریں ۱۹ خط شکستہ، کاغذ دیسی، تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء۔ (۱۴۳)

۳۔ نسخہ "ع": مخزونہ ذاتی ذخیرۂ معین الدین عقیل، کراچی، تقطیع ۷ X ۸ انچ، اور سطر تقریباً چار X ساڑھے چھے انچ۔ سطریں بالعموم ۱۱۔ ضخامت ۸۶ صفحات۔ خط پختہ نستعلیق، لیکن شکستہ آمیز۔ آخر میں ترقیمہ موجود نہیں، اس لیے سنہ کتابت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ لیکن آخر اٹھارویں یا اوائل انیسویں صدی کا معلوم ہوتا ہے۔ متن کے متعدد اشعار، دوسرے نسخوں کے مقابلے میں کم ہیں، جن کی نشاندہی زیرِ نظر متن میں جا بجا کر دی گئی ہے، لیکن ہر جفت صفحہ کے اختتام پر ترک کے اہتمام اور تسلسل کے باعث نسخہ کے مکمل ہونے میں شبہ نہیں۔ مثنوی کا کل

متن ۳۱ عنوانات کے تحت ہے، جب کہ اس نسخہ میں
عنوانات محض ۲۳ ہیں۔

۴۔ نسخہ "ک" : کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ، نمبر شمار ۷۷، اوراق ۸۲ : ۲۰ س م۔ سنہ کتابت یا ترقیمہ موجود نہیں۔ حالت عمدہ ہے۔ خط نستعلیق، شکستہ آمیز۔ (۱۴۴)

۵۔ نسخہ "ل" : کتب خانہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی، لندن ۔ فہرست شمار نمبر ۵، تقطیع ساڑھے چھے X پانچ انچ۔ اوراق ۸۶، سطریں ۱۱، خط نستعلیق (۱۴۵) لیکن زیادہ شکستہ اور رواں۔

ان نسخوں میں سے نسخہ "س" شائع ہو گیا ہے، (۱۴۶) لیکن متن کے لحاظ سے یہ مکمل نہیں۔ اس میں متعدد اشعار کم ہیں۔ نسخہ "ک" اور نسخہ "ل" میں متن کے اعتبار سے حیرت انگیز حد تک یکسانیت ہے اور اشعار کی تعداد بھی قریب قریب یکساں ہے۔ یہی صورت نسخہ "ب" اور نسخہ "ع" میں نظر آتی ہے۔ نسخہ "س" ان میں مختلف ہے اور نسخہ "ل" کو اس لحاظ سے زیادہ مکمل کہا جا سکتا ہے کہ اس میں ترقیمہ بھی شامل ہے (۱۴۷)۔

زیر نظر متن کو ان تمام نسخوں کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے اور حواشی میں اختلافات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ لفظی اختلاف سب ہی نسخوں میں موجود ہے لیکن نفسِ مضمون اور معنویت کے لحاظ سے اہم نہیں۔ چناں چہ ان کی نشاندہی سے یہاں صرف نظر کیا گیا ہے۔ تعلیقات میں محض ان عنوانات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا تعلق مثنوی کے قصے، تاریخ یا جنوبی ایشیا کی سرزمین سے ہے۔ ان کے حوالہ نمبروں کے امتیاز کے لیے قوسین کا استعمال کیا گیا ہے۔ چناں چہ قوسین میں جو نمبر درج ہیں، انہیں "تعلیقات"

میں دیکھنا چاہیے ۔ جب کہ بقیہ تمام نمبر حواشی کے ہیں۔

گزشتہ دو دہائیوں سے تحقیقی اسلوب کے ضمن میں اسناد اور ماخذ کے حوالوں کے لیے مغربی دنیا میں جو جدید اور سائٹی فک اصول رائج ہیں ---- ان کی افادیت و سہولیت کے پیش نظر "اسناد محولہ" میں حوالے محض مصنّفین کے مختصر ناموں کے تحت درج کیے گئے ہیں ' جن کی تفصیلات آخر میں "فہرست اسناد محولہ" کے ذیل میں دیکھی جا سکتی ہیں ۔ اسناد محولہ کے حوالوں میں مصنّفین کے مختصر نام مع صفحہ نمبر کا اندراج کافی ہوتا ہے ' جب کہ ایک ہی مصنف کی ایک سے زیادہ تصانیف کا حوالہ متعلقہ تصنیف کے سنہ اشاعت کی نشاندہی کے ساتھ کافی ہوتا ہے ۔ سنہ اشاعت کو نمایاں رکھنے کے لیے فہرست اسناد محولہ میں مصنف کے فوری بعد سنہ اشاعت کا اندراج اسی مصلحت کے تحت ہوتا ہے ۔ آج اگرچہ کمپیوٹر کے ذریعے کتابت میں متعدد آسانیاں اور سہولتیں میسر آگئی ہیں ' لیکن اردو عبارت میں انگریزی عبارت کو داخل کرنے میں بسا اوقات دشواریاں پیش آتی ہیں اور انگریزی جملے ٹوٹ کر بے ترتیب بھی ہو جاتے ہیں ۔ ایسا اردو و انگریزی کی مشترکہ عبارتوں اور بالخصوص کتابیاتی اندراج میں واقع ہوتا ہے ۔ چناں چہ اس اختیار کردہ اسلوب کے تحت یہ مشکلات بھی باقی نہیں رہتیں اور پھر یہ اسلوب وقت اور گنجائش کے لحاظ سے کفایت کا باعث بھی ہے ۔

اسناد محولہ

(مقدمہ)

۱۔ ''قاموس اسلام'' جلد ۳، ۳۷۱۹۷ء ص ۳۲۰

۲۔ قریشی، اشتیاق حسین، ۱۹۶۲ء، ص ۲۰۱

۳۔ نظامی، ص ۶۱۔۶۷

۴۔ مودودی، ص ۹۱، ۱۰۵، ۱۱۰

۵۔ تور، ص ۱۳۳

۶۔ تفصیلات کے لیے: کرمانی: سنہا: محب الحسن، ۱۹۷۱ء، ص ۳۱۶۔۳۱۷، مشمولہ: ''قاموس اسلام'' جلد ۳، و نیز یہی مصنف، ۱۹۵۱ء۔

۷۔ جانسن، ص ۱۴۲

۸۔ وھیلان، ص ۱۹۴

۹۔ وہ ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوا۔ ۱۷۴۵ء میں گولکنڈہ قلعہ کے ناظم میر علی رضا خاں کی بہن فخر النساء سے شادی کے بعد سے ٹیپو کی پیدائش کے وقت تک کوئی اولاد نرینہ نہ ہونے پر حیدر علی نے ارکاٹ کے ایک بزرگ ٹیپو ستان ولی (متوفی ۱۷۲۵ء)، مرید شاہ امین الدین علی اعلی (متوفی ۱۶۷۵ء) کے مزار پر حاضر ہو کر دعا کی۔ چناں چہ بیٹا تولد ہوا تو ان بزرگ کے نام کی مناسبت سے ٹیپو نام رکھا گیا۔ کنیت ''ابوالفتح'' تھی۔ کرمانی، ص ۲۸

۱۰۔ غلام محمد (ابن ٹیپو سلطان) ۱۸۴۸ء ص ۸۶۵، و نیز ولکس، جلد دوم، ص ۷۶۱

۱۱۔ فورسٹ، ص ۲۳، ۳۲۔۳۳

۱۲۔ محب الحسن، ۱۹۵۱ء ص ۱۱

۱۳۔ مارٹن، ص ۶۶۹، ٹیپو نے جو اصلاحات نافذ کیں، ان کے لیے: مائلز، ص ۳۲۔

۱۳۵ ' ونیز تفصیلات کے لیے: محمود حسین 'ڈاکٹر: فورسٹ 'ص ۹۷-۱۰۱ '۱۲۰ '۲۱۶

۱۴- ایڈورڈز 'ص ۱۶

۱۵- فورسٹ 'ص ۱۰۰ح

۱۶- ایضاً 'ص ۹۹

۱۷- ایضاً 'ص ۱۲۰

۱۸- "قاموس اسلام" ۱۹۸۶ء 'جلد ۵ 'ص ۸۸۴ '۸۸۶

۱۹- جانسن 'ص ۱۴۲

۲۰- ایسی ہی کوششیں وہ قبل ازیں بھی کرتا رہا۔ فورسٹ 'ص ۹۸

۲۱- اس کے مکتوبات میں 'جو اس نے ملک و بیرون ملک ارسال کیے 'ایسی اشیاء کی طلب اور خواہش کا اظہار متعدد جگہ موجود ہے۔ ان کا ایک فوری حوالہ "ایضاً" ص ۹۷ح میں ہے

۲۲- "کیمبرج" جلد ۵ 'ص ۲۸۸

۲۳- محب الحسن '۱۹۵۱ء 'ص ۹۲

۲۴- نظام اور مرہٹوں سے اس دوران اس کی جنگوں کا احوال ہی زیر نظر مثنوی "اضراب سلطانی" کا موضوع ہے۔ چناں چہ اس عرصے کے واقعات 'مثنوی کے تعارف کے ذیل میں 'آئندہ سطور میں: "مثنوی کا تاریخی پس منظر" کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

۲۵- مارک ولکس 'جلد دوم 'صفحہ ۲۹۴ 'اس عرصہ میں کہ جب وہ ادھونی کی جنگ 'جو زیر نظر مثنوی کے قصے کی بنیاد ہے اور اس کی باقیات میں الجھا ہوا تھا 'اس نے اپنے لیے ایک تو "بادشاہ" کا لقب اختیار کیا اور دوسرے زین العابدین شوستری (متوفی ۱۷۹۹ء) سے 'جو ایک مصنف و محقق کے ساتھ ساتھ اس کی فوج میں ایک سالار بھی تھا 'حکم دیا تھا کہ جمعہ کے ہر خطبہ میں مغل حکمراں شاہ عالم کے بجائے اس کا نام بطور "بادشاہ" شامل کیا جائے۔ ٹیپو کی ہدایت پر شوستری نے خطبات جمعہ کا

مجموعہ "موئید المجاہدین" مرتب کیا، جس میں ۱۰۴ خطبات شامل تھے اور ہر خطبہ جہاد کے بیان پر ختم ہوتا تھا۔ فورسٹ ص ۹۵، ۱۱۶، اسٹوری، ص ۷۷-۳

۲۶۔ تفصیلات کے لیے: عبدالقادر، خواجہ، بالخصوص مقدمہ۔

۲۷۔ حسین علی خان کرمانی، ص ۳۹۱ ۔ ۴۰۲ ایک مزید ہمعصر اطلاع کنور پریم کشور فراقی سے ملتی ہے اور جس سے پتہ چلتا ہے کہ مغل حکمراں شاہ عالم ٹیپو کا قدرداں بھی تھا اور اس کے اقدامات کو پسند بھی کرتا تھا۔ وہ "وقائع عالم شاہی" میں لکھتا ہے: "پسر حیدر نایک سکہ خود در دکن انداختہ و ما مزاحمت نمی فرمائیم، تا بضرب انداختن چہ رسد" و بیت سکہ اش بزبان مبارک آوردند:

سکہ زد در جہاں باسانی　　　　شاہِ ٹیپو سکندرِ ثانی

الٰہی ایں بادشاہ را دیر گاہ نگاہ دارد کہ باایں کہ صاحب تخت و دیہیم است، بفر شاہی تمیناز دو بدرویشی ہم نمی نازد۔

---- مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی (رامپور ۱۹۴۹ء)، ص ۱۰۸: اس سکے پر ایک جانب ہاتھی کی تصویر اور دوسری جانب خود اپنا نام منقش کروایا۔ میر محمد حسین (اخبار نویس) بنام ارل چارلس کارنوالس (E.C.Cornwallis) مورخہ ۲۹ مئی ۱۷۸۴ء، مشمولہ: سرن، ص ۴۹

۲۸۔ کرمانی، ص ۳۲۶

۲۹۔ ان تبدیلیوں کی تفصیلات ٹیپو یا اس کے عہد پر لکھی گئی قریب قریب ہر مفصل تاریخ میں ملتی ہیں۔ ان کا ایک جامع ملخص، فورسٹ، ص ۲۱۶ ۔ ۲۱۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۰۔ ان قوانین پر ایک جامع معلوماتی شذرہ، ایضاً، ص ۲۱۸۔۲۲۱ میں ہے۔

۳۱۔ کرمانی، ص ۱۳۸

۳۲۔ "برٹانیکا" جلد ۱۰، ص ۵۶۱، و نیز ونٹر، ص ۳۶۲

۳۳۔ "ہچنسنز"، ص ۵۶۷

۳۴۔ ونٹر، ص ۳۶۳

۳۵۔ ایضاً۔

۳۶۔ میجر آرتھر ویلزلی (A rthur Wellesley) نے ایسی کشتیوں کی تیاری کے لیے لندن سے اجازت مانگی تھی۔ بحوالہ فورسٹ، ص ۱۰۴ح

۳۷۔ گورڈن جانسن، ص ۱۴۲

۳۸۔ محب الحسن، ۱۹۵۱ء ص ۸۰

۳۹۔ رابرٹس، ص ۲۳۵، فورسٹ، ص ۱۸۴

۴۰۔ ایضاً۔

۴۱۔ مارٹن، جلد اول، ص ۶۶۹

۴۲۔ بحوالہ: بابر، ص ۱۲۹: اس عرصے میں ٹیپو نے عیش و آرام سب کچھ ترک کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ پلنگ پر سونا چھوڑ دیا، کھادی کا کپڑا فرش پر بچھا کر سو جاتا۔ کرمانی، ص ۳۹۷

۴۳۔ اس موضوع پر ٹیپو کی سربراہان مملکتوں سے مراسلت کی نقول کا ایک بڑا ذخیرہ سرنگاپٹم کے سقوط کے بعد انگریزوں کے ہاتھ لگا، جسے اس کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر انگریزوں نے منتخب کر کے فوراً شائع کر دیا: ملاحظہ فرمایئے 'ٹیپو سلطان' ۱۷۹۹ء: ان دستاویزات کا ایک جائزہ فورسٹ، ص ۳۴۳ح، ۳۶۳۔ ۳۶۴ میں ہے۔

۴۴۔ محب الحسن، ۱۹۵۱ء، ص ۲۵۲۔ ۲۵۷

۴۵۔ فورسٹ، ص ۱۱۹ح

۴۶۔ فرانس کو بھیجی جانے والی سفارتوں کی تفصیلات کے لیے: ہتلکر: ماریشس کے لیے: فورسٹ، ص ۲۴۷۔ ۲۴۸

۴۷۔ تفصیلات کے لیے: قریشی، اشتیاق حسین، ۱۹۴۵ء، ص ۴۷۔ ۸۷، و نیز مقالہ مشمولہ: ''تاریخ تحریک آزادی'' جلد ۱، ۱۹۵۷ء، باب ۱۵

۴۸۔ فرانسیسی حکومت نے ٹیپو کو خاصا پر امید کر رکھا تھا۔ فلپس ' ۱۹۶۱ء ' ص ۶۷ ' ٹیپو کے تعلقات فرانسیسیوں سے اس قدر استوار ہو گئے تھے کہ جب انقلاب فرانس کی یادگار میں ۱۷۹۷ء میں جمہوریت پسندوں کی ایک باقاعدہ انجمن بنائی گئی تو ٹیپو کا نام آزاد شہریوں کی فہرست میں درج کیا گیا۔ بیٹسن ص ۸۹۔ ۹۰ ' فورسٹ ' ص ۲۵۱

۴۹۔ کرمانی ' ۳۶۶ ' فورسٹ ' ص ۲۴۳۔ ۲۴۴ ' محمود حسین ' ص ۴۵۱ ' قریشی ' اشتیاق حسین ' تصانیف مذکور ' و بالخصوص مقدمہ ' مشمولہ : "تاریخ تحریک آزادی" ' جلد اول ' ص ۳۸

۵۰۔ جب اسے یہ سند مل گئی ' تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اپنی خوشی کے اظہار میں اس نے سونے اور جواہرات سے مرصع ایک تخت تیار کرایا ' کرمانی ' ص ۳۲۸

۵۱۔ اور ستم یہ کہ سلطانِ ترکی نے اپنا خط انگریز گورنر جنرل مار کیس ویلزلی (M.Wellesley) کے توسط سے بھیجا! بیوریج ' جلد ۲ ' ۱۸۷۴ء ' محمود خاں منگلوری ' ۱۹۴۷ء ص ۲۸۲ ' جواب میں ٹیپو نے انہیں لکھا کہ انگریز اس ملک میں جارح ہیں۔ اس لیے اس کا جہاد صرف ان ہی کے خلاف ہو سکتا ہے۔ بحوالہ محمود حسین ' ڈاکٹر ' ص ۴۸۹

۵۲۔ محب الحسن ' ۱۹۵۱ء ' ص ۲۹۱

۵۳۔ "ذیلی تنظیم "Subsidiary System" کے لیے : مور ' ص ۲۲۰ ' اس تنظیم کے ذریعے انگریزوں نے جس طرح اپنے مقاصد حاصل کیے ' ان کے تفصیلی جائزے کے لیے : بڈویل ' اور ہچنسن ' ۱۹۶۷ء مفصل معلومات کا احاطہ کرتی ہیں۔

۵۴۔ اس طریقے سے انگریز جس طرح فائدہ اٹھاتے تھے ' اس کے مطالعے کے لیے : میر عبداللطیف شوستری "حدیقتہ العالم" (حیدر آباد دکن ' ۱۸۵۰ء) ص ۲۴۔۲۷

۵۵۔ مسلم ضیائی "ٹیپو سلطان اور اس کے خواب" (کراچی '۱۹۶۱ء) ص ۲۴۔ ۲۷

۵۶۔ فربر ' ص ۱۳۲ ' ونیز فلپس ' ۱۹۶۱ء ' ص ۱۰۲۔ ۱۰۳ ' فورسٹ ' ص ۲۴۳۔ ۲۴۴ '۔۔۔ ٹیپو نے زمان شاہ کو لکھا تھا کہ "آؤ کفار سے جہاد کریں اور ہندوستان سے انھیں نکال باہر کریں "مکتوب مورخہ ۵ فروری ۱۷۹۷ء' بحوالہ فورسٹ ص ۲۴۳ح

۵۷۔ ان عہدیداروں کے نام مستند تاریخوں میں ملتے ہیں: میر صادق ' وزیر اعظم ' پورنیا' وزیر مال و ناظم محکمہ جاسوسی ' بدرالزماں خاں نائطی ' وزیر بحریہ ' میر غلام علی لنگڑا' وزیر خارجہ ' میر علی رضا خاں ' وزیر ' سید محمد میر آصف ' معتمد اعلیٰ ' میر قمر الدین ' سپہ سالار اعظم ' میر معین الدین ' نائب سپہ سالار ' راجہ خان ' ٹیپو کا نو مسلم غلام۔

۵۸۔ کرمانی ' ص ۳۸۲

۵۹۔ برعظیم میں ہندوؤں سے آزادانہ میل جول کے نتیجے میں مسلمانوں کے عقائد اور ان کی رسومات میں متعدد مشرکانہ اور غیر اسلامی رسومات شامل ہو گئی تھیں۔ اورنگ زیب کے بعد سیاسی عدم استحکام کے باعث پیدا ہونے والے معاشرتی و تہذیبی انتشار میں یہ صورت حال مزید بگڑتی چلی گئی۔ طوائف الملوکی کے اثرات میں مسلمان مذہب سے دور اور بدعات سے قریب تر ہوتے رہے۔ اس ماحول میں ٹیپو نے اصلاح احوال کی قدرے کوششیں کیں۔ حیدر علی نے بھی اس جانب کچھ توجہ کی تھی ' لیکن اسے زیادہ مہلت نہ ملی۔ خود ٹیپو کے پاس بھی مہلت بہت کم تھی اور اس کے کرنے کے لیے بہت کام باقی تھے ' جن میں ملکی سلامتی کا معاملہ سب سے اہم تھا۔ پھر بھی اس نے اپنی سی کوششیں ضرور کیں۔ مذہبی معاملات کی نگرانی کے لیے ہر قریہ اور قصبے میں قاضی مقرر کیے۔ خطباتِ جمعہ کو از سر نو ترتیب دے کر جہاد پر زور دیا۔ "کتاب المجاہدین" مصنفہ زین العابدین شوستری کے پہلے باب کو ' جو عقائد ' نماز ' جہاد اور تقسیم وراثت کے مسائل پر مشتمل تھا ' نقل

کروا کے تقسیم کرایا۔ شیعہ و سادات، جن کا پیشہ پیری و مریدی بن کر رہ گیا تھا، انہیں صنعت و ہنر کاری اور تجارت کی ترغیب دی۔ محرم کی بدعات کو قانوناً ممنوع قرار دیا۔ تفصیلات کے لیے: محب الحسن، ص ۳۵۴۔ ۳۶۳، ۳۶۴، ماُز، ص ۱۳۲۔ ۱۳۵، فورسٹ، ص ۱۲۰، ۲۱۳، محمود خاں منگلوری، ۱۹۳۶ء، ص ۴۰۳۔ ۴۰۷، ----- اہل نوائط کے ضمن میں یہ امر چونکا دینے والا ہے کہ ٹیپو کے خلاف سازش میں سرغنہ کی حیثیت اب میر صادق، پورنیا اور غلام علی لنگڑا کے بجائے میر علی رضا خاں کو حاصل ہے۔ یہ ارکاٹ کے نواب حسین دوست خاں عرف چندا صاحب (متوفی ۱۷۵۲ء) کا بیٹا اور اب میسور کا وزیر تھا۔ چوں کہ بڑی حیثیت اور اثر کا مالک تھا (اس کی حیثیت و اثر کا ایک تجزیہ، فورسٹ، ص ۸۳۔ ۱۹۰، ۳۲۸۔ ۳۲۹، وغیرہ میں ہے) اس لیے انگریزوں نے اسے میسور اور ارکاٹ کا تخت دلانے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اس نے تیسری جنگ میں سازش کی، لیکن ناکام رہا۔ آخر چوتھی جنگ میں وسیع پیمانے پر نہایت گہری سازش تیار کی، جو کامیاب رہی۔ تفصیلات محمود خان منگلوری، ۱۹۵۹ء میں موجود ہیں۔

۶۰۔ کار نوالس نے جنرل ولیم میڈوز (W.Medows) کو لکھا تھا کہ "اگر فرانس ٹیپو کی مدد کے قابل ہو گیا، تو ہمیں ہندوستان سے نکلنا پڑ جائے گا"۔ بحوالہ باری "کمپنی کی حکومت" (لاہور، ۱۹۶۹ء) ص ۲۵۰، قبل ازیں فرانس کے اس وقت کے عظیم ترین امیرالبحر بائلے دی سفرن (Baille De Suffren) اپنے تین ہزار فوجیوں کے ساتھ حیدر علی کی مدد کے لیے پہنچا تھا، لیکن وہ اس وقت پہنچ سکا جب حیدر علی کا انتقال ہو چکا تھا۔ (فورسٹ، ص ۵۰) پھر جب نپولین نے ۱۷۹۸ء۔ ۱۷۹۹ء میں مصر کے ساتھ ساتھ فلسطین پر بھی فوج کشی کی، تو اس وقت فرانسیسی فوج کے ایک حصے کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ہندوستان تک پیش قدمی کرکے ٹیپو کی مدد کرے اور انگریزی اقتدار کو ہندوستان سے ختم کرنے کی کوشش کرے، لیکن نپولین کی یہ خواہش کامیاب نہ ہو سکی، حکمت بایور "Bulletin" شمارہ ۴۷،

رکھا ہے' دیکھتے ہیں' اتنا کسی اور کو نہیں دیکھتے۔ اس چوبی پتلے کا تفصیلی ذکر ڈیوس' ص ۱۴۶۔ ۱۴۷ میں ہے۔ لندن کے عجائب گھروں کی نمائش کی تاریخ میں کسی اور واحد شئے کو اس سے زیادہ کشش کبھی حاصل نہ ہوئی۔ آلٹک' ص ۲۹۹

۷۳۔ ۱۸۳۰ء میں راجہ رام موہن رائے جب بنگالی لباس میں لندن کی گلیوں سے گزرتے تو چھوٹے بچے انھیں دیکھ کر "ٹیپو' ٹیپو" پکارتے۔ اس طرح جیسے ان بچوں کا ہیرو ٹیپو ہو اور ہر بچہ ٹیپو سے واقف ہو۔ فورسٹ' ص ۳

۷۴۔ باسل' ص ۵۰

۷۵۔ ٹیپو پر ظلم و زیادتی کے الزامات بھی لگائے گئے۔ ان الزامات کا ایک تجزیہ' فورسٹ' ص ۴۵' ۴۸' ۲۰۴' ۲۲۵۔ ۲۲۷ میں ہے۔

۷۶۔ یہ نادر کتابچہ برٹش میوزیم لندن کے انقلابی ادب کے ذخیرے میں' بہ ذیل شمار: 8050cc8(8) محفوظ ہے۔ برطانیہ میں ٹیپو کے بارے میں افسانوں و قصوں کی تخلیق کا سلسلہ ٹیپو کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا اور یہ تھیٹروں میں اسٹیج پر پیش بھی ہونے لگے تھے۔ غالباً اولین اسٹیج ڈراما Tippoo Saib لندن کے Govexit Gaqden نامی تھیٹر میں یکم جون ۱۷۹۱ء کو پیش کیا گیا۔ جب کہ ابھی صرف میسور کی تیسری جنگ ہی کی اطلاعات انگلستان پہنچی تھیں۔ پھر اگلے برس Astley تھیٹر میں Tippoo Sultan ۹ اپریل کو دکھایا گیا اور پھر یہ سلسلہ دراز ہو گیا اور اواخر انیسویں صدی تک متعدد ڈرامے تخلیق ہوئے اور اسٹیج پر پیش کیے گئے۔ ان کا ایک سرسری جائزہ فورسٹ' ص ۳۱۵۔ ۳۲۷' کوہن' ص ۱۰۲' ڈیوس' ص ۱۷۱۔ ۱۷۴' بابر' ص ۱۲۷۔ ۱۲۸ میں ہے۔

۷۷۔ ٹیپو کی شخصیت و جدوجہد پر جو افسانوی تخلیقات منظر عام پر آئیں' ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ یہ ایک بڑی کان کے مصداق ہے۔ فورسٹ' ص ۳۱۷ ح

۷۸۔ یہ جنگ Navarino' ۱۸۲۷ء کو ترکی' مصر اور تیونس کی افواج اور روس' یونان' فرانس اور برطانیہ کی افواج کے درمیان لڑی گئی' جس میں مسلمانوں کو

۵۹-۶۰

۶۶- شیخ محمد اقبال "حرف اقبال" مرتبہ و مترجمہ : لطیف احمد شیروانی (لاہور، ۱۹۵۵ء) ص ۱۴۲، کچھ سراہنے والوں نے ٹیپو کا مقابلہ اطالوی جانباز ہنیبال (Hannibal)، (۲۴۷-۱۸۲ق-م) سے کیا ہے، جس نے ٹیپو کی سرنگاپٹم کی حفاظت کے لیے جان قربان کردینے کی طرح روم کی حفاظت میں جان دے دی تھی -پی-جے-مارشل اور جی-ولیمس، ص ۱۵۵-۱۵۷

۶۷- متھنا، ص ۲۷۷، اس موقع پر انگریزوں کے والہانہ جذبات کا ایک اظہار: "Calcutta Gazette" میں دیکھا جا سکتا ہے، جس نے ۱۷ مئی ۱۷۹۹ء کو ایک خصوصی ضمیمہ شائع کیا۔ اس کا انتخاب ستونکر، جلد سوم، ص ۲۸-۲۹ میں ہے۔

۶۸- نیل، ص ۱۳۸

۶۹- اس لوٹ مار کے نتیجے میں جو نوادرات انگلستان پہنچے اور عجائب گھروں کی زینت بنے، ان کا ذکر فورسٹ، ص ۲، ۳۴۶-۳۶۰، کوہن، ص ۸۵-۸۶ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ محض زیورات کی مالیت بارہ لاکھ اسٹرلنگ پاؤنڈ کے مساوی تھی۔ بیورتج، ص ۷۹۷

۷۰- کوہن، ص ۸۵، ایسے نودرات، خطوط اور دستاویزات کی اولین فہرست ولیم کرک پیٹرک نے ۲۷ر جولائی ۱۷۹۹ء کو لندن بھیجی تھی۔ اس کی تفصیلات بیٹسن، ص ۱۸۰-۱۹۵ میں ہیں۔

۷۱- ان خطوط کا ایک انتخاب کرک پیٹرک نے مرتب کیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ کرک پیٹرک، پھر مزید کچھ خطوط Asiatic Annual Register میں ۱۸۱۰ء اور ۱۸۱۱ء میں شائع کیے۔

- مثلاً راقم الحروف نے "وکٹوریہ البرٹ میوزیم" کی اگست ۱۹۸۷ء سے اگست ۱۹۸۸ء تک میں بارہا سیاحت کی اور ہربار دیکھا کہ لوگ جس دلچسپی اور شوق سے ٹیپو اور فرنگی کے چوبی پتلے کو، جس میں ٹیپو نے بطورِ شیر فرنگی پر حملہ کرکے اسے دبوچ

جلد ۱۲ ‘ ۸ ‘ ۱۹۴۸ء ص ۱۶۱ و بعدہ ‘ بحوالہ روحی اولغیور کاشغری ‘ ص ۱۳۶

۶۱ ۔ محمود حسین ‘ ص ۴۳۶

۶۲ ۔ اس تاریخ کو اس نے ٹیپو کو جو خط بھیجا تھا ‘ اس کا لب و لہجہ اس کے ارادوں کی غمازی کرتا تھا ۔ مکتوب ‘ شمولہ : محمود خاں منگلوری ” تاریخ سلطنت خداداد “ ص ۲۸۹

۶۳ ۔ اسی موقع پر ٹیپو نے کہا تھا کہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی زیادہ بہتر ہے اور وظیفہ خور نوابوں اور راجاؤں کی طرح کفار کے رحم و کرم پر رہنے کے بجائے ایک سپاہی کی موت مرنا بہتر ہے ۔ بیور تیج ‘ ص ۸۹۱

۶۴ ۔ ایسا نہیں تھا کہ ٹیپو کے پاس عسکری وسائل کی کمی تھی ۔ اگرچہ اس کے ساتھ لڑنے کے لیے کسی پڑوسی طاقت نے اس کی مدد نہیں کی ‘ لیکن نفری اور اسلحہ کی اس کے پاس کمی نہیں تھی ۔ فوج میں ۲۲ ہزار مسلح سپاہی تھے ‘ جن میں سے ۱۳ ہزار سرنگا پٹم کی حفاظت کے لیے مخصوص تھے ۔ لیکن انگریزوں نے غداروں کی مدد سے حالات ایسے پیدا کر دیے تھے کہ ٹیپو کے ۸ ہزار سپاہی شہید ہو گئے اور بقیہ ۱۳ ہزار بے بس کر دیے گئے ۔ لڑائی کا عرصہ قریب قریب ایک ماہ تک دراز رہا ‘ لیکن اس عرصے میں انگریز افواج کے محض ۱۱۶۴ سپاہی ہلاک ہوئے ‘ جن میں ۸۲۵ یورپی اور ۳۳۹ مقامی سپاہی تھے ۔ سقوط کے بعد انگریزوں کو جو اسلحہ ملا ‘ اس میں پتیل کی ۳۷۳ بندوقیں ‘ ۶۰ توپیں ‘ (درمیانہ) ‘ ۱۱ توپیں (بڑی) اور لوہے کی ۴۶۶ بندوقیں اور ۱۲ توپیں تھیں ۔ اس طرح تعداد میں کل ۹۲۹ ہتھیار تھے ‘ جن میں سے ۲۸۳ قلعہ کی فصیلوں پر نصب کیے گئے تھے ۔ اس اسلحہ کے لیے چار لاکھ چوبیس ہزار گولیاں اور پانچ لاکھ بیس ہزار پونڈ بارود موجود تھا ‘ جو استعمال نہ ہو سکا ۔ واقعتہ ” یہ جنگ اسلحہ کی نہیں ‘ سازشوں کی جنگ تھی اور جس میں صرف ایک ہی حریف مستعد و فعال تھا ۔ بیور تیج ‘ ص ۸۹۶ ۔ ۸۹۷

۶۵ ۔ جیسے ویلور اور حیدر آباد میں ‘ تفصیلات کے لیے : معین الحق ‘ ۱۹۶۸ء ص

شکست ہوئی اور ترکی کا بحری بیڑہ تباہ ہو گیا۔ "بچنسنز" ص ۴۱۸

۷۹۔ شیخ محمد اقبال، ص ۱۴۲، ۱۴۷

۸۰۔ چناں چہ ایڈورڈ مور (Edward Moore) اور میجر ڈیروم (Maj.Dirom) جیسے ہم عصر مؤرخین نے برملا یہ ماننے میں تامل نہ کیا کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کا منتظم تھا جس نے اپنی اصلاحات سے عوام کا دل جیت لیا تھا۔ مجمدار، ص ۷۰۸، ونیز فورسٹ، جس نے ان دونوں کے متعدد اقتباسات نقل کیے ہیں، ص ۷۰، ۱۳۶، ۱۵۱، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۷۴، ۱۸۱، ۲۰۵، ۲۹۵، خود جون شور (John Shore) گورنر جنرل ہندوستان (۱۷۹۳ء۔۱۷۹۸ء) نے ٹیپو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کے مزارعین کو تحفظ و آزادی حاصل تھی اور وہ انعام سے نوازے جاتے تھے۔ مجمدار، ص ۷۶۸، بعض انگریز مصنفین نے، اپنی سیاسی مصلحتوں کے تحت، ٹیپو پر الزام بھی لگائے تھے اور اسے ظالم و جابر اور متعصب حکمراں کے طور پر پیش کیا تھا۔ لیکن یہ محض الزامات تھے۔ مجمدار، ص ۷۶۸، انگریزوں کے سالار اعظم الیگزینڈر ڈیروم نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ظالم تھا تو محض ان لوگوں کے لیے جو اس کے دشمن تھے۔ ایضاً، ٹیپو کے سرکاری مراسلات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ہندوؤں کے دل جیتتا رہا ہے۔ اس کے زوال کا سبب مذہبی تعصب کسی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وہ ایک متشدد مسلمان ضرور تھا لیکن اس نے اپنی غیر مسلم رعایا کو جبری مسلمان بنانے کی کوشش نہیں کی۔ ایضاً ص ۷۰۸

۸۱۔ فورسٹ، ص ۱۰۰ح

۸۲۔ خود ٹیپو کے قلم سے جاری ہونے والے حکم نامے، ہدایات اور یادداشتیں بھی، جو برٹش لائبریری لندن کے "اورینٹل اینڈ انڈیا آفس کلیکشن" میں موجود ہیں۔ ان کا اندراج و یمس نمبر شمار ۳۶۸۳ تا ۳۶۸۵ میں ہے۔

۸۳۔ مثلاً اس مضمون کا اس کا ایک مکتوب محمود خاں منگلوری، ۱۹۴۷ء، حصہ دوم

'ص ۱۷ میں ہے۔

۸۴۔ ان مخطوطات کی ایک فہرست ' مرتبہ : چارلس اسٹورٹ ' مذکورہ ذیل ' اس ذخیرے کے تعارف کے لیے معاون ہے۔ ان مخطوطات میں سے ۱۹۷ مخطوطات ویلزلی کے ذریعے ۱۶؍ جولائی ۱۸۰۶ء کو لندن پہنچیں۔ جب کہ دیگر کتابیں اس کے بعد موصول ہوئیں۔ اور جو کتابیں فورٹ ولیم کالج کلکتہ کی تحویل میں تھیں ' وہ ۱۹۳۷ء میں لندن پہنچیں۔ قریشی ' سلیم الدین اور ولیمس ' ارسلا سمس ' ص ۹۲

۸۵۔ برٹش میوزیم (لندن) میں ان کتابوں کی ایک قلمی فہرست ' بہ ذیل Add.24042 موجود ہے ' جو فورٹ ولیم کالج کے کتاب خانے کو دی جانے والی کتابوں پر مشتمل ہے۔ سرورق پر ٹی۔ روبک T.Roebuck کے دستخط اور تاریخ ۲۶؍ ستمبر ۱۸۱۲ء درج ہے۔ عکس مملوکہ راقم۔

۸۶۔ محمود خاں منگلوری ' ۱۹۴۷ء حصہ اول ' ص ۳۶۹

۸۷۔ تصنیف مذکور ' مقدمہ ' ص ۱۸۱۷ ' مخزونہ برٹش لائبریری ' لندن ' بہ ذیل I.O.L. Ms. 299 بحوالہ : اسٹوری ' ص ۷۷۰۔۷۷۱ ' کرپیٹرک نے اپنے مذکورہ مجموعۂ مراسلت کی ترتیب میں حواشی کے لیے ٹیپو کی اس کتاب سے متعدد مقامات پر مدد لی۔ مثلاً ص ۱۸۔۲۱ ' ۵۷۔۵۹ ' ۱۴۷ ' ۲۰۲۔۲۰۷ ' ۳۲۵ ' ۳۳۲۔ ۳۷۴ ' ۳۷۵۔۳۸۷ ' ۳۹۰۔۴۰۱ ' ۴۱۱۔۴۲۵ ' ۴۳۱۔۴۷۶ ' ۴۸۳۔۴۸۳ اور ضمیمہ ص ۳۔۱۱

۸۸۔ اس کا مخطوطہ برٹش لائبریری لندن میں بہ ذیل I.O.L.Ms 521 موجود ہے۔ ونیز اسٹوری ' ص ۷۷۳ ' اس تصنیف کا تفصیلی مطالعہ عمری ' (ا) ۱۷ ' ص ا ۔۱۵ ' (۲) ۱۷ ' ص ا۔ ۱۲ میں ہے۔

۸۹۔ اس کے قلمی نسخے کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ' بحوالہ ایوانوف ' بہ ذیل شمار ۸۸۲ ' اور کتب خانہ انڈیا آفس لندن ' بحوالہ ایتھیے ' بہ ذیل شمار ۲۶۱۹ ' ۲۶۲۰ میں موجود ہیں۔ اسی نوعیت کا ایک اور مجموعہ "مجالس در فضیلت جہاد" بھی مرتب

کیا گیا تھا' ایوانوف ' بہ ذیل شمار ۱۱۴۵' اور ایک '' تفنگ نامہ '' بھی مرتب کیا گیا تھا۔
ایضاً ص ۳-۱۱

۹۰۔ اس کے ایک حصے کا ترجمہ انگریزی میں شائع ہوا۔ شوستری ' ۱۷۹۱ء ' بحوالہ فورسٹ ' ص ۹۵ ' '' فتح المجاہدین '' کی نقلیں کثیر تعداد میں تقسیم ہوتی رہیں ' چناں چہ اس کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ مثلاً محض کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی ' کلکتہ ' جہاں ۲۵ نسخے محفوظ ہیں۔ بحوالہ : ایوانوف ' بہ ذیل شمار ۱۶۵۰ تا ۱۶۷۵ ' اسے معلوماتی مقدمے کے ساتھ ڈاکٹر محمود حسین نے مرتب کیا۔ ۱۹۵۰ء ' کراچی

۹۱۔ ایوانوف ' بہ ذیل شمار ' ۱۶۴۰

۹۲۔ ایضاً ' ۱۶۴۲ ' و نیز ایتھے ' بہ ذیل شمار ۲۷۶۲

۹۳۔ اسٹوری ' ص ۷۷۴ ' یہاں اس کے قلمی نسخوں کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ و نیز ایتھے ' ص ۵۱۴ ' ریڈ ' ص ۱۶

۹۴۔ اس کے دو قلمی نسخے کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہیں۔ بلوم ہارٹ ' ص ۷۰۶ ' و نیز ہاشمی ' سید نصیر الدین ' ۱۹۳۲ء ' ص ۲۱۴-۲۱۶

۹۵۔ تفصیلات کے لیے : ایتھے ' بہ ذیل شمار ۲۶۲۱ ' ۲۷۰۹ ' ایوانوف ' بہ ذیل شمار ۹۷۹ ' و نیز ہاشمی ' نصیر الدین ' ۱۹۳۲ء ' ص ۲۱۴

۹۶۔ ایوانوف ' بہ ذیل شمار ' ۱۰۶۰

۹۷۔ اس کے قلمی نسخے کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ' بحوالہ ایوانوف ' ۱۶۴۴ ' و نیز کتب خانہ انڈیا آفس لندن ' بحوالہ ایتھے ' ۲۷۴۴ میں ہیں۔

۹۸۔ ایوانوف ' ۱۰۵۷

۹۹۔ اس کا ایک قلمی نسخہ ' جو ٹیپو کی ذاتی ذخیرے میں تھا ' اب اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میسور یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ محمود حسین ' میر ' ص ۱۶-۱۷

۱۰۰۔ ایوانوف ۱۰۵۶ ' ایتھے ' ۲۶۱۷ ' اس کتاب کے تعلق سے ٹیپو نے ۱۷ جولائی ۱۷۸۶ء کو سرنگاپٹم کے داروغۂ اجناس کو لکھا کہ اس کتاب کی ایک جلد بذریعہ ڈاک بھیج کر مزید ۴۰ نقلیں خوش خط تیار کرائی جائیں۔ بحوالہ محمود خان منگلوری ' ۱۹۴۷ء حصہ اول ' ص ۳۶۶۹

۱۰۱۔ ایوانوف ' ۹۷۸

۱۰۲۔ ایضاً ' ۹۷۹ ' ۸۸۱ ' و نیز ۸۸۳

۱۰۳۔ ایضاً ' ۱۰۲۱

۱۰۴۔ ایضاً ' ۱۰۵۸ ' و نیز اتھے ' ۲۶۱۸

۱۰۵۔ سعید ' حکیم محمد ' ص ۳۴۶

۱۰۶۔ ایوانوف ' ۱۵۷۹

۱۰۷۔ اس کی کچھ مثالیں فورسٹ ' ص ۲۰۶ ' ۲۱۲ ' ۲۹۰ میں یکجا کی گئی ہیں۔

۱۰۸۔ جس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں موجود ہے۔ ایوانوف ' بہ ذیل شمار ' ۱۵۰۶

۱۰۹۔ عبدالخالق ' ص ۷۴ ' ۷۷

۱۱۰۔ اور یہ مصدقہ اور قابل اعتبار نہیں۔ اس بیان پر ایک محاکمہ چندن ' ص ۲۴۔ ۲۵ میں ہے۔

۱۱۱۔ ایسے چند مخطوطات میسور یونیورسٹی کے اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ محمود حسین ' میں ' ص ۱۰

۱۱۲۔ مثلاً جن کا اندراج اسٹوری ' ص ۷۶ ' ۷۷۴ ۔ ۷۷۷ ' مارشل ' ڈی۔ این ۔ ص ۵۵۶ ' محمود الحق ' ص ۱۰ ' و لیمس ' نمبر شمار: ۴۷۲۱ ' ۵۲۷۴ ' ایوانوف ' بہ ذیل شمار ' ۲۰۰ ' ۸۸۱ ' ۹۲۰ ' ۱۰۹۶ ' ۱۲۸۳ ' ۱۴۷۵ ' ۱۵۰۵ ' ۱۶۰۷ ' ۱۶۲۶ ' ۱۶۷۸ ۔ ۱۶۸۵ ' ۱۷۴۷

۱۱۳۔ ایسی منظومات کا ذکر: عبدالخالق ' آمنہ خاتون ' حبیب انساء بیگم ولی اللہ ' نویدی

'میں ملتا ہے۔ و نیز قاضی غلام قاسم مہری کی مدحیہ منظومات و قصائد' جو "منظومات قاسم" مخزونہ: برٹش لائبریری' لندن میں بہ ذیل Add.26172 میں موجود ہیں۔ یا مرزا اقبال کی نثری تصنیف "احوال باغ ارم" ' جو ٹیپو کے عہد کی تصویر کشی کرتی ہے۔ مصنف نے ٹیپو کے عہد کے میسور کو "باغ ارم" سے تعبیر کیا ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہے۔ بحوالہ ایتھے' بہ ذیل شمار ۲۸۱۳' یا جیسے صفدر علی شاہ کی تاریخی و رزمیہ مثنوی "جر جیس رزم" جس کا ایک حصہ ٹیپو اور نظام کی افواج کے درمیان جنگوں کا احوال پیش کرتا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں بہ ذیل شمار Add.26169 موجود ہے۔ ریو' ص ۷۲۵' ایسی منظومات کا حوالہ: ایوانوف' بہ ذیل شمار ۸۴۹' ۸۵۰ میں بھی ہے۔

۱۱۴۔ مشمولہ: "مجموعۂ رنگین" بحوالہ: بلوم ہارٹ' ص ۱۸۴' و نیز صابر علی خاں' ص ۳۵۱' خاص طور پر یہ شعر رنگین کے تاثرات کی نمائندگی کے لیے کافی ہیں:

کیوں نہ شاہانِ جہاں سے ہوئے تجھ کو برتری
ہے جبیں سے آشکارا تیرے شانِ حیدری
صفحۂ ہستی پہ تجھ سا دوسرا بستا نہیں
کلکِ نقاشِ ازل کرتی ہے گو صنعت گری
آج جو حشمت تجھے ہے وہ سکندر کو نہ تھی
ہے بجا فغفورِ چیں تیری کرے گر چاکری
ہو کے حاضر شاہِ ٹیپو سے کروں جا کر یہ عرض
وصف تیرا کیا لکھے رنگیں بہ قولِ انوری
ختم شد بر تو سخاوت بر منِ مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علی بر مصطفیٰ پیغمبری

۱۱۵۔ جن کی شاہکار تخلیق "جاوید نامہ" میں "زندہ رود و سلطان شہید کا مکالمہ" اور "سلطان شہید کا پیغام بہ رود کاویری" خود "جاوید نامہ" کے اہم مقامات ہیں۔ و نیز"

بانگ درا" میں شامل نظم "سلطان ٹیپو کی وصیت"۔

۱۱۶۔ اس تصنیف کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ مثلاً برٹش لائبریری، لندن میں، بہ ذیل شمار ۲۰۲۴ تا ۲۰۳۲، بحوالہ: ایتھے، ونیز بلوم ہارٹ، بہ ذیل شمار، ۲۳۳۔۲۴۱، اس کے حالات اور آثار کے لیے: کریم الدین: ہاشمی، سید نصیر الدین، ۱۹۳۲ء، ص ۴۰۸۔ ۴۱۳، ۱۹۵۷ء، ص ۸۰۳۔۸۰۴، ۱۹۶۶ء ص ۵۵، صبغتہ اللہ، محمود حسین، میر، ص ۱۵۔۱۸، آمنہ خاتون، ص ۱۵۰۔۱۷۳، حبیب انساء بیگم ولی اللہ، ص ۱۱۔ ۱۱۲، محمود خاں منگلوری، ۱۹۴۷ء، ص ۱۷۔ ۱۸، بلوم ہارٹ، ص ۷۵۔۷۶، نویدی، ۲۲ نومبر ۱۹۹۳ء،

۱۱۷۔ چناں چہ جب یہ مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے فوجی پڑاؤ "ہیم ساگر" سے ۶ ہاشمی، یا ۷ راگست ۱۷۸۶ء کو سرنگاپٹم کے داروغۂ اجناس کو خط لکھا کہ اس کتاب کی دس نقلیں اسے بھیجی جائیں، جن میں پانچ نقلیں مفصل ہوں..... بحوالہ محمود خاں منگلوری، ۱۹۴۷ء، حصہ دوم، ص ۱۷

۱۱۸۔ اس کتاب کا تفصیلی مطالعہ: محمود حسین، میر، ص ۹ ۔ ۳۴، بالخصوص ص ۱۸ ۔۲۷ میں ہے۔ ونیز آمنہ خاتون، ص ۱۵۰۔ ۱۷۳، یہاں اس کتاب میں موجود اردو کلام پیش کیا گیا ہے۔

۱۱۹۔ مثلاً ٹیپو کے ایک فرزند شکر اللہ کے بیٹے بشیر الدین شاعر تھے اور تخلص توفیق اختیار کیا۔ انھیں غالب سے تلمذ حاصل ہوا۔ ان کے بھائی اعظم الدین بھی شاعر تھے۔ اور ان کا تخلص سلطان تھا۔ تفصیلات کے لیے: مالک رام، ص ۱۲۶۔ ۱۲۸، نور الحسن، ص ۱۸۔ ۱۹، سری رام، ص ۱۵۲۔ ۱۵۳، ونیز خانم ام سلمیٰ، ص ۱۱۹۔ ۱۲۶

۱۲۰۔ مطبوعہ: کلکتہ، ۱۸۵۴ء

۱۲۱۔ اس کی کچھ اور متفرق منظومات کا علم بھی ہوتا ہے، جو ایک مجموعے میں شامل ہیں۔ بحوالہ: ایوانوف، ۸۵۰

۱۲۲۔ ہاشمی، نصیر الدین، ۱۹۵۷، ص ۸۰۳

۱۲۳۔ بحوالہ: برجس، ص ۳۵۷

۱۲۴۔ عزیز احمد مرحوم کے مطابق اردو میں اولین فاتحانہ رزمیہ ایک گمنام شاعر کی مثنوی تھی، جو اس نے دکنی زبان میں ٹیپو سلطان کی معرکہ آرائی پر لکھی تھی۔" قاموس اسلام" جلد ۲، ۱۹۷۱ء، ص ۱۱۹، لیکن فاضل محقق نے نہ مثنوی کا عنوان درج کیا، نہ اس ذخیرے کا حوالہ دیا، جہاں یہ مثنوی موجود ہے۔ گمان غالب ہے کہ فاضل محقق کا اشارہ زیر نظر مثنوی ہی کی طرف ہے ورنہ کسی اور ایسی مثنوی کا علم کسی ماخذ سے نہیں ہوتا۔

۱۲۵۔ ہاشمی، نصیر الدین، ۱۹۶۶ء، ص ۵۵، نظام علی خاں کو اس کے درباریوں نے یہ احساس دلا دیا تھا کہ ٹیپو ایک نائک ہے اور اس کے مقابلے میں ایک کم تر درجے کا انسان ہے وہ اس سے قرابت کا رشتہ نہیں رکھ سکتا۔ محمود خاں منگلوری، ۱۹۳۶ء، ص ۲۲۱

۱۲۶۔ محب الحسن، ۱۹۵۱ء، ص ۹۳

۱۲۷۔ مجمدار، ص ۶۷۴۔ ۶۷۵

۱۲۸۔ طالب، جلد ۲، ص ۱۵۳

۱۲۹۔ میر محمد حسین (اخبار نویس) بنام لارڈ کارنوالس، مورخہ ۲۰ فروری ۱۷۸۶ء مشمولہ سرن، ص ۵۳، برجس، ص ۲۵۶، اس وقت مرہٹوں کا سردار ہری پنت پھڑکیہ تھا۔ مجمدار، ص ۶۷۵

۱۳۰۔ اس لشکر کشی میں، حیدر آبادی مؤرخوں نے نظام کی افواج کی تعداد تیس ہزار بتائی ہے۔ تجلی علی شاہ، ص ۳۵۲، طالب، ص ۱۴۷، جب کہ کرمانی یہ تعداد، چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے بتاتا ہے اور اس کے مطابق مرہٹوں کی فوج اسی ہزار سواروں، چالیس ہزار پیادوں اور پچاس توپوں پر مشتمل تھی۔ ص ۳۴۱، مولوی عبد الرحیم کے مطابق نظام کی افواج میں چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے شامل تھے اور مرہٹوں کی فوج اسی ہزار سواروں، چالیس ہزار پیادوں اور

پچاس توپوں پر مشتمل تھی۔ ص ۵۳۹ ' جب کہ ٹیپو نے تیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل فوج تیار کی تھی اور ان میں سے صرف پانچ ہزار سواروں کو ادھونی روانہ کیا تھا۔ میر محمد حسین (اخبار نویس) بنام لارڈ کارنوالس ' مورخہ ۱۹ر فروری ۱۷۸۵ء ' مشمولہ : سرن ' ص ۵۲

۱۳۱۔ نوماہ کے محاصرے کے بعد قلعہ دار کی غداری کے سبب یہ افواج قلعہ میں داخل ہو سکیں۔ طالب ' ص ۱۵۸

۱۳۲۔ یوسف حسین خاں ' ص ۱۴۳

۱۳۳۔ اور کہا میں تمہارا دشمن نہیں ' خود نظام علی خاں نے پہل کی ہے اور دشمن اسلام سے سمجھوتا کر کے سلطنت خداداد کے خاتمے کا فیصلہ کیا ہے۔ نظام کو اسلام کا لحاظ نہیں ' اس نے ہمیشہ دشمنانِ اسلام کا ساتھ دیا ہے۔ اگر اب بھی نظام ہم سے اتفاق کر لے تو ہم دونوں مل کر خدا کی رضامندی اور خلق خدا کے فائدے کے لیے جہاد کر سکتے ہیں۔ کرمانی ' ص ۳۰۱ وبعدہ ' طالب ' ص ۱۴۴۔ ۱۴۵

۱۳۴۔ کرمانی ص ۳۴۷۔ ۳۴۸

۱۳۵۔ یہ واقعہ اگست ۱۷۸۶ء کا ہے۔ برجس ' ص ۲۵۷

۱۳۶۔ تجلی علی شاہ ' ص ۳۶۲

۱۳۷۔ ان مشکلات کی طرف کچھ اشارہ "کیمبرج" جلد ۵ ' ص ۳۶۵ میں کیا گیا ہے۔

۱۳۸۔ تجلی علی شاہ ' ص ۳۶۲ ' طالب ' جلد ۲ ' ص ۱۵۱ ' کرمانی (ص ۳۴۱ ۔ ۳۶۳) اور مولوی عبدالرحیم (ص ۵۳۹۔ ۵۵۹) نے ان حالات کو قریب قریب یکساں بیان کیا ہے اور دونوں ہی اس جنگ کے چشم دید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ و نیز سرن ' ص ۴۹۔ ۶۵

۱۳۹۔ میر محمد حسین (اخبار نویس) بنام لارڈ کارنوالس ' مورخہ جنوری ۱۷۸۷ء ' مشمولہ : سرن ' ص ۵۵

۱۴۰۔ برجس ' ص ۲۵۸

۱۴۱۔ مولوی عبدالرحیم، ص ۵۴۳

۱۴۲۔ بلوم ہارٹ، ص ۷۵۔ ۷۶

۱۴۳۔ ہاشمی، نصیر الدین، ۱۹۵۷ء ص ۸۰۳۔ ۸۰۴

۱۴۴۔ حسن، ص ۲۰

۱۴۵۔ ہاشمی، نصیر الدین، ۱۹۳۲ء، ص ۴۰۸۔ ۴۱۳، و نیز ص ۴۰

۱۴۶۔ اسے محمد صبغتہ اللہ نے اپنے تفصیلی مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے (بنگلور، ۱۹۹۰ء) لیکن دیگر نسخوں سے اس کا مقابلہ کر کے صحت متن کا اہتمام نہیں۔ لندن کے دونوں نسخے (نسخہ "ب" اور نسخہ "ل") سید نصیر الدین ہاشمی ("یورپ میں دکھنی مخطوطات") کے حوالے سے ان کے علم میں تھے، جب کہ نسخہ "ک" سے وہ بے خبر رہے! حالاں کہ زیر نظر مثنوی کا ذکر اس کتب خانے کے مخطوطات کے جائزوں میں شائع ہوتا رہا ہے اور ایس۔ ایم۔ حسن کی مذکورہ فہرست بھی ۱۹۶۸ء میں شائع ہو چکی تھی۔

۱۴۷۔ سید نصیر الدین ہاشمی کے بیان کے مطابق نسخہ "ب" اور نسخہ "ل" میں کوئی اختلاف نہیں، (۱۹۳۲ء، ص ۴۱۳) جب کہ یہ بات درست نہیں۔ لفظی اختلاف سے قطع نظر، اشعار کی تعداد کے لحاظ سے واضح فرق موجود ہے۔

فہرستِ متن

نوشتہ شد۔

۱۱۔ داستان مقابل شدن سلطان برائے جنگ با فوج اہل ضلال و گریختن ایشاں از اضراب گولہا و شہاب آتش فشاں بر سبیل اجمال نوشتہ شد۔

۱۲۔ داستان افتادن لشکر اہل ضلال کہ بر کنار رود کشنا فرود آمدہ بودن و مردن یک لک و پنجاہ ہزار کس از امراض گوناگوں. عذاب تمام بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۱۳۔ داستان افتادنِ شہاب ثاقب از آسماں بر آن مشرکان و فراری شدن آن ہا و غنیمت کردن چپو و بید و گفتگوے اہل اضلال با مردم طلایہ وغیرہا بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۱۴۔ داستان جواب دادن سرداران طلایہ بہ طیش کمال و مقرر شدن اہل ضلال بر قصور طالع و خشم ایزد متعال بر سبیل اجمال نوشتہ شد۔

۱۵۔ داستان خبر کردن چپو و بیدان از احوال کثیر الاختلال اہل ضلال و فرستادن حضرت سلطان کنجڑیاں وغیرہا برائے جنگ بر فوج ایشان بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۱۶۔ داستان تجسس کردن اہل ضلال در اکناف صحرا و نیافتن نشان شب خون در ہیچ جا و گرفتن کنجڑنی و ہجڑا دو در شب راہ گم کردہ و آن جا ماندہ بودن بہ طبق اجمال نوشتہ شد۔

۱۷۔ داستان غنیمت گرفتن چپو و .بعد ہر شب و روز از لشکر مقہور و گم کردن ہوش و حواس مشرکان وغیرہا از دست کاکڑ و پنڈاری و افتادن قحط در لشکر ایشان۔

۱۸۔ داستان مشورت کردن اہل ضلال برائے صلح و عرضداشت کردن بصد عجز و انکسار بخدمت سلطان و فرستادن وکیلان وغیرہا بہ طبق اجمال نوشتہ شد۔

۱۹۔ داستان آگاہ شدن سلطان از ارادہ مشرکان و ارشاد فرمودن درباب صلح وغیرہا و آمدن وکیلان اہل ضلال بدرگاہ فلک اشتباہ۔

۲۰۔ داستان سوال و جواب وکیلان اہل ضلال از حضرت سلطان از راہ عجز و انکسار بہ طبق امال نوشتہ شد۔

۲۱۔ داستان فرستادن سلطان برائے وکالت بدر الزماں خاں بہادر معہ محمد رضا خطیب در لشکر اہل ضلال و جواب سوال بدر الزماں خاں بہ کمال طیش و غضب۔

۲۲۔ داستان جواب و سوال وکیل دویم محمد رضا بصد رفق و مدارا والفت تمام و عجز و انکسار نمودن اشقیا بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۲۳۔ داستان داخل شدن اہل ضلال در شہر پونا و جواب و سوال کردن با سوا مادی و بالاجی پنڈت وغیرہا بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۲۴۔ داستان پرسش نمودن اہل ضلال بازنان اشقیا کہ در رزم شوہراں وغیرہا مردہ بودند و بچہا و بچہ نوزائدہ اند و جواب دادن ایشان۔

۲۵۔ داستان حجام نلی و بخشی بیگم وغیرہا و کیفیت ملاقات دبر جنگ و کھانسی میاں و جواب و سوال ایشاں وغیرہا بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۲۶۔ داستان مشورت کردن حجام نلی با بخشی بیگم و اجازت دادن اور را برائے جواب و سوال باخواص و عوام وغیرہا بہ طبق اجمال نوشتہ شد۔

۲۷۔ داستان رفتن حجام نلی برائے ملاقات مرشد خود و جواب و سوال ایشان و پرسیدن علت سوارٹی خراز روئے آں صاحب کمال بر سبیل اجمال نوشتہ شد۔

۲۸۔ داستان جواب دادن آں صاحب کمال بہ ہر چہار سخن و از کمال طیش و غضب و رفتن ایشاں بہ سمت صحرا بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۲۹۔ داستان نقل کردن نقلیہ خود را مثل حجام نلی نمودہ ہا و دیگراں را بہ شکل اہل کاران او کردہ ہا دست و پائے حجام نلی بہ طوق و زنجیر بستند

۳۰۔ داستان خبر یافتن نصاریٰ از فتح سلطان و ہزیمت مشرکان و ہوا خوردن ایشاں و جواب و سوال کردن ناظم ارکاٹ بانصاریٰ بر طبق اجمال نوشتہ شد۔

۳۱۔ داستان داخل شدن بدار السلطنت پٹن بہ فتح و ظفر بعد مسلمان کردن مشرکان کچن گڈ در خوں بہائے عبدالکریم عمل دار آں جا۔ طبق اجمال نوشتہ شد۔

"کتاب

اضراب سلطانی

در ذکر جنگ مراہٹہ و نظام علی

بطریق اجمال حسب الارشاد

حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ"۱

(۱)

داستان آمدن مراہٹہ و مغل بہ عزم جنگ برادھونی (۱)

بطبق اجمال نوشتہ شد ۲ے

عجائب سنو دوستاں داستاں
کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر زباں
مراہٹہ مغل فوج سب جمع کر
خوشی سات سلطان کی سن یہ خبر
کیے سب نے یوں شرط سوگند سات
لیویں ملک جلدی سوں اب ہاتے ہات
سبھی ملک و مال و دیار و حصار
دونوں مل لیویں بانٹ ہے یہ قرار
نجام نلی(۲) نلی راستیہ ہولکر(۳)
بھی بالاجی پنڈت(۴) سگ بدسیر
ہری پنڈت(۵) کے لڑکے فاجرہ
لے سنگات افواج سب باکرہ
منازل کو طے کرکے جلد و شتاب
چلے آئے لے چنگ و بین و رباب
پٹن(۶) بیچ پہنچی ہے جب یہ خبر
کہ لڑنے کوں باندے ہیں رانڈاں کمر
خوشی سات سلطان سب فوج لے
ملاقات خاطر انو کے چلے

کیے کوچ پر کوچ شاہ جہاں
ادھونی سوں آگے نہ ٹھر یک زماں
لیے چو طرف گھیر سب کوہسار
سٹے توڑ سب قلعہ توپوں سوں مار
کہ تا یہ خبر سن حمیت ہیں آ
حجام نلی فاجر بے حیا
یہاں تونے آوے گا غیرت پکڑ
ہے ناموس اس کی یہاں سر بسر
اگرچہ زنانے ہیں سب مشرکیں
ولے اس قدر تاب لانے کے نئیں
اسی واسطے مورچہ وہاں کیے
قلعہ پیٹ یورش کوں کر کر لیے
مگر قلعہ کوہ باقی رہا
مخنث وہاں آسرا جا لیا
خبر سن یہ حجام نلی نے رو
اپس ہات سوں آبرو اپنی کھو
کیا مشورت بخشی بیگم(۷) کے سات
میں سمجھا تھا کچھ یہ ہوئی اور بات
اتا کیا کروں فکر کاں بھاگ جاؤں
نہیں ہے مجھے سر چھپانے کوں ٹھاؤں
اگر ہو کے چوہا چھپوں بل منے
تبھی نا پڑے کل مجھے دل منے

اونے بات یہ سن کے حیرت میں آ
کہی کے موئیے چپ دیوانا ہوا
بلا کے اگن بیچ بھاتے ہیں یہ
تیرا سر کٹانے کوں چھتے ہیں یہ
اگر کچھ بھی ہے تج میں دانش کی بو
توں جلدی سو چل حیدر آباد(۸) کوں
زنانے نے سن بات زن کی تمام
کہا سچ ہے توں جو کہی سو کلام
مجھے رہنا اب یہاں مناسب نہیں
کہ صیاد شیراں ہے روبہ کہیں
یہ کہہ کر ادہک جلد اسباب کر
ہوا خر پو اسوار او مادہ خر
گیا بھاگ کر حیدرآباد تب
دیا ننگ و ناموس برباد سب
بھی بالا جی کر اپنی دھوتی خراب
چھپا جا کے پونے(۹) میں جلد و شتاب
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
بھی دوسرے خراں سب یہ سن کر خبر
کہے یک دیگر اب کریں کیا علاج
پڑیا کیا یہ شادی میں ماتم کا کاج
اگر بھاگ جاتے ہیں ہم بھی اتال
زن و بچہ و ملک مال و منال

سبھی چھین لیتے ہیں ہیہات کیا
یہ کیسی ہمارے پو آئی بلا
اگر ٹہرتے ہیں لڑائی بدل
نپٹ خوف سوں سب کے دل میں خلل
پڑیا ہے نہیں کس منے تاب جنگ
بکٹ ہے لڑیں گر نہ توپ و تفنگ
لگے رونے سب مل کے کہہ ہائے ہائے
ہمیں باپ کے موں سوں کیا کہہ کوں کھائے
بھی حجام تلی نے سردار سب
بلا کر کہا کیا کروں فکر اب
ادہونی کوں سلطان لیویں اگر
ہماری ہے ناموس وہاں سربسر
یک یک نے کرے گا انو کوں خراب
مراہٹہ تمیں مل کر جلد و شتاب
اتم جاؤ سب عیش و آرام چھوڑ
تہ دل سوں سب جان کی باند ہوڑ
یہ سن بات مغل تلی دیگ جنگ
بھی سوراخ جنگ نے اٹھیا بے درنگ
لے سنگات سب فوج جلد و شتاب
ادہونی پو جب آئے کر اضطراب
خبر پہنچی سلطان کوں راناڈاں سکل
ادہونی کوں آتے ہیں لڑنے بدل

خوشی سات سلطان جیوں شیرنر
کھڑے جا کے میدان میں رستے اوپر
وہ رانڈاں نے لے دامن کوہ سار
شباں شب چھپے آمیان حصار
لے لوگاں کے تیئں اپنے سارے سنگات
رہے دوسرے کوں شتابی کے سات
گئے بھاگ سٹ دامنی و ازار
بھی پشواز اموال سب ٹھار ٹھار
تعاقب کوں کر ان کے سلطاں چلے
شتابی شباں شب نہ سپڑے ولے
گئے بھاگ تا حیدرآباد کے تیئں
ٹھرے نئیں کروں کیا بیاں تجھ سے میں
پچھے واں سے سلطان ادھونی کوں آ
قلعہ سب سٹے توڑ کر جا بجا
لیے مال و اجناس سب جمع کر
چلے وہاں سے بھی جلد جوں شیر نر
کیے کوچ پر کوچ ندی اوپر
نپٹ جلد جیسا کہ چلتا قمر
ادتر تنگ بھدرا(۱۰) کوں لے سات فوج
چلے جیوں کہ دریا پو چلتی ہے موج
خبر سن مراہٹہ مغل تلملے
لگے رونے یک یک کے لگ لگ گلے

کہے کیا کریں فکر و تدبیر ہم
اتا ہم کوں آرام نئیں ایک دم
اگر ہوویں عاقل ہمیں یک ذرا
تو کرتے ہمیں سلطان چھاپے کوں را
ہمیں کوں وسکہ کوں ان کے قبول
اگر کرتے ہوتے نہ ہوتے ملول
کہ حجام نلی یہ سارا فساد
کیا اور بالا جی بدنہاد
وگر نہ ہمیں کام کیا ان سوں تھا
چلاتے وسکہ و گز جا بجا
خدا نے کیا ان کوں سلطان جب
ہمن کوں وہ خاطر میں لاویں گے کب
بھلا تھا وگز سکہ لاکن اتا
پڑیا کام چھاپے سوں وا حسرتا

(۲)

داستان آمدن فوج کفار برائے دیدن لشکر سلطان و ذکر شب خون وغیرہ و ہزیمت خوردن اہل ضلال از فوج اسلام بطبق اجمال نوشتہ شد

یہہ کر بات لشکر کون تیار کر
چلے آئے ندی پر سد کوں بسر
پہاڑاں پوچڑ کرسکل خاص و عام
دکھے آکے سلطاں کا لشکر تمام
کہے سب نے یہ آگ کی موٹ ہے
یہ بندوق اور توپ کا کوٹ ہے
اگر رام(۱۱) و لچھمن(۱۲) ہی ہوتے یہاں
نپٹ خوف سے جیوں کے منگتے ' اماں
ببے ارجن(۱۳) و روان(۱۴) و بھیم(۱۵) و گنیش(۱۶)
کشن(۱۷) اور ہمست(۱۸) یہ صف ہائے جیش
اگر دیکھتے اپنے دھوتیاں خراب
کیے ہوتے نہ لا لڑائی کا تاب
اگر رستم وزاں و سام و سوار
و یا کیو و سہراب و اسفند یار
یہ لشکر کیتیں دیکھتے عقل کھو
اپس زندگانی سوں ہاتاں کو دھو

حصار عدم بیچ لیتے پناہ
کہاں تاب آتش کا لاویں گا کاہ
بھلا ہے کہ اب ہم کو زاغاں مثال
پراگندہ جنگل میں ہوویں اتال
چکا مار کوں توپ کے دور سوں
کہ شپرک نے جوں بھاگتے نور سوں
اسی وضع سوں ہم کھڑے جا رہیں
سگ و خوک و کولیاں سا غوغا کریں
اگر وہ چلے آئیں لے توپ و جیش
ہمارے پیچھے مارنے کر کو طیش
ہمیں پیش پیش آنگے بھاگیا کریں
نہ یک لحظ یکجا منے کیں ٹھہریں
سب اسباب کوں چار پایاں اوپر
رکھیں لاد کر ہم یہ شام و سحر
کہ تا پاویں چھاپے سوں ہمنے اماں
ہرن سا رہیں چوکڑی باند یہاں
یہ تدبیر کوں کرکے باہم تمام
پھرے وہاں سوں دو کو پوجا کر مقام
کیے لیک تھے سب کے دل ہولناک
ہمیشہ ہے بکریاں کیتیں خوف باگ
زن و مرد و پیر و جواں سربسر
اتھا سب کوں چھاپے کا دل میں خطر

بھی سلطان کیے ان پوشب خون چار
دلے ہوکے ہشیار وہ بدشعار
یہ آئے تلک تھال کیتیں چھوڑ کر
گئے بھاگ جنگل کی رہ کوں پکڑ
ادھیک طیش سوں جو ملیانیں شکار
وہاں سوں چلے آئے پھر اپنے ٹھار
بہوت فکر لڑنے کی سلطان دیں
کیے ان سوں لیکن نہ آئے لعین
ہو لاچار ایک رات شب خون کر
کیے ان کے لشکر کوں زیر و زبر
شہاباں و گولوں کا ہو کر ہجوم
پڑیا چو طرف ان کے لشکر میں دھوم
کھڑیا وقت ایسا قیامت مگر
ہوئے گویا قائم زمانے اوپر
انکھیاں مل اٹھے نیند کے تئیں تمام
لگے ڈر کو کہنے ارے رام رام
بلا کاں سوں آئی ہے یہ ناگہاں
کہ گویا پڑیا ٹوٹ کر آسمان
یہ گولے شہاباں و گولیاں کا مار
ہے بارش غضب کا مگر ٹھار ٹھار
یہ کہہ کر لگے کانپنے گمرہاں
زن و مرد و اطفال و پیر و جواں

کیتوں نے کیے اپنے دھوتیاں خراب
کیتوں نے گئے بھاگ جلد و شاب
ازاں راں و پگڑیاں کوں سٹ یک طرف
برہنہ لگے بھاگنے صف بہ صف
کیتوں نے کیے سدکوں اپنے بسر
نہ رکھ پاؤں اور ہاتھ و سر کی خبر
کیتوں نے لگے بومڑیاں مارنے
کتے ہاتھ پاواں لگے جھاڑنے
کتے ہوکے لبسمل تڑپتے پڑے
غلاظت میں پڑ کر کتو نے لڑے
کتے سر جدا ہاتھ پاواں جدا
دیے خاک پر لڑک جی تلملا
کتے اپنے ہاتاں سوں جامیاں کو پھاڑ
لیے چین کفنے بنا آہ مار
کیتوں نے لگے دوڑنے جا بجا
زن و بچہ و مال اپنا گنوا
نہ زن کو رہی اپنے شو کی خبر
نہ بچوں کوں یاد آئے مادر پدر
نہ بھایاں و خویشاں میں تھی کچھ تمیز
ہریک کس کوں تھا جانا اپنا عزیز
غرض نفسی نفسی کا تھا وہ مقام
قیامت کی تھی رات گویا تمام

ہوئی صبح جب شاہ خاور زمین
نکل شب کے پردے سوں سب روم و چین
منور کیا بحر و دشت و جبال
تب اس وقت سلطان بطیش و کمال
کھڑے رہ سکل جیش کے باند صف
لگی ہونے سر توپ چاروں طرف
شہاباں و بندوق چھٹنے لگے
غضب کے پٹاخوں نے پھٹنے لگے
ہوویں جب شہابان جل کر تمام
نکل اس سے گولے کرے اپنا کام
نگہ میں ہریک کے گھس گھس شہاب
ادھیک زور سیتی گذر کر شتاب
کبھی باپ کے سات سو پشت تک
سیٹا پھاڑ باطن میں ان کے ہلک
کبھی ماں کے ان کے رحم بیچ جا
سڑی در سڑی پانچ سو لک گھسیا
فوارہ فوارہ جو تھے فرجھا
شراروں سے اپنے رفو کر دیا
غرض چو طرف سوں اخذ بے شمار
سماوی و ارضی ہوا مار مار
شتر فیل و خچر و گاواں و خر
بھی گھوڑے و کے قسم کے جانور

شہاباں و گولوں سے ہو کر کباب
پڑے تھے نہ تھا آدمیاں کا حساب
یہ احوال کوں مشرکاں دیکھ سب
دیئے چھوڑ اموال و ناموس تب
گئے پانچ کو بھاگ نہ ٹھہر کہیں
پھرا منہ کوں اس رخ پہ دیکھے نہیں
جمع ان کا اموال کر سر بسر
چلے لے کے سلطان بہ فتح و ظفر
پیچھے پیچھے ان کے لڑائی بدل
ولے رو بروسوں او جاتے تھے ٹل

(۳)

داستان فراری شدن حکیم خاں (۱۹) ناظم شاہ نور (۲۰) از استماع خبر شکست خوردن فوج مقہور تاسف خوردن و اضطرار نمودن او بطق اجمال نوشتہ شد

خر شاہ نوری نے سن یہ خبر
لگیا رونے سر پیٹ فریاد کر
عبث ایسے دن میں بلا میں پڑیا
اپے ہوکے اپنے خرابی کیا
مجھے یاد آتی ہے وہ نقل خر
کٹی تھی سودم اس کوں ڈھونڈنے مگر
گیا کھیت میں پھر کو مخزون زار
لگیا دم کے تیئں ڈھونڈنے ٹھار ٹھار
قضا را دیکھیا دور سوں باغباں
کہ آیا ہے خر پھر کو چرنے یہاں
غصے سات اس کوں پکڑ جلد تر
دو کاناں بھی اس کے سٹیا کاٹ کر
ہوس دم کی کر دونوں کاناں گنوا
لگیا بھاگنے کوں خر بے حیا
سراسر حکایت ہے بے قیل و قال
میرے سب یہ احوال اپرال ڈال

میں چہتا تھا مال ان سے لیناں مگر
یہ جھگڑے کی گئی سونئیں تھی خبر
نہ کرتا اگر میں تمنائے جاہ
پڑے رہتا سلطان کی لے کر پناہ
جو کچھ وہ دیے سونچ کر گر قبول
رہا میں تو نا ہوتا اتنا ملول
زیادہ طلب کر کو انجام کار
گنوایا میں ناموس و مال و دیار
زنانوں کے باتوں پہ پایا دغا
ہے سچ ' نئیں ہے رانڈوں میں بوئے وفا
ہوا سو ہوا لے کے عورات آج
بہ جز بھاگنے کے نہیں کچھ علاج
یہ کہہ کر چلیا لے کے عورات سب
وہ لشکر میں رانڈاں کے پہنچا ہے جب
خبر سن زنانوں نے ڈورے شتاب
اسے لوٹ لے کر ہوئے کامیاب ۳
سب عورات کوں اس کے چھین کر لیے
بھی اس سات غلام یک یک کیے
غرض اس مصیبت سوں پا کر نجات
بیجا پور (۲۱) لگ چور لیتا وہ ہات
گیا زار و گریاں وہ سر پیٹتا
ہر یک دم میں کہتا ہوئی کیا خطا

تبھی آگے سلطان کو پہنچی خبر
حرامی نسل نے گیا بھاگ کر
یہ سن کر تعجب کیے بہوت سا
سبب کیا جو ان نے فراری ہوا
ہمیں اس کی چاہیے نہیں کچھ بدی
اے اس وضع کیوں کیا بے خودی
مگر اس کی پاداش اعمال سب
خرابی کا اس کے ہوئے ہیں سبب ۴۰
یہ کہہ کر چلے لے کے لشکر تمام
کیے جا کے شاہ نور اوپر مقام
سب اسباب و اموال وہاں کا منگا
روانہ کیے ملک پر جا بجا
ہو فارغ وہاں کے سکل کام سوں
چلے پھر بہت دھوم اور دھام سوں
لڑائی کی خاطر شتابی کے سات
سگاں کوں پلانے کوں آب ممات
ولے وہ زنانوں نے لڑنے کیتیں
نہ آئے ہوئے نئیں مقابلہ کیئیں
بہت فکر سلطان نے لڑنے بدل
کیے لیک جاتے تھے وہ جلد ٹل
ہرن دیکھ چیتے کوں جیوں بھاگتا
اسی وضع سوں مشرکاں سدھ گنوا

لگے پھرتے جنگلے جنگل دور دور
دیوانیوں کیتوں کھو کے عقل و شعور
کہ جیوں شیر کوں دیکھے گاؤ و خر
نپٹ خوف سوں سدھ کوں جاتے بسر
دویں فوج کفار نہ لا کے تاب
اگرچہ اتھے بے حد و بے حساب
کسی میں بھی اتنا نہ یارا رہا
کہ لشکر طرف دیکھے منہ کوں پھرا
نہ آواز توپوں کے سننے کا تاب
نہ ہمت جو پھر دیکھیں برق شہاب
شب و روز یک لحظہ غافل نہ ہو
خور و خواب و آرام سوں ہاتھ دھو
سب اسباب کوں لاد اور لود کر
بندے رکھ کے سب چار پایاں اوپر سے ۵
اندیشے سوں چھاپے کے پھرتے اتھے
نہ یکدم کسی جا میں ٹھرتے اتھے
قضا را پہاڑاں کا تھا اک حصار
بھی نالے د غاراں اتھے ٹھار ٹھار
پناہ لینے چھاپے سوں سب مشرکاں
وہاں جا کے اترے تھے از خوف و جاں

(۴)

داستاں شب خوں دیگر بر لشکر اہل ضلال و فراری شدن گمرہاں از خوف و جان و بدست آمدن غنیمت بے شمار از فضل یزدان پاک بر طبق اجمال نوشتہ شد

خبر سن کے سلطان نے بند کر کمر
سر شام سب فوج تیار کر
چلے ان کے لشکر پو جلد و شتاب
جو نزدیک پہنچے یکایک شہاب
چھوٹیاں منقلے سوں بھی توپ و تفننگ
لگے ہونے سر چو طرف بے درنگ
سمایا یہ دیکھیا سو لشکر تمام
لگیا چلچلانے ہرے رام رام
ہمارے پو کیسے تباہی ہے آج
ہوئے سب طرح سوں ہمیں لا علاج
سنپٹر کے اتاہم نے سلطاں کے ہات
نہیں دن جو بھاگیں اندھاری ہے رات
پہاڑاں ہیں چاروں طرف سب کبل
نہیں راہ دستی جو جاویں نکل
تردد کریں کیا کہاں بھاگ جائیں
اتا کاں تبھی جا کو سر کو چھپائیں

زمین سخت اور دور ہے آسماں
کہاں ہم نے جا کر بچاویں گے جاں
مگر آج کی رات دیجور ہے
جہاں سب اندھارے سوں معمور ہے
ہر اک نے آپس دل میں کر یہ بچار
لگیا دوڑنے چو طرف آہ مار
لگیا ایک نے دشنام دینے کو جل
وہ حجام تلی حرامی نسل
گیا حیدرآباد کوں آپ نھاٹ
نپٹ بد دلی ساتھ ہر باٹ باٹ
جلا بان سوں کر ازاراں خراب
وہاں پہنچے تک بے حد و بے حساب
چووے سا ادہک جلد جا اپنے گھر
گھسا بخشی بیگم کے بل کے بھتر
کہا یک نے بالا جی کر کر دغا
چوئے سا ہو پونے میں جا چھپ رہا
کیا ہم کو ناحق یہاں لا خراب
ہے چاروں طرف مار توپ و شہاب
کہا یک نے رو رو کے مل اپنے ہاتھ
یہ کیسے کیا ہولکر ہم پو گھات
بلایا وہ چھاپے کوں ان سات مل
خدا کے غضب سے پڑے اس پو سل

کہا یک نے ارار کے ہاتاں کوں مل
کیا راستیہ نے یہ سارا خلل
اندھاری رین بیچ چھاپا بلا
قیامت ہماری پو برپا کیا
یہ کہہ ماں و اونٹاں و گھوڑے تمام
دیے چھوڑ اک دھوتی سب خاص و عام
بھی دستار و دھوتیاں کوں سب ٹھار ٹھار
لگے دوڑنے چو طرف زار زار
شہاباں نے ان کی تہکہ میں جا
گذرنے لگے زور کر جا بجا
لگے پھاڑنے سات سو پشت تک
بدنہائے اسفل میں ان کی ہلک
غرض گرتے پڑتے پہاڑاں پوچڑ
گئے بھاگ دوسری طرف سوں اتر
ہری نپت اکے نے پھر کس کوں کہو
بچائے کر سب مال سوں ہاتھ دھو
گئے بھاگ جلدی سوں سب سے شتاب
مبادا بکر کوں نہ چھوڑے شتاب
قضارا مغل کی جو تھی فوج وہاں
دبر جنگ(۲۲) گانڈو گھانسی میاں
درانتی میاں کی سنیا جب خبر
کہ آیا ہے ملنے پسر سوں پدر

نہ مل باپ سوں اپنے وہ ناخلف
لگیا بھاگنے ڈر کو چاروں طرف
گئے راہ کندی سو کنڈی نکال
سبھی چھوڑا اسباب جنگلے جنگال
تبھی منقلے کے وہاں سوکھ جا
اجالا کیے ماہتاباں لگا
بہیر ان کے سارے لیے لوٹ کر
زن و مال و اونٹاں و گاواں و خر
سب اسباب گھوڑے و ہاتھی نشان
سپر اور شمشیر و ترکش کمان
بھی بندوق و نیزے وڈیرے و پال
رتھ و پالکی نقد و سب جنس و مال
لیے جمع کر سب بے حد و بے شمار
زنانوں کوں کیتے سٹے وانچ مار
کیتوں کے دونوں ہاتھ کوں باندھ کر
رکھ اسباب کوں ان کے سر کے اوپر
چلے آئے لشکر کوں خور سند و شاد
ہر یک کس کے دل کی بر آئی مراد
کیے معاف سلطان نے سب لوٹ کوں
مگر فیل و گھوڑے سبھی اونٹ کوں
دیے قیمت کوں ان سوں خریدی کیے
بھی انعام ہر ایک کو بے حد دیے

صبح جب ہوئی پر وہ تھل چھوڑ کر
کنارے پوتنگا کے جیوں شیر نر
اوتر کر منادی کیے جا بجا
کسی کا نہ کوئی مال لیوے چھنا
کسی سوں مزاحم نہیں کوئی ہوے
گدایاں کون قاروں پل میں کیے
دیکھے لوٹ کے اونٹ کا جب شمار
نہ کم نہ زیادہ اتھے دو ہزار
بھی ہاتھی اتھے دس او گھوڑے تمام
معہ زین و خوگیر و تنگ و لجام
اتھے دو ہزار اور خچر بقر
ہزاراں کی گنتی سوں تھے بیشتر
کنجرنیاں کوں تقسیم کر یہ سکل
وہاں سیتے سلطان جلدی نکل
بھی ان کوں دکھانے کوں راہ سقر
چلے لے کے سب فوج تیار کر

(۵)

داستان آہ وزاری کردن اہل ضلال از برہنگی و گرسنگی و مصلحت کردن بایک دیگر برائے رفتن بر رود کشنا(۲۴۳) بر طبق اجمال نوشتہ شد

مراٹھے مغل لوٹے جا کر تمام
کیے پانچ کو کے اوپر جا مقام
سر انجام و اسباب سارا گنوا
لگے کہنے رو رو کے و احسرتا
ہوئے اس قدر ہم ذلیل و فقیر
بچھانے کوں نیں بوریا و حصیر
نکل کر کیا راہ اسفل سوں لاف
زمیں ہوئی بچھونا فلک کا لحاف
ہے پتھر کا بالیں کریں کیا اتا
ہمارے نصیبوں کا یوں تھا لکھا
نہیں پال و ڈیری جو برپا کریں
رہے اب کے پھڑکے سو کیا کیا کریں
اگر اوڑتے ہیں بچھانے کو نیں
ہمیں یہ مصیبت نہ دیکھے تھے کیں

کتے باندھ پھر کیاں کیسئں جا بجا
کیے تاب خورشید کا آسرا
کتے آگے پیچھے لگا اپنے ہاتھ
درختاں کے سایہ میں افسوس ساتھ
بھوکے پیاسے بیٹھے لپٹ سد گنوا
کتو نے ہو لاچار بنے بے نوا
لگے بھیک منگنے کو پھر دربدر
بتنگ ہو کتو نے لیے راہ گھر
کتے قلتیبانے کوں کر اختیار
لے رانڈاں کوں پھرنے لگے ٹھار ٹھار
کتے اپنے رانڈاں کیسئں یاد کر
جو لشکر میں سلطان کے گئے تھے سپڑ
لگے رونے فریاد کر زار زار
کسی کے بھی دل میں نہ تھا کچھ قرار
کتوں کے جو بیٹے و بیٹیاں اسیر
ہوئے تھے سو کر یاد برنا و پیر
اتھے زار و گریان غمگین تمام
بجز آہ واقعاں نہ تھا کس کوں کام
ہری پنڈت وراسیہ ہولکر
دبر جنگ و گھانسی میاں سر بسر
ہو مفلس سبھی مال و اسباب سوں
لگے بیچ کھانے کوں سوتاب سوں
جمع ہو کے سردار لشکر کے سب
پوچھے کیا کریں ہم نے تدبیر اب

اگر چندے کرتے ہیں ہم یہاں مقام
تو بھوکوں سوں مرتا ہے لشکر تمام
نہیں کس کے تن پر ہے پورا لباس
ہے سب فوج چھاپے کے دکھ سوں اداس
رہنا اب ہمارا مناسب نہیں
نہ آرام یک ٹک ہے ہمنا کہیں
بھلا ہے کہ لے فوج ساری اتا
اترنا کنارے پو کشنا کے جا
کہ تا لشکر آرام لیوے وہاں
ٹک ایک خوف چھاپے سوں پاکراماں
کہے سب نے تدبیر یہ خوب ہے
یہی بات ہمنا کوں مطلوب ہے
وگر نہ ہمارے میں نئیں تاب آج
بجز بھاگ جانے کے دسرا علاج
نہیں ہم کو دستا چلو جلد اب
شہاباں سوں مرنا یہاں کیا سبب
یہ کہہ فوج لے کر چلے گمرہاں
خبر پہنچی سلطان کوں وہ مشرکاں
نہ لاتاب جنگ وجدل بھاگ کر
اوترنے کوں جاتے ہیں کشنا اوپر
خبر سن کو سلطان کہے مسکرا
ہمیں فکر ایک اور کرنا اتا
بے لشکر بہادر بنڈے (۲۴) کے اوپر
اترنا کہ تا یہ تبھی سن خبر

یہاں ان کا ٹھانا ہے نہ لاشکیب
وہ لڑنے کون آویں گے بے شک وریب
اگرچہ اوہونی و شاہ نور پر
کرے کیا جو یہاں آ کریں گے وہ خر
بھلا اب تبھی کچھ بھی غیرت میں آ
لڑائی کوں آویں گے دیکھیں اتا

(۶)

داستان گرفتن قلعہ بہادر بنڈہ و کشتہ شدن قلعہ دار آنجا و آمدن فوج اہل ضلال برائے کمک و فراری شدن ایشاں .بطبق اجمال نوشتہ شد

یہ کہہ کر چلے جلد سلطان تب
بہادر بنڈے کوں لیے گھیر سب
وہاں پینے لشکر کوں پانی نہ تھا
نہ یک بوند کس کا میسر اتھا
سبھوں کے ہوئے دل بھوت ہولناک
بجز آب ہوتا ہے لشکر ہلاک
جناور و انساں کوں پانی اگر
ملے نا تو کاں تیئں کریں گے صبر
سبھی فوج میں تھا یہی قیل قال
نہ تھی کس پو فرحت بغیر از ملال
تب احوال لشکر کا سلطان دیں
دیکھے اس وضع جب دو ہاتاں کے تیئں
اٹھائے تفرع سوں منگنے دعا
کہے اے خداوند ارض و سما
بجز پاس دین پرسول الٰی
نہیں ہے میرے دل میں حرص و ہوا

نہ نام و نہ شہرت نہ جاہ و جلال
نہ دولت نہ حشمت نہ ملک و نہ مال
نہ چنتا ہوں کچھ جز رواج شرع
یہی اصل ہے اور باقی فرع
نہ میں بغض و کینہ سوں جنگ وجدل
انوسات کرتا ہوں رد و بدل
تو دانا و بینا ہے مافی الضمیر
ہر یک جنگ میں تو ہے میرا نصیر
بحق محمد نبی الانام
بحق صحاباں و بارہ امام
اگر دیں پر آن کے میں نے کمر
بندیا ہوں تو اے داور دادگر
عطا غیب سوں کر تو پانی یہاں
کہ تا سن خبر یہ سبھی مشرکاں
حسد کے انگار یوں پوٹپر کر کباب
ہوئیں سر بسر بے حد و حساب
مناجات سلطاں نے منگتے تھے جب
فرشتوں نے آمین کہتے تھے سب
خدا کے فضل سوں زمین سو ابھل
شباں شب ہوئے نیز جنگلے جنگل
کرامات سلطاں کوں لشکر تمام
دیکھے سو کہ دمہ و ہر خاص و عام
لگے کہنے بے شک ہے یہ ظل حق
گزر جس کے تیر دعا نہ طبق

ہدف پر اجابت کے پہنچے شتاب
میسر ہوا سب کوں پینے کوں آب
اگر جان اور مال اپنا فدا
کریں ان کو جوتیاں پوہے گا روا

(۷)

داستاں توپ اندازی کردن سلطان بہ نفس نفیس و کشتہ شدن قلعدار و سراسیمہ کشتن سگہای آنجا واماں خواستن آنہا وغیرہ بر طبق اجمال نوشتہ شد

غرض بول لشکر سراسر یہ بات
کیے مورچہ وہاں شتابی کے سات
لیے چھین کر پیٹ توپاں سوں مار
بھی سب توڑ دیوار بالا حصار
رسیوں کے سیڑیاں باند بندھ اوپر
پیادے وہاں چڑھ کو ٹھرے بھیتر
ہر یک جا میں چن چن زحد بے حساب
لگے مارنے گولیاں و شہاب
وہاں کے سکل لوگ نہ تاب لا
قلعدار کے پاس یک یک نے جا
لگے کہنے پگڑیاں کوں اپنے پچھاڑ
خدا کی غضب کا یہ کیسا ہے مار
ہمارے میں اب نئیں رہا تاب کچھ
نہیں ہے خلاصی کا اسباب کچھ
اتاہم کوں یورش کوں کر بے سخن
ذبح کر کو سے ہیں بکریاں نمن

بھلا ہے کہ کر صلح دینا حصار
نہیں تو نہیں خیر انجام کار
ہماری کمک کون آتا یہاں
عبث کیوں دیویں جاں ہمیں رائیگاں
ہلاکی میں لشکر ہمارا ہے سب
پریشاں و حیران چھاپے سبب
کہاں ان کوں زہرا کہ آویں اتال
یہاں تک ہے یہ بات وہم خیال
یہ سن بات یک یک کے نزدیک جا
قلعدار سب کوں تسلی دیا
کہا تم نے ہمت سوں رہو آج کل
ہماری کمک کوں وہ شکر سکل
اتا جلد آتا ہے بے شک و ریب
تھیں یک دو دن چپ رہو کر شکیب
یہ کہہ کر لے لوگاں کو اپنے تمام
کھڑے ہو رہا چڑھ کے بالائے بام
قضا اس کی انکھیاں میں پھرنے لگی
قضا دل میں اس کے سٹیا دھگدگی
صبح ہوئے پو سطان بطیش کمال
کیے حکم یورش بر اہل ضلال
بستیریاں تیں تو پاں کنے آپ جا
نشانہ اوپر خوب اول نجھا
اپس ہات سوں داغ توپاں کیتیں
جہنم میں بھیجے بہت مشرکیں

قضارا نظر جا پڑی اوس اوپر
کھڑیا تھا جو مہاڑی پوسدھ کوں بسر
پچھانے اسے دیکھ سلطان دیں
قلعدار بے شک یہی ہے لعین
کہے حاضراں سات دیکھو اتا
میں دیتا ہوں سر اس کے دھڑسوں اڑا
یہ کہہ کر بھرا توپ جلدی کے سات
پلانے کوں اس سگ کوں آب ممات
نجھا خوب اس کوں کیے توپ سر
فلک اور ملک اور قضا اور قدر
کہا یک نے تحسین و یک مرحبا
کہا آفریں یک نے و یک حبذا
سر اس کا کیا اور شتابی کے ساتھ
جہنم میں ملنے کوں یاراں سنگات
زمین کے اوپر پڑ کے تن تلملا
بہت سی صعوبت سوں جان کو دیا
دیکھے اس کا احوال جب مشرکاں
پکارے ہو بے تاب سب الاماں
اماں دی قلعہ پرسوں سب کو اتار
کتوں پر کیے نور دیں آشکار
کتے مشرکاں کوں دیتے چھوڑ کر
کہ اتا اپنے لشکر میں جا کر خبر
کہیں ذرہ ذرہ جو گزریا یہاں
بہ تفصیل و تشریح بولیں بیاں

کتوں نے جو گئے تھے یہاں سوں نہاٹ
سٹے ان کے ہاتاں و پاواں کوں کاٹ
چڑھا لوگ اپنے قلعہ کے اوپر
مرمت کی خاطر بہت جلد تر
جو پائے تھے دیوار جا ہا شکست
کیے ذرہ ذرہ سبھی بندوبست
قلعدار کپل(۲۵) کوں سلطاں بلا
نوازش کوں کر اس اوپر بہوت سا
روانہ کیے اس کوں پھر کر وہاں
دے انعام و اکرام شاہ جہاں
جو محنت کیے تھے وہاں ان کے تیئں
دیئے بہوت انعام سلطان دین
موہن مالے جو مالے توڑے کڑے
طلا اور نقد میں سب کوں بھرے
پچھوڑیاں و پگڑیاں زحد بے حساب
دیئے سب کوں سلطان عالی جناب

(۸)

داستان گفتگوئے مردمان قلعہ با سرداران اہل ضلال وغیرہا و اقرار کردن ایشاں بعدم جرأت خود بر سبیل اجمال نوشتہ شد

کتے مشکراں کوں دیے تھے جو چھوڑ
اٹھائے وہ لشکر میں جا ان کے شور
کہے سب سوں گزریا سو یہاں ماجرا
ہر یک کوئی سنے پر ہوا گھابرا
ہری پنڈت وراسیہ ہولکر
بلا ان کو پوچھے کہو کیا خبر
ہمیں آئے تک تم نے جلدی کیے
ہو کیوں گھابرے تم قلعہ کون دیے
ذرا تو توقف کوں کرنا اتھا
کمک کر اٹھاتے ہمیں مورچہ
اسی فکر میں رات دن ہم اتھے
شتابی سوں ہمت کوں تم نے لیے
اگر یک دو دن تم نے کرتے شکیب
ہمیں کرتے کمک کوں بے شک درییب
سبب کیا اتھا تم نے نا لا کے تاب
دیے چھوڑ ایسے قلعہ کو شتاب

وہاں گر تمہیں رہتے ہمت پکڑ
نہ کر جنگ کس سوں قلعہ کے بھتر
اگر جاتے چھپ بیچ صندوق کے
چو کا مار کوں توپ و بندوق کے
درے در کوں بند بہترے اچا
اگر راہ پو آنے کے دیتے دہلا
نہ ہوتا کسی کوں بھی اتنا مجال
وہاں پونچے جز مرغ وہم و خیال
تمھاری کمک ہم نے کرتے تھے آج
دیئے تم قلعہ ہم کریں کیا علاج
سیاہ رو کیے ہم کوں تم اے سگاں
یہ کالک کوں ہم جا کے دھوئیں کہاں
سنڈ اساں میں گر کر کو ڈب ڈب مریں
کہو کیا تبھی فکر ہم نے کریں
دیا جیب کو اپنے سارے اوکھاڑ
یہ ننگ سے جان کوں دیویں ایک بار
دیا ان کے لشکر پو مرنے بدل
اتاہم نے جلدی سوں جاویں نکل
گیا ننگ و ناموس سب آب و تاب
بھلا ہے مریں لگ کے گولے شہاب

(۹)

داستان جواب دادن مرداں قلعہ بطیش کمال
بہ طریق مناظرہ ولاجواب شدن سرکردگان
اہل ضلالت و جہالت بر طبق اجمال نوشتہ شد

کہے سن کے بیچارگاں زار او
اپس زندگانی سوں سب ہاتھ دھو
خدا کا غضب ہوئے تمہارے اوپر
مشیخت کیے نئیں تم اب لک بسر
ہمیں کس بھروسے سے پو رہنا وہاں
تمہاری ہے مردی سبوں پر عیاں
ادھونی و شاہ نور پر تم نے جا
کیے کیا جو اب تم کریں گے اتا
وہ چھاپا کیے جب تمہارے اوپر
یہ شیخی کے تیں کیوں گئے بھول کر
اگر مرنے والچ تھے تم سکل
مرے کیوں نہیں وہاں گئے کیوں نکل
سبھی کھو کے اسباب وڈیری و پال
بھی رانڈاں و بچے و مال و منال
بھی ہاتھی و گھوڑے و اونٹاں بقر
بھی دستار و دھوتیاں کو سٹ سر بسر

تمہیں کیوں فراری ہوئے جا بجا
شہاباں و گولیوں کا نہ تاب لا
یہ سب ننگ و غیرت و ناموس و نام
وہاں کیوں تمہیں بھول گئے تھے تمام
کہ جب سکہ و گزر کوں سلطاں چلائے
تمہیں یونچ آجیش میں پینچ کھائے
ولے جب گھسا کرنے سخت و درشت
تمہاری تھیکہ میں تا سات پشت
بھی چھاپے میں اس پر قیامت کیا
بہت دور تک گز گھساتا چلیا
گیا سات سو پشت سوں جب گزر
وہاں اس کوں بجر کیا خوب تر
بزرگی و شیخی تمہاری نکل
گئے راہ اسفل سوں یکسر نکل
نکل پر دے چھاپا تمہاری مدام
کیے اپنے باندیاں و لونڈیاں غلام
اسی ڈر سوں تم نے قیامت تلک
نہ کرتے ہمارے وہاں آ کمک
سنا نے کوں عالم کے تم قیل قال
یہ کرتے ہیں ورنہ نہیں یہ مجال
مقابل کھڑے ہو کے یک آن جنگ
چھوٹے پر شہاباں و توپ و تفنگ
نجا بھاگ لاتاب تم نے اتال
لڑیں گے ہے یہ بات امر محال

یہی دل میں مقصد تمہارے ہے اب
ہمارے پو ڈالیں یہ بدنامی سب
کہ لشکر ہے اس بات اوپر گواہ
دیے نئیں مکاں کوں ہمیں خواہ مخواہ
لڑے ہم نے دس روز شب ان کے سات
کیے نئیں صلح کا کسی وقت بات
خور و خواب و آرام و راحت تمام
سبھی چھوڑ دے کر ہر یک صبح و شام
ہمیں رہ پو بیٹھے اتھے رکھ نظر
رسیاں کے سیڑیاں باند پتھرے پتھر
شباں شب پیادوں نے چڑھ کر شتاب
لگے مارنے سنگ و گولے شہاب
صبح ہوئے پو یورش کیے باہم اوپر
اڑانے کو گولے لگے باؤ سر
اپے توپ کے پاس سلطان دیں
کھڑے رہ لگاتے تھے گولیوں کیتیئں
ہمارے قلعدار کوں دیکھ کر
کھڑیا تھا جو مہاڑی پو سد کوں بسر
اڑا سر کوں اس کے دیے تن ستی
نہ کرتے تھے گولے خطا یک رتی
ہریک کس کوں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پھر ٹھار ٹھار
شہاباں و گولیوں نے سٹے تھے مار
شہاباں و گولیوں پو ہر یک کا نام
لکھے ہیں سنے تھے سو دیکھے تمام

کتوں نے وہاں لڑکو جاں کو دیے
بھلے تم نے کمک ہماری کیے؟
ہو لاچارئ جان کا ان سوں امان
دے اسباب و ہتھیار سب چھوڑ وہاں
چلے آئے تم پاس کرنے خبر
جو گزریا تھا ہم پر کہے سر بسر
نہیں ہے ذرے بھی ہمارے گناہ
تمہارے ہیں دل اس سخن پر گواہ
نہ شرمائے کفار باتاں یہ سن
کہے سب نے سچ ہے تمہارا سخن
بہت سخت ہے ضرب توپ و شہاب
کہاں تے کوئی لاویں آتش کا تاب

(۱۰)

داستان پرسیدن اہل ضلال از مردماں قلعہ کہ برگولہ و شہاب نام ہائے سرکردگان ایں جانوشتہ اندیانہ و آمدن ایشاں برائے پرسش کردن مردگان بر قلعہ بہادر بنڈہ بعد گفتگوئے بایک دیگر و گریختن ایشاں وغیرہ بر سبیل اجمال نوشتہ شد

بھلا سچ کہو تم ہمارے سے اب
شہاباں و گولے اوپر نام سب
لکھے ہیں ہمارا بھی ہے اس پر نام
ویا جھوٹ ہے یہ سراسر کلام
لگیا کہنے ہر ایک نے سو گند کھا
نہیں ہے غلط دیکھے ہم آزما
بہ رام و بہ لچھمن بہ بھیم و کشن
یہ ارجن و ہنمنت سراسر سخن
ہے تحقیق گولے شہاباں اوپر
لکھیا نام یک یک کا ہے سر بسر
وہ جس وقت چھٹتے ہیں پھر ٹھار ٹھار
اسی کوچ ڈھونڈ ڈھونڈ کو سنتے ہیں مار

ہمیں اپنے انکھیاں سوں دیکھے وہاں
عجب کچھ تماشا کریں کیا بیاں –۶۵
یقین تب ہوا سب کو نہ لا کے تاب
کہے ہم نے جانا یہاں سوں شتاب
نہیں کام کچھ ہے رہنا کیا سبب
عبث دیکھنے کوں یہ رنج و تعب
کتوں نے کہے چپ بیٹھے اب ذرا
بہادر بنڈے تک لے لشکر کوں جا
کھڑے راہ روک دور سیتے ہیں
مریں ہیں سو لوگاں کے دن کوں کریں
ہمارے جو ہے شاستر میں لکھیا
اسی وضع سوں ہم نے لانا بجا
ایتا بھی نہ کر ہم نے جاویں اگر
دھرم میں بڑا پاپ ہے سر بسر
کتوں نے کہے کیا ہے یہ فکر خام
ہماری ہلاکی ہے اس میں تمام
اگر ہم وہاں جاویں گولے شہاب
یک یک کے پیچھے لگ کو کرتیں خراب
ابھی سن گئے جلد تم نے بسر
لکھے ہیں مشاباں و گولیاں اوپر
ہماری سکل نام ہم جان بوج
وہاں پھر کو جانا یہ ہے فکر پوچ
کیتوں نے کہے سچ ہے دونوں یہ بات
ولے ہم نے جانا شتابی کے سات

وہاں تک بہر طور و ہر فکر سوں
نہیں تو دکھانے سوں جاتے ہیں موں
سو بالاجی پوچھے اگر کر عتاب
تمیں لے کو لشکر ایتا بے حساب
کمک کیوں کیے نئیں قلعہ کے تمیں
جواب اس کوں دینا کہوں کیا ہمیں
اسے کس وضع سیتی سمجھائے جائے
نہ یہ زخم باطن کوں دکھلائے جائے
اگر چپ تھے ہم نے جاویں ایتا
صباں بولنے کوں ہے ہمنا جگا
کمک کوں لے لشکر کوں تیار ہو
کیے ہم کریں کیا دیئے قلعہ کھو
یہی دست آویز کر ہم نے سب
جواب اس کو دیویں گے پوچھیں گے جب
کیتوں نے کہے کیا وہ پوچھے گا خر
ہے لڑکا اسے گانڈ کی نئیں خبر
ملیں اس کے ہوتاں تو نکلیں گا شیر
ہے بالاجی پنڈت کے ہاتھوں اسیر
اسے کیا ہے قدرت کرے جو عتاب
ہمارے پو یہ بات ہے بے حساب
بھی بالا جی پنڈت کوں زہرہ کہاں
جو پوچھے گا ہم سوں یہاں کا بیاں
گیا سب کے انگیں انے نہاٹ کر
نہ لاتاب سختی رنج سفر

شہاباں و توپاں کا سنتا صدا
اگر کچھ بھی اب لک نہ جیتا اتھا
سنیانئیں تلک کر کے دھوتیاں خراب
گیا بھاگ پونے کو سدھ کھو شتاب
اسے کاں ہے موں ہم سوں پوچھے گا اب
قلعہ کے کمک نئیں کیے کیا سبب
بھی حجام نلی کوں کاں ہے یہ تاب
ہمارے پو کرنے عتاب و خطاب
گیا سب سے اول وہ پگڑی سنبھال
نہ دیکھے تلک آپ موزہ نکال
اسے کاں ہے غیرت و شرم و حیا
ادھونی گئی پر وہ مرنیں گیا
غرض مل کے یک دھرتے لشکر سکل
اپس میں اپے کر کو رد و بدل
مقرر کیے سب نے مل کر یہ بات
بہادر بنڈہ تک شتابی کے سات
کریں جا کے ہم سوں محنت کٹھن
وہاں جو مرے ہیں سو لوگاں کا دن
صبح ہوئے پو لشکر کوں تیار کر
چلے لے کے ہاتاں میں سب شاستر
گئے پر قلعہ روز دو ہم کوں آ
لگے کرنے دن ان کا یکسر پلا

(۱۱)

داستان مقابل شدن سلطان برائے جنگ با فوج اہل ضلال و گریختن ایشاں از اضراب گولہا و شہاب آتش فشاں بر سبیل اجمال نوشتہ شد

یہاں سوں بھی سلطان لے لشکر سکل
چلے ان کی پونچی میں کرنے خلل
مقابل ہو لشکر سوں ان کے شتاب
لگے مارنے چو طرف سوں شہاب
بھی توپاں و بندوق چلنے لگے
حذر کر پہاڑاں بھی ہلنے لگے
تھیکے میں یک یک کے گولہ شہاب
لگیا لگنے قوت سوں گھس گھس شتاب
کبھی ان کے والد کے اسفل گھسے
کبھی ان کی مادر کے باطن دھسے
غرض سات سو پشت لک انکے پار
ہوئے دو طرف سوں نہیں کچھ شمار
ہری پنت لڑکے نے نا لا کے تاب
بچا کر لیے اپنے سب سے شتاب
گئے بھاگتے بومڑیاں مار کر
اسی طرح سوں راستیہ ہولکر

دبر جنگ و گھانسی میاں ناخلف
درانتی میاں کے سکل دیکھ صف
نہ باپوں سے مل اپنے دونوں شتاب
گئی بھاگتی فوج کھو آب و تاب
سبھی لوگ لشکر کے سد کوں بسر
گئے ٹھاٹ لے راہ بیجانگر(۲۶)
کتا تھا ہر ایک کوئی رو رو پلا
یہ کیسی ہماری پو آئی بلا
ہمیں اپنے جینے سوں آئے بتنگ
کہاں تیئں کریں ہمنے آتش سوں جنگ
نہ ہم کچھ لڑائی کوں گئے تھے وہاں
نہ تھا ہم کوں یہ بات کا بھی گماں
مرے تھے جو لوگاں قلعہ کے اوپر
ہمیں ان کا دن کرنے لے شاستر
گئے تھے دیکھو کیا غضب آ کیے
دن ان کا بھی پورا نہ کرنے دیے
ہمارے پو سلطان کیے جو کرم
کسی پر کوئی ایسا کیا نئیں ستم
یہ کہتے و روتے چلے مشرکاں
نہ ٹھر کر کسی جامنے یک زماں
نپٹ بزدلی سات سب خاص و عام
کیے جاکے نزدیک کشنا مقام
کنک گیری(۲۷) بیجانگر کے دو خر
سب اسباب و اموال کوں چھوڑ کر

گئے بھاگ لے جان اپنا بچا
اپے ہو کے اپنے جگا کوں گنوا
لیے چھین سلطان نے دونو مکاں
وہاں کے دی لوگاں کوں جاں کا اماں
چلے لے کے لشکر کوں اپنے تمام
کیے جا کے تنگا(۲۸) کے اوپر مقام
کہے حاضراں سات سلطان دیں
ہمارے سوں لڑنے کوں یہ مشرکیں
نہ آویں گے ہرگز اگر ان کا تن
سیئیں چیر اسفل سے لے تا دہن
ہرن سا ہو وحشی وہ لشکر سکل
شب و روز پھرتا ہے جنگلے جنگل
نپٹ خوف جاں سوں ہیں حیران سب
کہاں ان میں ہے تاب آنے کا اب
پیچھے ان کے ہم لے کو لشکر تمام
پھریں کب تلک اب یہاں کر مقام
پنڈاری(۲۹) و چپو و کاکڑ و بید
یہی بس ہیں کرنے کوں ان سب کوں صید
مسلط یہ ہوویں گے ہر صبح و شام
پیچھے پیچھے پھر پھر کو لک لک مدام
اینوں کوچ اب بھیجتا ہوں سکل
پھریں گے وہ ان ساتھ جنگلے جنگل
یہ کہہ کر بلا ان کے سردار سب
کہے ہے تمھارا یہ ہنگام اب

وہ لشکر جہاں ہے وہاں جاؤ تم
سکل ان خراں کے سٹو کاٹ دم
شہاباں بہوت سے دیے ان کے ہات
کہے یہ رکھو تم ہمیشہ سنگات
سبھی ان کا لشکر اگر تم اوپر
چلاویں گے گھوڑے نہیں کچھ خطر
اگر یک بھی چھوڑیں گے تمنے شہاب
وہ جاویں گے سب بھاگ نا لا کے تاب
کیے معاف ہم لوٹ تم کوں تمام
یہ سن کر ہو خوش حال سب خاص و عام
بجا لائے آداب و کورنش سکل
شباں شب گئے ان کے لشکر پو چل

(۱۲)

داستان افتادن---- لشکر اہل ضلال کہ بر کنار رود کشنا فرود آمدہ بودند و مردن یک لک و پنجاہ ہزار کس از امراض گوناگوں. عذاب تمام بر طبق اجمال نوشتہ شد

جو کشنا کے نزدیک سب کافراں
گئے تھے کہ تا پادیں راحت وہاں
یکایک چلیا ان پو بار غضب
لگے مرنے مشرک وبا کے سبب
کتوں کوں جو تھا دل میں چھاپے کا ہول
دونوں رہ کوں اپنے دیے جلد کھول
اتھے بس کہ بیدار شام و سحر
گئے مر کے قئے اور جلاب کر
کتے یاد کر ضرب توپ و شہاب
چھپے درک اسفل میں کر اضطراب
کتے ہول دل کے مرض سوں موئے
کتے تپ و لرزہ سوں جاں کوں دیے
کتوں نے کیے مرگ سرسام سوں
کتے جاں دیے درد برسام سوں
کتے سلسل البول سوں مر گئے
کتے ابلہ ہو کے سب سڑ گئے

کتوں کوں صرع اور ذات الجنب
ہلاکی کا ان کے ہوا تھا سبب
کتوں کوں ہو ذات الریہ جس دم
سٹیا مار کفار کوں یک قلم
کتوں کوں مفاجات وجع الفواد
دیا ان کی ہستی کا خرمن بہ باد
قولنج سیتی کیتوں نے نا لا تواں
دیے تلملا کر شتابی سوں جاں
کتوں کوں ہو لقوہ و فالج مرے
جہنم میں کر اضطرابی گرے
کتے دیکھ مرگی کوں لشکر بھتر
لیے خوف سوں جلد راہ سفر
کتوں نے دیوانے ہو سدھ کوں گنوا
لگے دوڑنے چو طرف جا بجا
تپ دق و سل درد گردہ جگر
خنازیر و خناق و دوران سر
تپ محرق و مطبقہ و سعال
مفاصل بواسیر وجع الطحال
یہ امراض کتوں کی جاں کوں لیے
نہ یک بات کہنے کوں فرصت دیے
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
کتے تھے ہر یک لحظہ فریاد کر
یہ کیسی بلا آئی چاروں طرف
گیا بیٹھ لشکر سبھی صف بہ صف

بہت دیکھ سختی و محنت و دکھ
یہاں ہم نے آئے کہ پاویں گے سکھ
اماں خوف چھاپے سوں پا کر یہاں
رہیں گے نہ سمجھے تھے یوں نا گہاں
بلا غیب سوں آ کریں گے خراب
بھلا تھا وہی ضرب توپ و شہاب
یہ ہے شجر افعال بد کا ثمر
مکافات اعمال ہے سر بسر
قسم کھا کو سابق میں سلطان سوں
دیے تھے جو ہم بیل و بھنڈار کوں
اگر اس پو ثابت ہو رہتے اتا
نہیں دیکھتے یہ مصیبت بلا
نہ مرتے اتے لوگ ناحق یہاں
اتا ہم نے جا سر چھپانا کہاں
ہو حیراں و محزوں و خوار و تباہ
کہو کس سیتی ہم نے لیویں پناہ
یہ کہہ کر دیکھے جب مریوں کا شمار
زیادہ ہوے لک پو پنجاہ ہزار
نپٹ ہول کھا کر دیے چھوڑ تھل
گئے بھاگ مشرک وہاں سوں نکل
کیے جاکے دو کو کے اوپر مقام
پریشان و حیران سبھی خاص و عام

(۱۳)

داستان افتادن شہاب ثاقب از آسماں بر آں مشرکاں و فراری شدن آنہا و غنیمت کردن چپو و بید و گفتگوے اہل ضلال با مردم طلایہ وغیرہا بر طبق اجمال نوشتہ شد

قضارا پھر یک شب سبھی مشرکاں
ہوئے جمع یک جا بہ آہ و فغاں
لگے یک دگر کہنے احوال سب
کسی نے کتا تھا کہ ہیہات اب
یہ گرداب بحر بلاسوں نجات
نہیں ہم کوں دستا ہے غیر از ممات
یہاں سیتی بچ کر پھر اپنے وطن
جو پوچیں گے یہ بات ہے شک و ظن
کسی نے کہا ہر طرح صلح کر
بھلا ہے کہ جاویں ہمیں اپنے گھر
کسی نے کتا تھا بہر مکر و فن
ہمیں بھاگ جاویں لے راہ وطن
کوئی اسباب و اموال کھویا کگر
زمین کے اوپر پیٹ لیتا تھا سر
کوئی رانڈاں و بچوں کا کر یاد روے
سرا سر انجھوں سیتی رخ اپنا دھوے

اسی وضع کرتے تھے سب قیل و قال
جو گزریا تھا اپنے پور رنج و وبال
ملایک فلک پر سوں دیکھے نجھا
ہے اجماع نسل شیاطین کا
زمین کے اوپر آغضب میں شتاب
سر شب فلک پرسوں پھینکے شہاب
وہ آ ان کے حلقے کے اندر پڑیا
بھتر گھس کے یک لخت جلتا چلیا
کہ تا رام و لچھن نسب در نسب
دھسیا کر کے قوت و شور و شغب
بھرے ان کے مادر سوں سیتا(۳۰) تلک
ضرب نے لگیا ان کے بھتر ہلک
شہاب فلک کوں شہاب زمیں
سمجھ کر شتابی سوں سب مشرکیں
جو پروین سا بیٹھے اتھے عقل کھو
بنات النعش سا پراگندہ ہو
لگے بھاگنے چو طرف سر بسر
ہر یک کوئی کہتے تھے چھاپا مگر
بھی آیا ہے ہمنا کوں کرنے خراب
نہیں تو یہاں کاں سوں آیا شہاب
ایکس کوں یکس دیکھ بھاگن لگے
بھی بھایاں سوں بھائی سگوں سوں سگے
لگے ڈرنے نہ کر ذرا بھی تمیز
اتا کچھ اتھا جان ان کوں عزیز

یہ احوال دیکھ ان کا چپو و بید
کیے بہوت گھوڑے و اوٹاں کو صید
لیے چھین اسباب و رانڈاں ومال
بھی شمشیر و ترکش کمان اور ڈھال
غنیمت سمجھ یہ فتوحات غیب
شباں شب لے اسباب نا کر شکیب
لیے راہ لشکر کوں پا کر مراد
شتابی سوں جوں جلد چلتا ہے باد
چلے اس وضع سوں نہ ٹھریک نفس
لے رانڈاں و اسباب و اوٹاں خرس
صبح ہوئی پو ہو جمع مشرک تمام
سکل کھولے اسباب و ناموس و نام
لگے رونے ادنا اصغیر و کبیر
کہہ و مہ و اطفال و برنا و پیر
مخاطب ہو کہتے تھے بایک دگر
یکایک دیکھو رات کوں ہم اوپر
کہاں سے بلا آئی تھی ناگہاں
نہ چھاپے کا دستا یہاں کچھ نشاں
بجز خویش و پیوند کے اس جگا
نہیں غیر کا کیں سوں آتا صدا
یہاں کرتے سلطان نے چھاپا اگر
طلایہ کے لوگاں نے کرتے خبر
مگر یہ بلا آسمانی اتھی
و یا آفت ناگہانی اتھی

و یا دیو و غولاں و شیطان سب
ہماری خرابی کا ہوئے سبب ۵۰۷
یہاں آئے تھے کرنے چھاپا شتاب
و گر نہ کہاں سیتی آیا شہاب
و لو بالفرض گر تھے شیطان و جن
یہ اسباب و اموال لوٹیا ہے کن
سپر اور شمشیر و ترکش کمان
بھی گھوڑے و اونٹاں و کتے زناں
غنیمت سمجھ کر غنیمت تمام
لیاکن ہے حیرت کا ہم پر مقام
ہری پنڈت ہو ہولکر راستیہ
گنوا عقل و ناموس و سب خواستہ
طلایہ کے سردار یکسر بلا
دیں دشنام ان کوں ہر یک نے کہا
تمہارے تئیں ہم نے. طلایہ بدل
رکھے تھے دیے یہ سات لشکر سکل
دیا ہو کے غافل دو ٹانگاں پسار
کہے تھے پڑے رہو ہر یک ٹھار ٹھار
کہ کل رات کوں ہم اوپر ناگہاں
کیے آ کے سلطان چھاپا یہاں
ہمارا یہ لشکر گئے لوٹ سب
خبر تم کیے نئیں سو کیا تھا سبب ۵۰۸
مگر ان سے تم مل گئے یہ فتور
خطائیں تمہاری ہمارا قصور

تمہارے بھروسے پو رہے ہم تمام
نہ سمجھے کہ ہیں تم نے نسل حرام
اسی وضع سوں سب نے کھا پیچ و تاب
کیے ان کے اوپر بہت سا عتاب

(۱۴)

داستان جواب دادن سرداراں طلایہ بہ طیش کمال و مقرر شدن اہل ضلال بر قصور طالع خود و خشم ایزد متعال بر سبیل اجمال نوشتہ شد

طلایہ کے سردار باتاں یہ سن
کیے خشم سوں ان سے ایکے سخن
تمہارے میں نئیں عقل و دانش کی بو
دیے تم نے سب ہوش کوں اپنے کھو
کہاں آئے سلطاں چھاپا یہاں
نہ کوئی ان کے لشکر کا دیکھے نشاں
مگر چرخ پرسوں چلیا یک شہاب
اوسے دیکھ دہوتیاں کیے تم خراب
دلوں میں تمہارے پڑیا ہے دہمک
کہ جاتے ہیں دیکھ اپنا سایہ چمک
اگر کس کے بچے نے روئے چلا
و یا کوز کا کیں سوں آوے صدا
ہلیں برگ جھاڑاں پو بارا سوں گر
و یا گرد باد آوے لشکر بھتر
کنجریاں نے بازار میں گر لڑیں
و یا مل دو رانڈاں نے غوغا کریں

و یا کوئی کرے جنگ بایک دگر
تو جاتے ہیں تم اپنے سدھ کوں بسر
اگر کوئی شمشیر اپنا علم
کرے دیکھنے کوں تو تم یک قلم
ہو جوں بیدلرزاں شتابی کے سات
نکل جاتے ہیں جوڑتے دونوں ہات
پو کاریں اگر میش و بکرا بقر
و یا چھوڑے ہاتھی و گھوڑا وخر
چوچندر پٹاتے و بندوق بان
اگر کوئی چھوڑے قضارا یہاں
و یا آوے آہو و گولا نکل
کہیں اتفاقاً یہ لشکر سکل
ہوئے زیر و بالا سبھی چھوڑ لاج
تو اس بات کا ہم کریں کیا علاج
شب و روز ہم رہ پو رکھ کر نظر
خور و خواب و آرام سیتیں گزر
ہیں بیٹھے ہوئے چو طرف سب ہمیں
عبث مثل مینڈک اچھلتے تمیں
اگر خواب میں دیکھے تم نے شتاب
بچک کر سٹیں کر کے دھوتیاں خراب
و یا دیکھ چھاپے کوں سپنے میں تم
چمک کر کریں سب حواس اپنے گم ۹۰
و یا آسماں پر سوں ٹوٹے شہاب
تمیں دیکھ اس کوں نہ لا صبر و تاب

پھریں در بدر ہو کے خوار و تباہ
کہو تم ہمارے پو کیا ہے گناہ
اگر کچھ بھی چھاپے کا پاتے اثر
ہمیں تم کوں البتہ کرتے خبر ۔۱۰
کہے سب نے گر تھا شہاب . فلک
بجز دیو و شیطان کے اب تلک
کسی پر بھی پڑ کر چلایا نہیں
نہ دیکھے نہ ہم نے سنے تھے کہیں
کہو کیا سبب تھا تمارے پو پڑ
جلایا کیسے لوگ اور جانور
طلایہ کے سردار سن یہ کلام
کہے سچ ہے تم نے کہے سو تمام
اسے غیر شیطان و دیوے رجیم
کسی پر مسلط کیا نئیں کریم
مگر ہم نے سنتے اتھے یہ مدام
ہیں اولاد شیطان بہمن تمام
ملایک اسی واسطے تم اپر
دیئے حقہ آتشی پھینک
یہ لشکر پو نازل ہے دائم بلا
کہیں حقہ نار و گاہے وبا ۔۱۱
فلک ساتھ ہمناکوں نئیں تاب جنگ
ہوئے ہم نے جینے سوں اپنے بتنگ
کریں گے ہمیں جا طلایہ کا کاج
ولے اس بلایاں کا کیا ہے علاج

یہ سن بات کفار بے ننگ و نام
لگے پوچھنے پھر انو سوں تمام
اگر یہ بلا آسمانی تھی سب
ہمیں لوٹے گئے سو کہو کیا سبب
سبھی مال و اسباب ورانڈاں کو چھین
بھی گھوڑے و اونٹاں لیا لوٹ کن
مگر یہ بھی آ کر فلک سوں ملک
لیے لوٹ ہم انکوں دیکھے تلک
طلایہ کے لوگاں نے سن کر تمام
کہے سچ ہے نئیں ہے غلط یہ کلام
ہے جب تم پو نازل خدا کا غضب
ملک لوٹ لیویں تو کیا ہے عجب
وگر نہ ہمیں رہ پو دیدے لگا
طلایہ کھڑے کر کو ہر جا بجا
رہتے ہیں نپٹ جو کسی کے سنگات
کہ تا پاویں چھاپے سوں ان کے نجات
طلایہ کے لوگاں کے باتاں کوں سن
کہے سب نے سچ ہے تمہارا سخن
ہمارے سوں کرتا ہے جنگ اب فلک
بھی جن و پری دیو وانس و ملک
خدا کے غضب کا ہے اسباب سب
کہاں تیں ہمیں تاب لاویں گے اب
بھلا ہے کسی طرح سلطاں کے سات
صلح کر یہ آفت سوں پانا نجات

نہیں تو ہمارا ہے بچنا محال
ہیں آثار و اسباب موت و زوال
یہ کہہ کر وتھل چھوڑ مشرک تمام
کیے آگے دو کو پو جاکر مقام

(۱۵)

داستان خبر کردن چپو و بیدان از احوال کثیر الاختلال اہل ضلال و فرستادن حضرت سلطان کنجڑنیان وغیرہا را برائے جنگ بر فوج ایشاں بہ طریق اجمال نوشتہ شد

شباں شب جو بیداں نے گئے تھے نکل
لے اسباب و اموال انکا سکل
صبح ہوئی پو سلطان کی خدمت میں جا
کیے عرض گزریا سو سب ماجرا
ہو خورسند فرمائے تم پھر کو جاؤ
جہاں سر بسر ان اوپر تنگ لاؤ
کنجرنیاں و ہجڑوں کیسٔں اپنے سات
لے جاؤ لڑانے کوں ان کے سنگات
اگر تم نے ان کوں لیجا یک شہاب
لگاویں گے سٹ مال و اسباب تاب
سراسیمہ ہو کر سبھی مشرکاں
نکل بھاگ جاویں گے نا ٹھر وہاں
کیے حکم کوتوال لشکر کوں تب
کنجرنیاں و ہجڑوں کیسٔں جلد اب
روانہ کرو تم نے سب جمع کر
لڑائی کی خاطر و لشکر اوپر

یہ سن حکم کوتوال لشکر لے جا
کنجریاں و ہجڑوں کو جلدی بلا
روانہ کیا ان کے لشکر اوپر
لے بیداں چلے ان کوں سب جمع کر
گئے ان کے لشکر کے نزدیک جب
ہوئی شام گزری یو یک پاس شب
طلایہ پو ان کے لگائے شہاب
ہو آگاہ کفار جلد و شتاب
لگے بھاگنے سٹ کو اسباب و مال
پہاڑاں و جنگل میں مثل شغال
سبھی مال و اسباب ہر خاص و عام
لیے لوٹ چپو و بیداں تمام
ظفرمند و خورسند ہو کر سکل
صبح ہوئے تلک جلد وہاں سوں نکل
گئے اپنے لشکر کوں نا ٹھر کہیں
مگر ایک کنجر نے ہجڑا وہیں
اندھاری جو تھی شب کیے رہ بسر
رہے دنگ ہو کر اسی تھل اوپر
صبح ہوئے پو ہو جمع مشرک تمام
لگے کہنے رو رو کو ہر خاص و عام
کریں کیا تبھی فکر و تدبیر و فن
کہ تا ہم نے نا دیکھ رنج و محن
رہیں یہ مصیبت سوں پا کر نجات
نہیں اب ہمارے میں تاب و ثبات

جہاں جائیں چھاپے سوں پانے امان
وہاں ہم سوں لڑتا ہے خود آسمان
نہ یک لحظ روز قیامت سوں کم
نہ یکدم جو گزرے بجز درد و غم
شہاباں کہاں سے یہ پڑتے ہیں آ
نہیں ہم کوں معلوم ہوتا ذرا
کہ ہر رات چھاپے کو کرنا کہاں
کتے لوٹ لیتا ہے ہمناں یہاں
کہا یک نے یہ بھی شہاباں مگر
فلک پرسوں پھینکے ملک ہم اوپر
لیے لوٹ کر ہم کو دیو اور جن
ہے ہر شب نزول بلائے کٹھن
کہا یک نے شاید ہمیں دیکھ خواب
چمک کر گئے بھاگ نہ لا کے تاب
وگر نہ اگر چھاپا آتا یہاں
صبح ہوئے پو کچھ بھی تو دستا نشان
کہا یک نے گر خواب کوں دیکھ کر
گئے بھاگ ہم سب نے سدھ کوں بسر
یہ اسباب و اموال لوٹیا ہے کن
نہ یہ کام انسان ہے جز دیو و جن
اسی وضع سوں کر بہوت قیل و قال
ہو حیرت زدہ سب سنجل مثال
کہے آو اطراف لشکر سکل
تضحص کریں پھر کے جنگلے جنگل

کہ کل رات چھاپا جو آیا یہاں
کہیں تو ہمارے تئیں ان کا نشان
نظر آوے گا بے شک و ظن و ریب
نہیں تو سمجھنا ہے اسرار غیب

(۱۶)

داستان تجسّس کردن اہل ضلال در اکناف صحرا و نیافتن نشان شب خون در ہیچ جا و گرفتن کنجڑنے و ہجڑا کہ در شب راہ گم کردہ و آنجا ماندہ بودند بہ طبق اجمال نوشتہ شد

یہ کہہ کر تجسّس کوں کرنے بدل
گئے چو طرف مشرکاں مل سکل
بہت ڈھونڈا اطراف دشت و جبال
ہو مایوس مشرک بہ حزن و ملال
پھرے وہاں سوں کہتے دیکھو کچھ نشاں
نظر کئیں پڑیا نئیں ہمارے یہاں
قضا کا یہ دستا ہے سارا ہنر
وگر نہ کہیں بھی تو دستا اثر
ہو غرقاب بحر تفکر تمام
کہہ و مہ و پیر و جواں خاص و عام
چلے راہ لشکر کوں لے سر بسر
کنجڑنی و ہجڑا جو رہ کوں بسر
رہے تھے وہاں آئے جب مشرکیں
دیکھے ناگہاں ان کو یکسر لعین
پچھانے کہ ہیں دونوں یہ اجنبی
لگے کہنے سب ہم نے ان کوں کبھی

نہ دیکھے اتے اب تلک آج کیوں
یہ آئے ہیں لشکر میں شیطان تیوں
کہا یک نے جاسوس ہیں بے گماں
ہنر سوں بدل بھیس تن جوں زناں
ہمارے یہ لشکر میں پھر سر بسر
لے جانے کوں آئے ہیں ساری خبر
کہا یک نے دونوں ہیں غولان دشت
ہمارے ٹھکانے کوں کرتے ہیں گشت
کہا یک نے بارے نہ کر خوف و شک
ہمیں جائیں ہمت سوتا ان تلک
دیکھیں کون ہیں یہ جو آئے یہاں
کریں ان سے پرشش سراسر بیان
اگر غول دشتی ہیں بے شک و ریب
ہماری نظر سیتی ہوتے ہیں غیب
اگر ہیں وہ جاسوس ان کون پکڑ
لے جاویں دو ہاتاں و پاواں جکڑ
بہر طور افتاں و خیزاں سکل
ہمارے خراں کو دکھانے بدل
ادیک جلد دونوں کوں کر کر شکار
چلیں لے کو ان پاس تا یاد گار
زمانے پو باقی ہمارا رہے
بہوت دکھ یہاں آ کے ہم نے سہے
یہ سن کر ادیک جلد یکسر سکاں
لیے گھیر دونوں کوں غو غو کناں

پکڑ کر دو ہاتاں و پاواں شتاب
بندے ان کے کھا کر ادیک پیچ و تاب
چلے لے کر فرحاں و شاداں تمام
کیا تھا ہر یک نے بڑا آج کام
کیے ہم نے اب لک یہاں آئے پر
کسی وقت کیں بھی نہ پائے ظفر
مگر رام لچھمن کا تھا یہ دیا
فتوحات غیبی میسر ہوا
وگر نہ نتھا کس کوں سان و گمان
فتح ایسی پاویں گے آ کر یہاں
غرض گئے بشاشت سوں یک یک جدا
ہری پنڈت و راستیہ پاس جا
کہے ہوئے مبارک تمہارے اوپر
دو جاسوس کوں ہم نے لائے پکڑ
یہ ستیچ فرحت سوں نہ لا کے تاب
کہے رو برو لاؤ ان کوں شتاب
وہ دونوں کوں لا جلد مشرک تمام
کھڑے رو برو کر دلائے سلام
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
مخاطب ہو اِن سوں بہوت طیش کر
لگے پوچھنے کوں کہو راست اب
یہاں تم نے آنے کا کیا ہے سبب
بدل سرسوں پا لک تمیں اپنا بھیس
زنانے کی طرح سر میں رکھ اتنے کھیس

ہیں جاسوس گر کوئی کرے نہ خیال
تمیں چھپ کو لشکر میں بے قیل و قال
رہے تھے ہماری لے جانے خبر
یہ سب کر کے تدبیر و فن و ہنر
نہ سمجھے اتھے تم نے اے گمرہاں
کہ ہیں جو طرف دید باناں یہاں
اگر وقت شب طائریں بر ہوا
آئے اس کی تئیں دیدہ باناں نجھا
سمجھتے ہیں مادہ ہے یا ہے وہ نر
ہمارے تیں کرتے ہیں آ کر خبر
دیا شیر وثعباں ہزبر و پلنگ
یہاں آوے گر ہم سے کرنے کو جنگ
اسی وقت فرصت نہ دے یک زماں
بہ یک ضرب شمشیر لیتے ہیں جاں
اتا کچھ خبر داری کرتے ہیں ہم
کہ نیں جائے پرواز مرغ وہم
اسی طرح کر ہوشیاری مدام
گئے سیر ہند و دکھن کوں تمام
نہ یہ کس کوں یارا ہوا ہم اوپر
خصومت کی راہ سوں کریں یک نظر
و یا کوئی جاسوس آ کر یہاں
گیا بچ کے پھر جان کا پا کر اماں
جو آئے تمیں بھی بدلا کے اب
تمہاری قضا کا ہے سارا سبب

اتا ریزہ ریزہ تمہارے تیں کر
اڑا دیتے ہیں اب ہوا کے اوپر
کہ تا طعمہ چیل و زاغاں کے ہو
عدم کی خبر پانے جلدی چلو
یہ کہہ کر بلا جلد جلاد تب
کہے ان دونوں سیتی توں پوچھ اب
کنجڑنے و ہجڑے نے یہ دیکھ حال
مخاطب ہو ان سوں بہ طیش کمال
کہے کے تبھی چپ یہ سارے موئے
سکل کھو کے دانش دیوانے ہوئے
ہمیں راست کہتے ہیں جو ہے بیان
ہمارا عبث تم نے لیتے ہیں جان
نہ جاسوس ہیں ہم یہاں کی خبر
لیجاویں گے آ کر وہاں سر بسر
کنجڑنے و ہجڑے ہیں ہم بے گماں
سنو تم سے کہتے ہیں اب سب بیاں
کہ جب تم نے نہ لا کہیں تاب جنگ
لگے بھاگنے کھو کے سب نام و ننگ
شہاباں و توپاں کے آواز پر
سکل تم نے جاتے ہیں سدھ کو بسر
نہ ٹہرتے ہیں کیں بھی روانی بدل
نپٹ خوف چھاپے سوں جنگلے جنگل
شغالاں سوں پھرتے ہیں دشت و جبال
ہو رانڈاں سوں بدتر گنوا عقل و مال

نپٹ ہو کے لاچار سلطان دیں
بلا کر کنجرنیاں و ہجڑوں کے تیئں
تمہارے سوں لڑنے کوں بیداں کے سات
روانہ کیے دیں شہاباں سنگات
شباں شب ہمیں لڑنے تم سات آئے
طلایہ کے اوپر شہاباں چلائے
شہاباں کا آواز سنتیچ تم
گئے سب حواس ہائے عشرہ کوں گم
گئے بھاگ لے راہ جنگل تمام
سپاہی جو لائے سکل خاص و عام
پنڈارے و چپو و کاکڑ و بید
کہ جوں بوز کرتا ہے آہو کوں صید
کیے اس وضع تم کوں ہر جا شکار
لے اسباب و اموال پر اپنے ٹھار
شباں شب گئے پا کو فتح و ظفر
کنجڑنیاں و ہجڑوں کو سب جمع کر
قضارا ہمیں دونوں گئے بھول راہ
یہاں رات کوں رہے باقتاں و آہ
صبح ہوئے پو ڈھونڈنے کو ان کے نکل
یہاں م کو لائے پکڑ کر سکل
تمہارے سوں جو کچھ اتھا ماجرا
کہے ہم نے چاہو سو کر لیو اتا
بزرگی شجاعت و ہوشیاری سب
کرو من منگے سا ہم حاضر ہیں اب

جو کرتے ہیں تم لاف ہر صبح و شام
گئے سیر ہند و دکھن کوں تمام
ہے تحقیق جب تم سوں بھی پیشتر
زنانے تھے لوگاں وہاں سر بسر
گئے سیر کرنے کوں تمنا وہاں
وگر نہ تمہارے میں ہمت کہاں
کریں گے جب سیر در ملک غیر
جریفاں و مرداں کے آگے دلیر
کنجڑنیاں و ہجڑوں سے ہے تمنا جنگ
کئی نے گئے بھاگ کھو نام و ننگ
تمہاری شجاعت و مردی و لاف
ہے معلوم سب پر کرو اب معاف
یہ باتاں کو سن سن کہا ہولکر
ہے سب سچ کرو ان سوں اب درگزر
اتا ان کیسئں مارنا ہے سہل
ولے ہر دو باتاں کا اس میں خلل
یہ ہے بات اول کہ ہم بے درنگ
گئے بھاگ کل رات نہ کر کے جنگ
کنجڑنیاں و ہجڑوں نے پا کر ظفر
ہمارے سب اسباب کوں لوٹ کر
گئے اپنے لشکر کوں خورسند و شاد
کئی داغ پر پھر یہ داغاں زیاد
مگر دونوں یہ رات کوں بھول راہ
رہے تھے سو ان کو پکڑ بے گناہ

اگر مار سنتے ہیں ہر مرد و زن
کریں گے ہمارے پو طعنہ لعن
قیامت تلک جو سنے گا یہ بات
کہے گا زنانوں نے ہجڑوں کے سات
رہے نئیں گئے بھاگ نہ تاب لا
سبھی مال و اسباب اپنا گنوا
مگر دو غریباں نے راہ بھول کر
رہے تھے وہاں سو زنانے پکڑ
خجالت سوں شب کے سٹے ان کو مار
نہیں ہے پروشاں کا بھی یہ شعار
دویم بات یہ ہے کہ سلطان سنگات
ہمیں صلح کی کرنی چاہتے ہیں بات
اگر یہ سنیں گے تو ناکر درنگ
ہمارے سے ہر روز و شب کر کے جنگ
عوض ان دونوں کے ہزاراں کوں مار
بہاویں گے لہو کے نہر ٹھار ٹھار
حشر لک نہ کر صلح جز خشم و طیش
ہمارے پچھے مارنے لے کو حیش
ستارے(۳۱) و پونے تلک کیں نہ شہر
لیویں گے سب اسباب و رانڈاں پکڑ
ہمارے میں اب نئیں رہا تاب جنگ
بھلا ہے یہ دونوں کوں ہم بے درنگ
روانہ کریں ان کے لشکر کوں آج
بجز اس کے دسرا انہیں کچھ علاج

ہری پنڈت و راستیہ نے یہ سن
کہے خوب ہے تمہارا سخن
ولے اب تلک ہم کوں یاور نہیں
لڑائی کوں ہجڑے کنجڑنیاں کہیں
یہاں آویں گے ہیں یہ باتاں دروغ
صداقت کا اس میں نہیں کچھ فروغ
یہ جاسوس ہیں جان بچانے بدل
بنا کر یہ کرتے ہیں باتاں سکل
ہمیں اپنے انکھیاں سوں اول نجھا
سبھی بات میں خوب سا آزما
اگر راست ہے ان کا گفتار سب
روانہ کریں گے ہمیں ان کوں تب
یہ کہہ کر شتابی سوں دونوں نے جا
اٹھاتا بیاں ان کے دیکھے نجھا
مونڈیاں خوب بھا ان کے ٹانگاں بھتر
رکھے بعد ازآں ان کے پاواں پو سر
کہے اب رکھو تمنے دل اپنا شاد
ہمارے ہیں ماں باپ سوں بھی زیاد
بہت عذر خواہی سوں کہتے تھے سب
خطا ہوئی ہماری سوں تم بخشو اب
پس القصہ دونوں کوں خلعت دیے
با اعزاز و حرمت روانہ کیے

(۱۷)

داستان غنیمت گرفتن چپو و بید ہر شب و روز از لشکر مقہور و گم کردن ہوش و حواس مشرکاں وغیرہا از دست کاکڑ و پنڈاری و افتادن قحط در لشکر ایشاں

بھی وہ تھل کیسئں چھوڑ دے کر پوجا
مقاماں کیے کھو کے ننگ و حیا
پنداڑی و چپو و کاکڑ تمام
لگے لوٹ لینے کوں ہر صبح و شام
ہریک جا میں بیداں نے کر حرص و آز
کیے ان کی بند راہ بول و براز
غرض ایسا ان پر کیے عرصہ تنگ
کہ آئے وہ جینے سوں اپنے بتنگ
اگر یک قدم کوئی لشکر کے بھار
رکھے اس کوں سٹنے تھے بیداں سے مار
و یا کوئی جناور نے چرنے بدل
وہ لشکر سیتی بھار آوے نکلے ۱۲
اسی وقت اس کوں پکڑ چپواں
لے جاتے تھے لشکر کوں اپنے دواں
و یا کوئی ہمت سوں بند کر کمر
کہے اور کہاراں کوں لانا کرے ۱۳

جمعیت کو شائستہ لے اپنے ساتھ
اگر جاویں سب کاکڑاں ہاتے ہات
اسے لوٹ لے کر بہر فکر و فن
چلے جاویں جلدی سوں لشکر کدھن
و یا کوئی تقاضائے حاجت بدل
نکل بھار آوے پنڈارے سکل
پکڑ اس کی دھوتی و یا چولنا
پچھوڑی و پگڑی و لوٹا چھنا
سٹیں مار یا اسکوں کر کر اسیر
لے آتے تھے لشکر کوں اپنے دلیر
پڑیا قحط لشکر میں ان کے تمام
لگے مرنے بھوکوں سو ہر خاص و عام
کتے فیل و گھوڑے و اونٹاں بقر
گئے قحط دانے و چارے سوں مر
رہے کتے باقی سو دم خیز ہو
نہ تھا ان میں طاقت چلیں گام دو
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
ادھر سوں اودھر اور اودھر سوں ادھر
لگے بھاگنے دیکھ لشکر کا حال
کسی جا بھی نہ ٹھہر بہ خوف کمال
اتا کچھ ہوئے تھے دل ان کے ملول
گئے تھے خور و خواب کوں اپنے بھول
ہو جوں نقش دیوار حیرت سیتی
کسی میں نہ تھا ہوش باقی رتی

تواضع و تعظیم و مجرا سلام
سبھی بھول تصویر سا صبح و شام
رہتے تھے نہ تھا کس میں یارا ایتا
انکھیاں کھول دیکھیں گے کس پر نجھا
چھکر ان کے سر پر لگا کر مدام
دلاتے اتھے چوبداراں سلام
ملاقات ان سات کرنے بدل
اگر ان کے ڈیرے کوں کوئی جاوے چل
تبھی کارکن جلد نزدیک آ
کھڑے گرد و پیش ان کے ہو جا بجا
تواضع و تعظیم کرنے کا ڈول
سیکاویں طمانچہ لگا اور دہول
افیونی سا جھک رہے تھے سب رات دن
گزرتا تھا ہر آن ان پر کٹھن

(۱۸)

داستان مشورت کردن اہل ضلال برائے صلح و عرضداشت کردن بصد عجز و انکسار بخدمت سلطان و فرستادن وکیلاں وغیرہا بہ طبق اجمال نوشتہ شد

کیے مشورت ایک دن مل تمام
صلح کا بھلا ہے کریں اب پیام
نہیں تو ہمارا ہے جینا محال
مہیا ہے اسباب حزن و ملال
بجز اس کی تدبیر نئیں دوسرا
اسی میں ٹک یک ہم کوں ہے آسرا
یہ کہہ کر نپٹ عاجزی سات سب
لکھے خط ہوئی ہم سوں تقصیر اب
مکافات نیکی بدی سوں کیے
ہم اپنے پو ذلت اپے ہو لیے
ہماری ہے پاداش اعمال کا
جو ہجڑے کنجڑنیاں سو پائے سزا
ہمیں عہد و پیاں سوں اپنے گزر
سب الطاف و احسان سابق بسر
یہاں آئے حضرت سوں کرنے کوں جنگ
نہ کر کچھ بھی اس بات کا شرم و ننگ
پنڈاری و چپو و کاکڑ و بید
پھرا آن کر سر و افسوں و کید

لیے لوٹ ہم سب کوں بے قیل و قال
رہا نیں ہمارے میں تاب و مجال

انکھیاں کھول کر ان کوں دیکھیں نچھا
نہ یارا کریں ان سوں چوں و چرا

سب اسباب و رانڈاں و بچے و مال
بھی ہاتھی و گھوڑے و ڈیری و بال

شترہا و گاواں و دلکی نشان
سپر اور شمشیر و تیر و کمان

دیے کھو یہاں آ کے ہم نے تمام
سبھی ننگ و ناموس و حرمت و نام

ایتا کچھ ہوئے لوٹے جا ہم نے صاف
بچھا ناز میں ہے فلک ہے لحاف

ہے بالیں بھتر شراب و طعام
ہمارا ہے خون جگر صبح و شام

شہابان ارض و شہاب فلک
ہر یک شب جلاتے ہیں انس و ملک

و یا قحط و بیداری و خوف و بیم
ہمارے دلاں کو کیا ہے دو نیم

ہم ایسی مصیبت میں ہیں مبتلا
نہ کہنے میں آوے نجاوے سہا

ہمارے بدیاں کے مکافات سب
یہاں آ کو دیکھے نہیں تاب اب

ہمیں گرچہ ہیں لائق سرزنش
اتا غور و پرداخت اور پرورش

ہے حضرت کوں لازم ہے ہیں غلام
خطا جرم و عصیاں گناہاں تمام
اگر اب کے بخشیں گے بار دگر
اطاعت سوں ہمنے نہ پھیریں گے سر
مجدد کراب عہد و پیاں قسم
مکرر بھی دے نیل و بھنڈار ہم
چلے جاویں گے سب اپس ٹھار ٹھار
سر شتہ کوں سابق کے کر استوار
ہمارے گناہاں پونہ کر نظر
سب احسان ماضی کیتیں یاد کر
اگر ہم کوں دیویں گے جان کا امان
ہیں جب لگ ستارے زمیں آسماں
نہ بھولیں گے بار دگر یہ کرم
ہے احسان پو احسان دھرم پر دھرم
اسی طرح پر لکھ بہوت سا کلام
کیے مہربا اس پو اپنے تمام
وہ شخص خرد مند و افصح لسان
دلیر و سخن فہم و شیریں بیان
شکل اپنی لوگاں سوں کر انتخاب
زبانی بھی کہہ بے حد و بے حساب
روانہ کیے ان کوں مل یک دگر
بہوت ساتشفئی خاطر کوں کر
وداع خویش و پیوند و یاراں سوں ہو
اپس زندگانی سوں ہاتاں کو دھو

چلے دونوں ترساں و لرزاں شتاب
ہو بے سدھ نپٹ خوف سوں کھو کے تاب

(١٩)

داستان آگاہ شدن سلطان از ارادہ مشرکان وارشاد فرمودن درباب صلح وغیرہا و آمدن و کیلان اہل ضلال بدرگاہ فلک اشتباہ

یہ اخبار سب سن کو سلطان دین
کہے بہوت عاجز ہوئے مشرکین
کتا سہل ہے ان کوں نابود کر
ستارے و پونے تلک کیں نہ ٹھہر
کسی کے بھی جان کا نہ دے کر اماں
لیویں چھین اب ان کے سارے مکاں
زن و مال و اطفال و برنا و پیر
ہر یک جا میں چھن کر کروں سب اسیر
ستارے و پونے کوں تسخیر کر
لیوں حیدرآباد بھی چھین کر
ولیکن ہے یک بات کا مجکوں پاس
میں جب دیکھتا ہوں بہت کر قیاس
مجھے یاد آتی ہے سابق کی بات
کہ نواب جنت مکاں ان کے سات
بہت دوستی کر کو ان کا مکان
بچائے نصاریٰ سوں دے اپنا جان
اگرچہ ہے جب لک یہ ارض و سما
ہمارے و انگریز میں صلح تھا

جب ان کا مکاں لینے آئے شتاب
جمع فوج کر بے حد و بے حساب
سوا مادی بالاجی پنڈت دیگر
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
لکھے سب نے کر عاجزی بے شمار
زن و بچہ و مال و ملک و حصار
فرنگیوں نے لیتے ہیں چھین ہم سوں سب
اگر ٹھانا سرکار کا آوے اب
کلید قلعہ ہا کوں دے ان کے ہاتھ
لے ناموس کوں ہم نے اپنے سنگات
پٹن بیچ لیتے ہیں آ کر پناہ
ہے اس بات پر رام و چھمن گواہ
ہمیں اور رانڈاں ہمارے تمام
تمھارے ہیں بے شبہ باندیاں غلام
ہے جب لک کے قائم زمین آسماں
بھی سارے ثوابت و سیارگاں
نسل در نسل ہم دل و جان سے
تمہارے ہو بندے یہ احسان سے
رہیں گے نہ کر کچھ بھی جرم و خطا
ہماری کمک کوں کرو تم اتا
بھی کے قسم سوں کھا قسم ہا کوں سب
دیے بھیج کر بیل و بھنڈار تب
زنانوں کی باتاں پو پائے دغا
نہ سمجھے کہ نیں ان میں بوئے وفا

ہے مشور ضرب المثل درجہاں
نہیں کاربد اصل غیر از زیاں
پس القصہ ان کو لکھے در جواب
غرض کیا جو تم نے گنوا آب و تاب
لے ٹھانا ہمارا قلعہ ہا کوں دے
پٹن کوں چلے آنا ناموس لے
مکاناں میں اپنے تم ہمت ستی
رہو چندے ناخوف کر یک رتی
میں سب فوج لے کر ایتا بے درنگ
نصاریٰ پو کر عرصہ ہستی تنگ
لے چنیا پٹن(۳۲) اور سارے حصار
بہوت ان کوں کرتا ہوں اب خوار زار
کہ تا عزم کوں اپنے وہ بھول جا
پڑے رہیں بناور(۳۳) میں تصویر سا
تمہارے سے لڑنے سوں آویں گے باز
انند سوں رہو تم بارام و ناز
یہ لکھ کر لے افواج اپنی سکل
نصاریٰ سوں کرنے کوں جنگ و جدل
اوتر گھاٹ جو کچھ کیے سوں وہاں
عیاں ہے نہیں احتیاج بیان
ہمارے وہ احسان کوں سب بسر
بھی ہم سات لڑنے کو بند یہ کمر
یہاں آئے ہونے کوں یکسر خراب
اپے ہو کے اپنا گنوانے کوں آب

بدی ان کی ہم نے نہ چاہی ذرا
خطا کیے جنوں نے کیے خود خطا
بدی کا مکافات کرنا بدی
ہے اصل و لیکن نہیں کج روی
وہ احسان سارے کوں برباد کر
اتا ان سوں لڑنے کوں باندوں کمر
ہے اس بات کا مجھ کوں یہ ننگ و عار
نہیں ہے یہ اہل کرم کا شعار
بھلا اب کے کر صلح ان سات ہم
مجدد کریں ان پو لطف و کرم
ہے اتمام حجت سراسر یہ کام
کہ احسان بہتر ہے از انتقام
اگر بارے دیگر بحسب سرشت
کریں گر بدی ساری یہ بد کنشت
تب اس وقت پر ان کوں دے گو شمال
زن و بچہ و ملک و مال و منال
چھنا لے کو کر خوار زار و تباہ
کہیں ہے یہ پاداش یکسر گناہ
مراٹھے مغل ہیں کنیزاں مثال
ہم ان سات لڑنا نہیں کچھ کمال
کہ جب چاہیں گے ہم تو چوٹیاں پکڑ
لگا دیں گے جوتیاں کیتیں ان کے سر
اگر بور کے باندے نہ لا کے تاب
پھرے بھاگتے گر تو تیغ شہاب

ٹھیکے میں اس کے چلا جلد تر
دونوں کان اس کے لیویں گے پکڑ
وہ مغلا نے باندے میں اتنا بھی دم
نہیں ہے سنپٹر جاویں گے یک قلم

(۲۰)

داستان سوال و جواب وکیلان اہل ضلال از حضرت سلطان ازراہ عجز و انکسار بہ طبق اجمال نوشتہ شد

اسی فکر و تجویز میں قال و قیل
اتھے کرتے ناگاہ ان کے وکیل
خطاں ان کی لے منقلہ پاس آ
کھڑے رہے بصد عجز و صد التجا
خبر پہنچی سلطان کوں ان کے وکیل
اکھاڑے پو لشکر کے ہو کر ذلیل
کھڑے ہیں نپٹ عاجزی سات سب
حکم ہو تو لاویں بلا ان کوں اب
کہے تم بلا لاؤ ان کوں شتاب
دلاسا دیے اول نہ لے آب و تاب
بحسب الامر لائے ان کون بلا
کھڑے رہے دربار کے پاس آ
عرض ہوئے وکیلان اہل ضلال
ہیں حاضر بعجز و نیاز و کمال
کیے حکم آنے دیو ان کوں یہاں
وکیلان نے لرزاں ہواز خوف جاں
کھڑے رہ کے اداب کر کے اوپر
بجا لائے تسلیم با صد خطر

یہ سب شان و شوکت و جاہ و جلال
دیکھے جب ہو مقرون بحزن و ملال
دیے کھو سکل ہوش و تاب و تواں
جیوں آئینہ حیرت زدہ ہو سکاں
بصد محنت و ترس جا دو بدو
خطاں ان کے لاکر رکھے رو برو
کمال تلطف سوں سلطان دیں
دیے حکم تا بیٹھ کر مشرکیں
ادائے رسالت کریں بے حجاب
جو کچھ ہے سو ان کا سوال و جواب
ادب سے دو زانو دونو بیٹھ کر
کیے عرض احوال کوں سر بسر
سنے جب کہ سلطاں زبانی پیام
بھے خطا ہا کے مضمون کوں ان کے تمام
کہے مسکرا کر سبب کیا ہے تم
کیے اتا جلدی حواس اپنے گم
بڑے عزم سے تم نے آ کر یہاں
نہ کر جنگ ایک روز بل نیم آں
اتا پھر کو چاہتے ہیں جاویں وطن
گنوا کر سبھی ننگ و نام کہن
عجب تم سوں دستا ہے کہنا یہ بات
ہے بے شک یہ سارے زنان کے صفات
تمیں اتنی لے فوج بے حد و عد
لڑو یک تبھی آن کر جد و کد

کرو بعد ازاں صلح ہم سات تم
عبث ہے جو کرتے ہیں اب بات تم
یہ سن کر وکیلاں کہے در جواب
کنجڑنیاں و ہجڑوں سوں لڑنے کوں تاب
ہمارے میں باقی رہا نئیں اتا
ہمیں فضل و احسان حضرت سوا
نہیں بچتے گر یک دو دن بھی یہاں
رہی اب لڑائی کوں طاقت کہاں
چھپائیں ہے حضرت سوں احوال سب
ہمارا نہیں حاجت عرض اب
یہ سن کر بھی سلطان فرمائے جواب
اگر تم میں نئیں اب لڑائی کا تاب
بھلا جب تبھی تم نے آ یک طرف
کھڑے رہو ہمیں جیش کے کر دو صف
سواراں پیادے و پا کا تمام
دونو صف میں دے انکوں بھی انتظام
لڑاتے ہیں بایک دگر تمنے سیر
دیکھو تا ہوئے دل تمہارا دلیر
شہاباں و توپاں کا سن سن صدا
بھی سب دیکھ یہ گیر و دار قضا
شہاباں و توپاں کا سننتیج نام
وکیلاں کا چہرہ ہوا زرد فام
پڑیا لرزہ اعضا میں ان کے سکل
ہوا سب حواسوں میں ان کے خلل

نپٹ بزدلی سات اٹھ کر شتاب
کہے نئیں ہمارے میں ایتا بھی تاب
اتا ہم پو حضرت نے کر کر کرم
امان جان کا بخشو بڑا ہے دھرم
ہمارے گنہ جرم و عصیاں خطا
معاف اب کرو بہوت پائے سزا
ہمارے تئیں اپنی غلامی میں لئیو
نجات اس بلا و مصیبت سوں دیو
کہ جوں ہم کوں نواب جنت مکاں
کیے پرورش آشکار و نہاں
مکان جان و ناموس احسان کر
بچائیے نصاریٰ سیتی سر بسر
وہ احسان کوں جب گئے بھول ہم
یہاں آئے یہ دیکھنے درد و غم
سزا اس کی پائے بہوت بے شمار
ہوئے خوار و رسوا دیار و دیار
ہے غفار و ستار و رحمن رحیم
حلیم اور قادر، غنی و کریم
سراسر صفات جہاں آفریں
ہیں تم اسکا سایہ سبھی خشم و کین
سٹو اپنے خاطر سوں اب کے نکال
مجدد کرو ہم پو احسان اتال
گنا ہائے ماضی پو نا کر نظر
نوازش و الطاف سے سر بسر

بھی درحال مستقبل ہم کوں غلام
کرو اب یہی ہے مراد کلام
یہ سب سن کو سلطان کہے مسکرا
بھلا تم نے آرام پاؤ اتا
خطاں کے لکھا کر انو کے جواب
وکیلاں بھی دے سات تم کوں شتاب
تمھارے گناہاں سوں کر در گزر
روانہ کروں گا بہ صد زیب و فر
یہ سنیتچ فرحت سوں دونوں وکیل
بجا لا کر آداب بے قال و قیل
اترنے کوں اپنے مکاناں پوجا
رہے شاد و خورسند کرتے دعا

(۲۱)

داستان فرستادن سلطان برائے وکالت بدرالزماں خاں بہادر(۳۴) رامعہ محمد رضا خطیب(۳۵) در لشکر اہل ضلال وجواب سوال بدرالزماں خان بہ کمال طیش و غضب

نہ فکر سیتی بدرالزاں خاں کیتیں
بلا بھیج جلدی سوں سلطان دیں
خطاں کا بھی ان کے لکھا کر جواب
کہے تم نے لشکر کوں ان کے شتاب
اتا جاؤ کرنے کوں حجت تمام
درشتی و گرمی سوں یک سر پیام
گزارش کرو سب سوں بے خوف و بیم
خرید و تمیں لام دے ان سوں جیم
یہ کہہ بعدازاں ہنس کو شاہ دلیر
نہاں آشکارائے مافی الضمیر
بہ تفصیل و تشریح کہہ ان کے سات
محمد رضا کوں دیے تھے سنگات
کتے چوبداراں و ہرکاراں کان
کتے باندار راں معہ بیرقان
پیادے و عسکر و جیش و سوار
یقین ان کے کر کر بصد اعتبار
دونوں کی سواری کی خاطر دو فیل
دیے کر عماریاں بھی دونوں وکیل

بلا کر دی خلعت انوں کوں شتاب
روانہ کیے با دوصد آب و تاب
چلے لے کر بدرالزماں خاں تمام
بہ صد شان و شوکت بہ صد احترام
گئے ان کے لشکر کے نزدیک جب
وہ دونوں وکیلاں کوں فرمائے تب
تمیں جاؤ جلدی سوں لشکر بھتر
کرو سب سگاں کوں تمھارے خبر
یہ سن کر شتابی سوں دونوں وکیل
گئے دوڑ نا کر ذرا کیں بھی ڈھیل
کہے جا کو یک یک سوں سب ماجرا
جو کوئی یہ سنیا سو بشاشت میں آ
لگے رقص کرنے صغیر و کبیر
کہہ و مہ زن و مرد و برنا و پیر
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
مسرت سوں لشکر کوں تیار کر
چلے آگے ان کوں بلانے کے تئیں
بشاشت سوں یکسر کہین و مہین
گئے ان کنے جب با خلاص دل
تواضع و تعظیم کے سات مل
وہاں سین اپس کے مکاں کوں شتاب
بہ تکریم و توقیر و با آب و تاب
لیا ان کو مسند پو اپنی بیٹھا
دوزانو اپے بیٹھے سرہا نوا

کہے بعد یک ساعت ان سات جب
جو فرمائے سلطان سو ارشاد تب
کرم ہم پو کر فضل و احسان شتاب
بہت ہم کوں سننے کا ہے اشتیاق
کہے ان سوں بدرالزماں خاں تمام
جو فرمائے سلطاں سو یکسر کلام
متانت فصاحت بلاغت کے سات
درشتی و گرمی سلاست سے بات
گئے اس وضع ان سوں جیوں شیر نر
کہ سنتیچ مشرک کہے سر بسر
رہا نئیں کسے پیچ تاب و تواں
سبھوں نے ہو خاموش از ترس جان
بنے شکل حیرت سنجل مثال
ہو جیوں نقش دیوار بے قیل و قال
گئے بیٹھ سدھ کھو ہر یک ٹھار تب
پڑیا لرزہ دہشت سوں اعضا میں سب
نہ یارا پھرا ان کوں دیویں جواب
نہ طاقت وہاں بیٹھ لانے کوں تاب
غرض کر بہوت عاجزی انکسار
کھڑے دست بستہ ہو سب ایک بار
کیے عرض ہم پر شفقت اب
کرو اب نہیں تاب ہم میں رہا
تمہارے نہیں آگے ہم کو مجال
کریں دل کے مطلب کا کچھ قیل و قال

آپے ہو کے ہم پر اگر کر کرم
صلح سوں کراویں گے یہ ہے دھرم
ہے جب لگ ستارے فلک کے اوپر
تمہارا یہ احسان ہم نا بسر
ہو ممنون منت تمہارے تمام
رہیں گے قیامت تلک صبح شام

(۲۲)

داستان جواب و سوال وکیل دویم محمد رضا بصد رفق و مدارا و الفت تمام و عجز و انکسار نمودن اشقیا برطبق اجمال نوشتہ شد

یہ کہتے ہیں ٹک بات محمد رضا
غصے سات ناکس کوں خاطر میں لا
جو بیٹھے تھے سب کے اوپر جا وہاں
دیکھے جب نہیں ان میں تاب و تواں
کہ جیسا خطیباں نے منبر پو چڑھ
خطابت کوں کرتے ہیں بازیب و فر
کیے اس وضع ان سوں گفت و شنود
ہو افسردہ خاطر سراسر ہنود
کہے ہم نے سب چھوڑیں کبر و منی
اتا بس کرو تم نے طعنہ زنی
ہیں معطی کاں مروت تمیں
ہے الطاف و احسان کا عادت تمیں
نہ کچھ تاب اب ہم میں باقی رہا
ترحم کرو تم برائے خدا
ہمیں تندی و سرکشی سب بسر
تمہارے قدمہا اٹھا سر پو دھر
نپٹ عاجزی سات کرتے ہیں عرض
کرو اب کرم ہم پو تم پر ہے فرض

ہے تمنا کوں سوگند رب ودود
بہ محراب و منبر رکوع و سجود
بہر طور کر کر نوازش کرم
صلح پھر کراؤ کہ تا یک قلم
یہاں سیتی اٹھ جاویں اپنے وطن
کسی طرح سے کر کو تدبیر و فن
تمہارے ہمارے میں کچھ نئیں حجاب
ہیں تم سادہ دل شخص عالی جناب
اسی واسطے تم سوں گستاخ ہو
اتا عرض کرتے ہیں یکسر سنو
سبھی سرگزشت اپنے احوال کا
بہ تفصیل و تشریح نہ کچھ چھپا
کہ جب تم میں ہم پائیں بوئے دھرم
دیے چھوڑ شرم و حیا یک قلم
نہاں دل کے مطلب کوں دیتے ہیں کھول
اپس لطف سوں ہم کوں تم لیو مول
ہے بدرالزماں خاں سوں ہم کوں حجاب
ہمیں دیکھ ان کا متانت و داب
ہیں ترسان و لرزان شام و سحر
کہ جیوں صولت شیر سوں گاؤ خر
سوال و جواب ان سے کرنے کیتیں
ہمارے میں یہ زہرہ و تاب نئیں
تمیں ہو ہمارے و ان کے وکیل
دو طرفہ کرم سے کرو قال و قیل

کبھی ان کے جوتیاں کوں نینو پو دھر
دکھاتے تھے ہاتاں لگا اپنے سر
یہاں جب سوں آئے ہیں ہم پر حرام
خور و خواب و آرام و راحت تمام
نپٹ درد سر سیتی عاجز ہیں ہم
اگر حکم تم دیویں گے کر کرم
ہماری تشفی خاطر کوں کر
کہ ضامن ہیں ہم تم کوں نئیں کچھ خطر
تو ٹک یک انکھیاں موند کر نیند لے
بھی خدمت میں آتے ہیں جلدی چلے
کہ تاکم ہوئے کچھ تبھی درد سر
نہیں تو سبھی ہم نے جاتے ہیں مر
کبھی دونوں ہاتوں سوں کر کر سلام
کہیں پر کے دندم سبھی خاص و عام
جو پارے کی سر توپ ہوتی ہے یہاں
صدا ان کا سنتیچ دہشت سوں جان
ہدر کر پھڑک مرغ وحشی مثال
نکلتا ہے تن سیتی تن من اتال
یہاں ہیں تلک اس کوں موقوف کر
رکھو تم نے احسان ہم سب اوپر
دوزانو کبھی بیٹھ سر کوں نوا
کہتے تھے نپٹ عاجزی سوں گھگا
کسی طرح سے ہم کوں دیوو نجات
کرا کر صلح تازی بخشو حیات

کبھی ان کی ڈاڑھی و تھڈی پکڑ
کتے تھے کرو اب کرم کی نظر
قواعد جو کرتے ہیں عسکر و جیش
ہمارے جگر بیچ دہشت کے نیش
صبح شام جب تے ہیں تم منع کر
ہمارے پو منت رکھو سر بسر
کبھی اپنے دامن کوں یکسر پسار
لجاجت سماجت کوں کر بار بار
کبھی یہ پیادے دوا دے سکل
جو کرتے ہیں شور و شغب بے محل
ہمارا ہے لشکر سکل خوفناک
دلاں سب کے ہیبت سوں ہیں چاک چاک
یہ اجماع و غوغا کیتیں دیکھ سن
پھوٹا پھوٹ ہو جاویں گے بے سخن
منع ان کوں فرماؤ اب بیدرنگ
ہوی اپنے جینے سوں ہم نے بہ تنگ
کبھی دونوں پاواں کوں رکھ ان کے سر
تملق و الحاج و زاری کوں کر
کہیں کچھ بھی تم نے تصدق دلا
روانہ کرو جلد جاویں اتا
پس القصہ کر عہد و پیمان بہم
دیے بیل و بھنڈار کھا کے قسم
نپٹ عاجزی سیتی لکھ کر خطاں
کیے مہر اپنا سکل مشرکاں

بهر طور طوعا” و کرہا” صلح
کیے جان اپنا اسی میں فلاح

جواہر و خلعت و اسپاں و فیل
دیے بھیج نذرانہ بے قال و قیل

کہ بدرالزماں خاں بہادر کیتیں
بہوت عاجزی کر سبھی مشرکیں

دیے گھوڑے خلعت جواہر دیے
خوشامد کو یک یک کے جا جا کیے

بھی سب چوبداراں و غیر یا کیتئیں
دے انعام و اکرام یک سر لعین

روانہ ادہر کر کے لشکر تمام
کیے جا کے کشنا کے اوپر مقام

وہاں رہ کے دس رات و دس دن تلک
کیے پونجا کشنا کا سب مل کے سنگ

ہوئے جب کہ پونجے سوں فارغ تمام
مخاطب ہو کشنا سیتی خاص و عام

لگے کہنے ہر یک نے رو زار زار
بعجز و نیاز و بہ صد انکسار

کہ اے ماں تیرے میں سوں ہم نے نکل
گئے تھے جو لڑنے کوں سلطان پوچل

بہت سی خرابی کوں ہم دیکھ کر
پھر آ کر گھسے تجھ شکم کے بھتر

کہ بے نیل مقصود خفت کوں پا
غرض جان اپنی لے آئے بچا

یہ کہہ کر وداع ہو کے اس سوں سگاں
گئے شہر پونے کوں کرنے فغاں

(۲۳)

داستان داخل شدن اہل ضلال در شہر پونہ و جواب و سوال کردن باسوا مادی و بالاجی پنڈت وغیرہا سگاں بر طبق اجمال نوشتہ شد

ہوئے داخل شہر جب سب لعین
کہے اپنے پاکوں دے بوسے کیتیں
تمیں ہم کوں لائے بچا کر یہاں
بہت دیکھ رنج و صعوبت وہاں
تمہارے میں ہمت نہ ہوتی اگر
نہ بچتے سبھی ہم نے جاتے سپٹر ۱۶۰
تمہاری رفاقت کا کرنے بیان
نہیں ہم کوں یارا قاصر ہے زبان
ہر یک اپنے پاواں سوں کہہ کر یہ بات
ملے جا سوا مادی بالاجی سات
سبھی سرگزشت اپنا بے کیف و کم
کہے ذرہ ذرہ بصد درد و غم
صلح کا بیان بھی کہے سر بسر
بہ تفصیل و تشریح سن سب خبر
سوا مادی بالاجی و دیوزاد
لگے پیچ کھانے کوں جوں گرد باد
ہو غرقاب بحر خجالت دونو
سراں کون نوا کر کہے زار رو

جو گزریا سو گزریا ہوا سو ہوا
بہ تقدیر نئیں ہم کوں چوں و چرا
بھلا اب تھے ہم پو سلطان دیں
تلطف رکھیں گے نہ کر خشم و کیں
دیا کر کے یہ آشتی میں خلل
کریں گے ہمارے سوں جنگ و جدل
یہ سن کر کہا راستیہ ہولکر
کہ سابق و لاحق ہمارے اوپر
کرم سیچ کرتے ہیں سلطان نگاہ
ہمیں ہو کے ان سات چپ خواہ مخواہ
بدی چاہے کرنے سب احسان بھول
ہوئے اس طرح خوار و زار و ملول
ذرا ان پو حاشا نہیں کچھ گناہ
ہمیں آپ اپنا کیے رو سیاہ
اگر جھنے سلطان یک پل میں آ
ستارے و پونے کوں لیتے چھنا
کہاں ہم میں باقی تھا تاب و تواں
کہ عایق ہوویں ان کی یک نیم آن
ہمیں ان کے آگے اتھے فی المثل
بشیر زیاں جنگ روباہ شل
نہ تھا ان کے تیئں احتیاج صلح
کرم سیتی چاہے ہماری فلح
وگر نہ ہمارا یہ لشکر سکل
کنجڑنیاں و ہجڑوں نے کر کر جدل

ڈوبا دیتے یک پل میں بے قال و قیل
ہر یک جا میں کرتے اسیر و قتیل
ہمارے گناہاں پو نا کر نظر
کیے ہم پو احسان بار دگر
اگر بندگی میں ہمیں صبح و شام
رہویں صدق دل سوں انو کے مدام
بجز مہر و الطاف و احسان کرم
نہ دیکھیں گے جب لک ہے دھڑ بیچ دم
یہ سارے سخن سن ہووے دونو شاد
جو مر گئے تھے لوگاں سو کر ان کا یاد
کیے ان کا دن بل کو سب مشرکاں
بھی ان کے بلا بھیج یکسر زناں
ہوئے آ کے حاضر سب ان کے اناث
پکارے ہر یک آہ کر الغیاث
بچے شیر خواروں کو گودوں میں لے
کھڑے رہ نپٹ غم سوں سرہا کھلے

(۲۴)

داستان پرسش نمودن اہل ضلال با زنان اشقیا کہ درر زم شوہراں وغیرہ مردہ بودند کر بچہا و بچہ نوزائیدہ اند و جواب دادن ایشاں

سوا مادی بالا جئی سگ سیر
ہری پنڈت و راستیہ ہولکر
تسلی کوں ہر یک کے نزدیک جا
منائے دلاسا دیے بہوت سا
بچوں کوں جو لائے تھے گو دوں میں دھر
یہ دیکھے سو سب نے تعجب کوں کر
پوچھے ان سوں تم نے کہو سچ احوال
نہ کر شرم بے شک جواب و سوال
تمہارے تو مرداں وہاں جان دیے
یہ کیا فکر و تدبیر تم نے کیے
مگر تم پو کر رام و لچھمن دیا
گینش اور ہنمنت کشن ارجنا
دیا رنگا ایشور نے کر کر کرم
تمہارے شکم میں اپے پھوکے دم
دیا بھیم و دیوان و شیطان و جن
تمہارے سوں صحبت کوں کر رات دن
کیے حاملہ تم کوں بے شک دریب
دیا ہے سراسر یہ اسرار غیب

و یا دیکھ سپنے میں اپنے خصم
جنے بچے ہو حاملہ یک قلم

کرو ہم سے اظہار نا کچھ چھپا
یہ سن کر سبھی چھوڑ شرم و حیا

کہے تم نے جب لے کے لشکر سکل
گئے کرنے سلطان سوں جنگ و جدل

اسی رات ہم سب کے سپنے میں آ
کہے رام و لچھمن کشن تلملا

یہ لشکر نے سب ہو کے خوار و خراب
جہنم میں ملتا ہے ہم سوں شتاب

بھلا تم تبھی کچھ زراعت کا کام
کرو تا ہمارا رہے جگ میں نام

پوچھے ان سوں ہم نے شتابی کے سات
نہیں صاف معلوم ہوتی یہ بات

زراعت سوں کیا ہے غرض تم نے اب
مفصل کرو بھی بیاں ہم سوں اب

کہے سن کر کھا پیچ جیوں گرد باد
زراعت سوں یہ ہے ہمارا مراد

تمیں من منگے سا ہر یک جا میں جا
جوان و قوی ہیکل و خوش لقا

پسند کر کے اس سات صحبت کوں کر
رہو عیش عشرت میں شام و سحر

نہانی بھی کرتے ہیں تائید ہم
کہ تا ہوئے مثمر نہال دہرم

صدف پر گہر ہو تمہارے تمام
رہے تا ہمارا جہاں بیچ نام
صبح ہوئے پو ہشیار ہو ہم سکل
کہے اب کے بارے پڑا کچھ خلل
ہمارے ہے لشکر میں لا شک و ریب
ہمیں کیا تبھی کر کو فن و فریب
کریں کام جو یہ بشارا ہوا
سبھی چھوڑ غیرت و شرم و حیا
یہ کہہ کر گئے ہم نے جلد و شتاب
پوجاری سوں سننے کوں تعبیر خواب
کہے اس کوں جو خواب دیکھے تھے ہم
بہ تفصیل و تشریح بے کیف و کم
پوجاری نے سب خواب سن کر کہا
نہیں تم کوں اب ڈھیل کرنا روا
دیا تم پو کر رام و لچھمن کشن
جو کچھ کہے بجا لاؤ بے شک و ظن
مجھے بھی یہی سپنا شب کوں ہوا
یہ ترغیب توں کر ہر یک کوں بلا
کیا ان سوں پھر یہ جواب و سوال
اگر ہوتا یہ کام حسن المال
لکھا شاستر ہا میں اچھتا تمام
کسے بید میں بھی نہیں یہ کلام
یو سن کر دیئے رام و لچھمن جواب
بہوت کر کو مجھ پر عتاب و خطاب

کہے دیکھ توں بید پنجم کوں اب
لکھا اس میں منے ہے یہ احکام سب
ہو ہشیار میں بید پنجم کوں کھول
دیکھیا اپنے دانش کے میزاں میں تول
مسائل کئی اس منے دیکھ کر
تب اس کام پر میں نے باندیا کمر
ہمارے ہے مذہب میں جائز مدام
ہے مسنون سیتا و لچھمن و رام
اجازت پوجاری سوں جب پائے ہم
شب و روز عشرت میں دل بھائے ہم
یہ بچوں کو نارائن(۳۶) ہم کوں دیا
ہمارے رنڈاپے پو کر کر دیا
تمیں تو ہمارے سکل شوہراں
سٹے مارنا حق لیجا کر وہاں
اگر ہم نہ کرتے یہ نیکو عمل
جمیعت میں پڑتا تمھارے خلل
تمھاریچ خاطر زراعت یہ کر
رکھے ہم دیکھو تم نے اب خوب تر
اگر بد کیے ہم تو دیوؤ سزا
نہیں ہم کوں تم سات چوں و چرا
اگر حسب خواہش تمہارے ہے کام
نوازش کرو ہم ہیں حاضر تمام
کہے سن کو یک یک نے۔ فرحت میں آ
کیے تم نے یہ کام بہوتی بجا

موے تھے سو لوگاں کا بدلا کیے
ہماری جمعیت کوں رونق دیے
تمہارے یہ احسان کا کرنے بیاں
نہیں ہے زباں میں ہمارے توان
اتا تم نہ یک آن سستی کرو
بہر طور لشکر کے بھرتی کرو
اسی طرح کر عذر خواہی سوں بات
دیے بہوت اموال ان کے سنگات
گھراں کوں روانہ کیے ان کیتئیں
بشاشت سوں رقصاں ہو یکسر لعین
مکاناں کوں اپنے گئے شاد شاد
سوا مادی بالاجی بد نہاد
دبر جنگ و گھانسی میاں کوں بلا
دونوں کوں دو خلعت کوں دے بے حیا
روانہ کیے حیدرآباد کوں
گئے دونوں کرتیج فریاد کوں
غرض مشرکاں گھس کو پونے بھتر
چڑیاں سا رہے کھو کے سب بال و پر
سبھی احمدی جیش کے طفلگاں
نپٹ منتظر ہو کھڑے ہیں یہاں
مبادا کریں گر وہ اڑنے کو چا
برآوے گا لڑکوں کا سب مدعا
یکھوئے و گردن دم و پا و سر
پکڑ کشمکش کر کے بایک دگر

سبھی اعضا اعضا کوں ان کے جدا
کریں گے توں ایسا نہ کر اے خدا
نصیبوں میں یک شخص کے ان کو کر
ہووین تا حلال و غذا خوب تر
نہیں تو یہ ہوتے ہیں مردار سب
وہ لڑکوں کے ہاتوں پہ لہو و لعب
سبھی چھوکرے مل عبث رایگاں
اپس میں اپے جنگ کر ان کا جاں
لیویں گے وہ ہویں گے ناحق حرام
مجھے ڈر ہے اس بات کا صبح و شام
اے عزت کہاں تیئں کریں گا بیاں
قلم قاصر عاجز ہوئی ہے زباں
اتا ختم کر ان کا اذکار سب
توں حجام نلی کا احوال اب
بیاں کر سلاست سے تا سامعاں
ہووین شاد و خنداں کہان و مہان

(۲۵)

داستان حجام نلی و بخشی بیگم وغیرہ و کیفیت ملاقات دبر جنگ و گھانسی میاں و جواب سوال ایشاں وغیرہ برطبق اجمال نوشتہ شد

که اے دوستاں گوش دل سیتی اب
سنو دوسری یہ حکایت عجب
دبر جنگ و گھانسی میاں کی خبر
سنیا جب وہ حجام آتے ہیں گھر
نپٹ غم سے گدھے پو چڑ کر شتاب
گیا آگے ملنے بایں شان و داب
بھی مغل نلی اور سوراخ جنگ
دگر دیگ جنگ مثل روباہ لنگ سے۱۷
گئے اس کے ہمراہ دو کوس تک
ملے وہ دو سگ سات یہ چار سگ
چلے شہر میں جب وہ چپ سوں سگاں
دو رستہ کھڑے ہو کے یکسر زناں
لگے طعن اور لعن کرنے کیتئیں
وہ نفریں کوں سمجھا سمجھ آفریں
بھوت ہو کے خورسند و شاداں تمام
خصوصاً وہ حجام بے ننگ و نام
بھوت خوش دلی سات سب کوں لجا
اپس گھر میں خلوت کوں کر بے حیا

پوچھیا ان دونوں سے کہو اب خبر
سوانح جو گزریا وہاں سر بسر
یہ سن کر دبر جنگ و گھانسی میاں
جو کچھ سرگزشت تھا کیے سب بیاں
ہوا سن کے حجام تلی ملول
کہا میں نے سلطان کے گز کر قبول
کیا ہوتا یہ خوف و قلت کوں آج
نہیں دیکھتا اب نہیں کچھ علاج
دیکھو آخر الامر سلطان دین
چلائے گز و سکہ تا روم و چین
بہ نیروے شمشیر و تائید رب
کہو تم کروں کیا میں تدبیراب
یقین مجکوں ہے بے شک و بے گماں
یہاں آ کے سلطان ہمارا مکاں
چھنا لے کو کر ہم کوں سارے اسیر
زن و بچہ برنا صغیر و کبیر
مقید کریں گے پٹن کوں لیجا
مجھے خر پو اسوار کر جا بجا
پھراویں گے سب سوق و بازار میں
نہ کر کچھ کمی میرے آزار میں
ٹھیکہ میں گزر کوں چلا سکہ کو
دیکھاویں گے جلدی سوں راہ سقر
بھلا ہے یہاں سیتی ویسا نکل
ہمیں دولت آباد(۳۷) جانا سکل

کہے سن یہ تدبیر پانچوں سگاں
ہو افسردہ خاطر بہ آہ و فغاں
ہے بہتیچ بہتر و رائے صواب
سبب کیا یہاں دیکھتے یہ عذاب
رہیں ہم سبھی جان اور بوج کر
اتا کر کے یک لخت زاد سفر
چلے جائیں یہ شہر سیتی شتاب
بچے تا ہمارا سکل آب و تاب
کیے جب اسی طرح ترغیب سب
دیا حکم حجام تلی نے تب
منادی کریں جا بجا پھر تمام
کہ اسباب و ناموس ہر خاص و عام
دیویں دولت آباد کوں بھیج سب
جریدہ ہو رہویں یہاں سارے اب

(۲۶)

داستان مشورت کردن حجام نلی با بخشی بیگم واجازت دادن اور ابرائے جواب و سوال باخواص و عوام وغیرہ بہ طبق اجمال نوشتہ شد

یہ تاکید کر کر شتابی کے سات
گیا بخشی بیگم سوں کرنے کوں بات
کہا اس سے سب مشورت کا بیاں
بھی سارے زناں کو بلا قلتباں
یک یک سے لگیا پوچھنے سدھ گنوا
کہو کیا ہے تدبیر تم نے اتا ۱۸
مرے میں نہیں ہوش و عقل و حواس
ہوا ہوں میں سب زندگی سے اداس
دیے بخشی بیگم یہ سن کر جواب
کرو مت تمیں اس قدر اضطراب
وہی مشورت خوب ہے جو کہ تم
کیے ہیں و لیکن نہ کر ہوش گم
اتا بھار جا کر بلا خاص و عام
مچلکہ لیئو ان سوں کر یہ کلام
اگر آویں لڑنے کوں سلطان یہاں
تو جلدی سوں ہم چھوڑ دیں یہ مکاں
نکل جاویں گے دولت آباد کوں
تمیں ان سوں مل ہم پو بیداد کوں

نہ کرنا رفاقت کوں دینا تمام
ہمارے ہو رہنا سکل خاص و عام
نہ دینا پکڑ ہم کوں تم ان کے ہات
بھلا اپنا چھکر ہمارے پو گھات
نہ لانا یہ ہے عہد و پیاں قسم
لئیو سب سے تا بیشک و بے وہم
سب اموال اسباب کوں بھیج کر
رہیں ہم جریدہ گھروں کے بھتر
دیا سن کو حجام نلی یہ جواب
یہ تدبیر ہے بہوت حسن الماب
ولیکن نہیں مجھ میں تاب و تواں
بلا پوچھوں سب سیتی اب یہ بیاں
رکھو مجھ کو معذور تم ہو کفیل
کہ و مہ بلا سب کرو قال و قیل
یک یک سیتی کہہ عہد و پیاں قسم
لکھا لیوؤ کر مجھ پو احسان کرم
کہی بخشی بیگم کاں مجھ میں تاب
ہزاروں سوں کرنے سوال و جواب
یک یک نے اگر لے دوات و قلم
کریں عہد و پیاں قسم سوں رقم
قیامت تلک نہ ہوئے گا تمام
نہیں مجھ سے پاوے گا یہ انتظام
کہا پھر کے حجام نلی گھگا
بہر فکر و تدبیر تمنے اتا

یہاں ہیں جو عورات حاضر تمام
لے جا اپنے ہمراہ ہر خاص و عام
بلا کر کرالیئو تم دستخطاں
یک یک نے یک یک سیتی کہہ سب بیاں
یہ سن بخشی بیگم شتابی کے ساتھ
سبھی عورتاں کوں لے اپنے سنگات
چلے دستخطاں کے کرانے بدل
بلا بھیج ارکان دولت سکل
بندا چوطرف پردے خلوت کوں کر
ہر یک جا میں یک بیٹھ کر سیم بر
دیے کھول دفتر کوں اپنے شتاب
لیے اس میں یک فرد کر انتخاب
نپٹ ناز و غمزے سیتی بیٹھ سب
لگے دستخطاں کوں کرانے کوں تب
یک یک نے بلا کر یک یک کوں شتاب
لیے عہد و پیان قسم بے حساب
ہر یک نے قسم کھا قلم در دوات
ڈوبا کر لگیا لکھنے الفت کے سات
ہر یک فرد پر دستخطاں کے ہزار
ہوئے بے حد و بے حساب و شمار
خصوصا بہوت جہد و کد کے سنگات
شفقت سے کر بخشی بیگم نے بات
ہر یک کے قلم سوں کرانے رقم
رکھے روبرو فرد لا از کرم

لے اس کے قدما کوں ارکان سب
کیے عہد و پیمان قسم سات سب
کرا دستخطاں کوں بخطِ جلی
اوکہہ ناز و غمزہ سوں وہ چلبلی
دیے سب کوں رخصت بصد التفات
چلے لے سب عورات اپنے سنگات
سبھوں نے لے اقرار دستخط سکل
حجام نلی کے بتانے بدل
گئے اس کے ہمراہ خورسند و شاد
وہ دیوس فاجر سگِ بدنہاد
پلنگ کے اوپر اوندھا منہ اپنا بھا
پڑیا تھا خجالت سے سدکوں گنوا
سبھی فردہا دستخط اس کے تئیں
دکھائی مسرت سے اٹھ کر لعیں
کہا سب کیتئیں آفریں مرحبا
عجب تم نے رکھتے ہیں عقل رسا
بھی رکھ بخشی بیگم کے پاواں پوہات
بہوت عذر خواہی کیا اس کے سات
لگیا کہنے کر عاجزی وہ پلید
میری عقل کی توں ہے بے شکل کلید
کفیل مہمات میری تمام
توں رہنا اسی طرح ہر صبح و شام
اجازت دیا تج کوں میں سر بسر
میرے سر سوں کم کر تو یہ درد سر

میرے میں رہا نئیں ہے کچھ عقل و ہوش
ہوا ہے فراموش سب تاب و نوش
کرم سے ہر یک کام میں ہو دخیل
کیا کر سبھوں سات توں قال و قیل
یہ کہہ کر لجاجت سماجت کے سات
کیا اس کو تفویض سب معاملات
بھی جا بھار ارکان دولت بلا
دے انعام و اکرام سب سے کہا
تمہارا جو کچھ ہو سوال و جواب
کرو بخشی بیگم سیتے کامیاب
ہوویں گے تمیں جلد بے شک دریب
کرو مت کسی بات کا تم نے عیب
بجا لا کے آداب یہ سن تمام
کہہ و مہہ و برنا سکل خاص و عام
کہے تھے ہمارا یہ ہے مدعا
اتا جلد ہوویں گے حاجت روا
مہمات کے جب وہ ہوویں کفیل
کسی کام میں بھی نہ ہوویں گا ڈھیل
سبھی کام ورنہ زحد بے حساب
تغافل سوں حضرت کے ہوتا خراب
یہ کہہ کر ہو رخصت سبھی خاص و عام
رکھے بخشی بیگم کے سنگات کام
غرض شہر میں سب ڈھنڈورا پھرا
سب اسباب و امتاع و اموالہا

روانہ کیے دولت آباد کوں
کہہ و منہ نے کر آہ و فریاد کوں
جریدہ ہو سب بیٹھیں پا در رکاب
نپٹ خوف سے کھو سکل ہوش و تاب

(۲۷)

داستان رفتن حجام تلی برائے ملاقات مرشد خود و جواب و سوال ایشاں و پرسیدن علت سواری خر از روے آن صاحب کمال بر سبیل اجمال نوشتہ شد

حجام تلی ایک دن خر پو چڑ
گیا اپنے مرشد کنے سر بسر
کھڑے ہو ادب سوں بجا لا سلام
کیا عرض احوال ان سوں تمام
کہا باطنی کر کے تائید آج
میرے درد دل کا کرو تم علاج
دو جگ میں مجھے فضل حضرت سوا
نہیں ہے کسی کا ذرا آسرا
یہ باتاں کو سب سن وہ صاحب کمال
دیے اس وضع سوں جواب سوال
تو مرتد ہے تائید کرنا تجھے
رو انئیں کسی وقت پر بھی مجھے
خصوص اب کے بارے کہ سلطان دیں
کمر تج پو باندے ہیں از خشم و کیں
سکل سات لے اپنے اسلامیاں
ابھی تو نہیں آگے آہٹ مکاں
چھنا تج سوں لیویں گے بے شک و ریب
جو کچھ میں کہا ہوں وہ ہے حکم غیب

بھی پوچھے کہ سب چھوڑ گھوڑے و فیل
توں گدھے پو چڑتا سو کیا ہے دلیل
رتھ و پالکی کی سواری کوں چھوڑ
سرشتہ حیا کا سٹیا کیوں تو توڑ
سبب اس کا مجھ سوں بیاں کر اتا
بہت مجھ کوں حیرت ہے اس بات کا
کہا سن کو حجام تلی ہو زار
سواریٔ خر میں منافع ہیں چار
نخستیں ہے یہ نفع میں نے کبھی
فرائض وجوبات و سنت سبھی
کیا نئیں بجز ارتکاب گناہ
ہے از بدوے فطرت اے الان آہ
ہوئی عمر آخر بہ لہو و لعب
ہوا خوف پیدا میرے دل میں تب
دیکھیا خوب تجویز کر دل کے سات
نماز اور روزہ و حج و زکوات
بہت سخت مشکل ہے مجھ میں کہاں
ادا یا قضا کرنے تاب و تواں
مگر ہے سواری خر نیک کام
ہے مسنون عیسیٰ علیہ اسلام
کہا دل نے یہ کام ہے خوب تر
ہے آسان سب سے سواریٔ خر
فرائض وجوبات و سنت تمام
کیا ترک میں دل سوں سن یہ کلام

سُواری خر کوں کیا اختیار
ثواباں ہیں اس کے زحد بے شمار
مسیحا قیامت میں ہو کر شفیع
بہشت میں دلاویں گے قصر رفیع
عوض سب عبادات کا میں اس سے کر
ہوں مشغول طاعت میں شام و سحر
دویم نفع یہ ہے کہ نصرانیاں
دیویں گے رفاقت مجھے بے گماں
میں جب سنت عیسوی کوں ادا
کیا صدق دل سیتی سن جا بجا
نصاریٰ لکھے تہنیت کے خطوط
تمہارا ستارا نکل از ہبوط
شرف کے کیا برج اوپر نظر
دونوں جگ میں تم کوں نہیں اب خطر
مبارک تمہارے پو ہووے مدام
یہی سنت عیسوی صبح و شام
لڑائی کوں آویں گر اسلامیاں
ہم حاضر ہیں تم سات دینے کوں جاں
ہے مذہب کا ہمنا کوں بہوتیچ پاس
رہو شاد دل کوں کرو مت اداس
میں امید پر ان کی بیٹھا ہوں اب
ابھی لک کمک نئیں کیے سو سبب
نہیں مجکوں معلوم ہوتا ذرا
میرے سوں تو اب تک ہوئی نئیں خطا

بہوت سے خطاں لکھ قسم ہا کے سات
روانہ کیا ہوں دے قاصد کے ہات
یقین مجھ کوں ہے بے شک و بے گماں
میری آ کمک کوں وہ دیویں گے جان
سیوم نفع یہ ہے کہ بیم ضرر
سواریٔ خر میں نہیں بیشتر
ہے بہوتیچ چھوٹا و خوشتر خرام
سبک رو و خوش شکل اور تیز گام
مطیع و گراں بار و کم خور ہے
سبھی چار پایاں سوں پرزور ہے
اگر کوئی بے زین و تنگ و لگام
رکھے اس پو اپنے اٹھا کر دوگام
چلے جاوے بے خوف و بیم و خطر
جہاں من منگے وہاں بدون ضرر
سوارئی گاؤ شتر اسپ و فیل
ہے پر محنت و رنج راحت قلیل
دو گوش جس کے ہیں طول مثل عصا
اگر گاہے میں ہے بحکم قضا ۱۹۰
ہو آساں و اکر مرض خاک پر
بجائے عصا ان کو لیویں پکڑ
مرے دل میں ہے بسکہ خوف عظیم
ہے حق میں مرے وہ عصائے کلیم
بدستور کاری ورت بے گماں
یہ سارے سواریاں میں بے خوف جان

خصوصاً مجھے ہول دل کے سبب
نہیں یہ سواریاں کا تاب و تعب
اگرچہ ہے آرام ڈر نہ لگے
میانہ و ڈولی دیگر پالکے
ولیکن کہاں ان میں ہے وہ ثواب
اسی واسطے اس کوں میں انتخاب
کیا ہوں کہ تاہم ثواب و امان
میسر ہوں مجکوں بے بیم جان
چہارم یہ ہے نفع سلطان یہاں
اگر آ کو چھین لیویں گے یہ مکان
مقید مجھے کر چڑھا خر اوپر
پٹن کوں لیجاویں گے دے صد ضرر
بھی شہر کوچہ و بازار سب
پھر اویں گے دیں گے عقوبت تعب
تو اس وقت پر دیکھ ہر خاص و عام
کہیں گے وہ خود ہو ہر یک صبح و شام
کیا تھا سواریٔ خر اختیار
سگاں کوں خصی کرنے ہر ٹھار ٹھار
وہ پھرتا تھا خود سوق و بازار
نہیں اس کوں اس بات کا عیب اب
جو معقول تھی بات بالفعل جان
کیا آپ اقدام جلدی پچھان
کیا آگے تدبیر سب کام کا
ہوئے نئیں ٹک آغاز انجام کا

بہت دور پیچھے سوں اندیشہ کر
سمجھتا تھا یہ عیبہا کوں ہنر
میری ہوشیاری پو نہ کوئی سخن
رکھیں گے یہی بس ہے مجھ کوں بچن
یہ کہہ کر لگیا رونے پھر زار زار
پڑیا ان کے قدماں اوپر آہ مار

(۲۸)

داستان جواب دادن آں صاحب کمال بہ ہر چہار سخن او از کمال طیش و غضب و رفتن ایشاں بہ سمت صحرا بر طبق اجمال نوشتہ شد

سخن اس کے سب سن وہ عالی جناب
دیے چاروں باتاں کا اس کے جواب
ہے اول سخن یہ سواریٔ خر
کیا فرض تو نے جو اپنے اوپر
رکھ امید کوں تا بروز قیام
چھڑاویں گے عیسیٰ علیہ اسلام
غلط ہے دے شیطان اغوا تجھے
کیا دین و دنیا میں رسوا تجھے
ثواب سواریٔ خر اے لعین
کتب میں نصاریٰ کے بھی ہے نہیں
ولو بالفرض ہووے مرقوم گر
تو احکام فرقانی سب چھوڑ کر
کتب ہائے منسوخ اوپر عمل
مسلمان ہو اے مرتد پر حیل
سبب کیا جو کرتا ہے ہر صبح و شام
خدا کی ہوئے لعنت ترے پر مدام

دویم جو کہا تو نے نصرانیاں
ہوئے سب نے یہ سن بہت شادماں
خطاں تہنیت کے رکھے مجھ کیتیں
بہ تعریف و توصیف سب مرتدین
ہے امید مجھ کو زحد بے شمار
کریں گے کمک کوں بہ ہنگام کار
ہے یہ بات سب وہم و شک و گماں
کہاں ان میں باقی ہے تاب و تواں
کمک کوں کریں گے تیری آ وہ سب
گوارا کر اپنے پو رنج و تعب
کیے ہیں جو سلطان ان سوں جدل
ہیں حیران و نالاں پریشان سکل
ہے مشکل بنا در کوں اپنے سنبھال
رہنا ان کوں تو نے عبث یہ خیال
کیا ہے نہیں تجکوں معلوم کیا
جو گزریا انوں پے سکل ماجرا
ہے سیوم سخن کا تیرے یہ جواب
سواریٔ خر میں نہیں رنج و تاب
ہے دوسرے سواریاں میں بیم و زیاں
نہیں مجھ میں باقی ہے تاب و تواں
کہ یہ بات ہے بے شک وظن وریب
سبھی مکر و تدبیر و فن و فریب
توں کیوں صاف نئیں کہتا اے بے حیا
تیری ماں نے ہر سوں کیے جو خطا

تھی دھوبن اسی واسطے اس کوں خر
پسند طبیعت تھا شام و سحر
گیا نطفہ اس کا رحم بیچ جب
ہوا تو نے پیدا یہی ہے سبب
اگرچہ پدر ہا کا تیرے حساب
نہیں ہووے ان میں اگر انتخاب ۲۲
بیاں تجھ کوں کرتا ہوں بس مختصر
تو رکھ ہوش یک آن سن کان دھر
تری ماں کنیزک جو ہے شام رنگ
کہے ہر سیوں سون نکر عار و ننگ
نکس شوہراں کھا سراسر بیاں
وہ سب مجکوں کہنے کوں طاقت کہاں
ولے چار اشخاص بے ننگ و نام
ہیں مشہور تر درہمہ خاص و عام
یکے بہلبان و دویم فیل بان
کدا سیومی چار ملے قلیسان
یہ چاروں میں دو شخص کا نام نئیں
کیا ہو جب اس وقت پر یا زمیں
رہے باقی کہ ان کا یہ ہے بیان
ہے یک چودھری بیرم بہلبان
دویم قلتیان جس کوں مار خطاب
دیا ہے کہ صد بار کر کر عتاب
ہے بے شک یہ تیرا حسب و نسب
یقین جان پیدا ہے تیرے میں سب

تو مجموعہ نطفہا ہے مگر
ہویدا ہے ہر یک کا تجھ میں اثر
بہلبانی و فیلبانی کا فن
کرائے سواری خر مکر زن
اسی واسطے تجھ کوں الفت زیاد
ہے خر ساتھ اے کافر بدنہاد
تو پشت پدر پر چڑھائے ناخلف
صبح و شام پھرتا ہے لے جنگ و دف
چہ خوش گفت فردوسی خوش کلام
زیزداں بر و بار رحمت مدام
پرستار نالد نیاید بکار
اگرچہ بود زادہ شہریار
پدر گر پیمبر بود بالمام
کنیزک ترا بد بغیراز غلام
ہر ایک شے رجوع اصل پر اپنی کر
دکھاتا ہے آنکھوں میں اس کے ہنر
وگر نہ وہ سارے سواریاں کیتیں
نہیں چھوڑتا توں ہے مجھ کوں یقین
سواری اقبال و اسپاں مدام
زن و طفل گاں کرتے ہیں چڑ تمام
بجز تیرے تئیں کس کوں ہے خوف و بیم
اتا غور سے دیکھ توں اے لئیم
چہارم سخن ہے تیرا سب بجا
ولیکن بہوت کام باقی رہا

سواریٔ خر سیتی معذور سب
رکھیں گے تیرا جان لہو و لعب
دونوں کان اور ناک تیری کٹا
پھراویں گے جو سوق و بازار ہا
تھے کہ میں تیرے چلا کر کے سیخ
بھی سکہ کا ماریں گے اس بیچ میخ
پٹے کھنچو آسر پو تیرے شتاب
اگر اس طرح سے لیویں آب و تاب
تب اس وقت پر طفل و پیر و جواں
تجھے دیکھ ہوویں گے خندہ زناں
بہت لعن اور طعن کر بے شمار
رکھیں گے یہی حرف اے نابکار
یہ سب بات کوں لیے آتا بجا
فراست میں تیرے نہ تھا کچھ خطا
اسی طرح آ طیش میں بے حساب
کیے اس کے اوپر عتاب و خطاب
گئے بعدازاں اٹھ شتابی کے ساتھ
بیاباں طرف وہ حمیدہ صفات
حجام نلی ہو کے مایوس و خوار
خجالت سوں روتا چلیا زار زار
گیا جب وہ گھر میں باہ و فغاں
کہا بخشی بیگم سوں سارا بیاں
کہے سن جو تقدیر میں ہے سو سب
ہوئے گا نہیں جائے تدبیر اب

کرو مت تمیں اپنا خاطر اداس
بہت ہے نصاریٰ کی ہمنا کوں آس
نہ کر اس قدر تم نے اب جاہلی
مفرح و با قوتے بوعلی
ہمیشہ تناول کرو صبح و شام
کہ تا ہووے خفقان زائل تمام
رکھو مت تم اپنے کوں اتنا خفا
کرو دل کوں خوش نقلیوں کو بلا
تشفی بہت سا اسی طور کر
منائے اسے وہ زن پر ہنر
تب حجام تلی نے ہشیار ہو
بلا نقلیوں کوں کہا کچھ کہو
کہ تا ہووے خاطر پوفرحت ذرا
ٹک یک ہول دل سیتی پاؤں شفا
یہ سن کر بجا لائے تسلیم سب
لگے کسب اپنا بتانے کوں تب
بدل بھیس کے کئی طرح سوں تمام
لے آتے تھے نقل ہر یک خاص و عام
ہو حجام تلی بہوت فرح ناک
رہا چندے بے حزن و بے خوف و باک

(۲۹)

داستان نقل کردن نقلیہ خود را مثل حجام نلی نمودہ و دیگراں را بہ شکل اہل کاران او کردن دست وپائے حجام نلی بہ طوق و زنجیر بستند

فلک کیتیں اتا بھی خوش نئیں لگیا
بھی تدبیر خفت میں اس کے پڑیا

اتھا نقلیہ یک اسی شہر میں
نہ تھا کوئی ہمسر اسی دہر میں

نظام الملک کا اٹھا او بڑا
بہ شکل و شمائل عوض خان سا

بہ تدبیر کامل بہ فن و فریب
اتھا مثل ابلیس لاشک و ریب

سنیا جب کہ اس بے حیا کی خبر
ہے عشرت میں مشغول شام و سحر

سبھی کار ملکی و مالی سوں ہات
اٹھایا ہے سن بخشی بیگم کی بات

بخلوت و جلوت نہاں آشکار
سب ارکان دولت سوں ہو یارغار

بہت مصلحت کر کو باندر نمن
نچاتے ہیں اس کوں بہر مکر و فن

زنانی نے سن مشورت زن کی سب
ہے مشغول لہو و لعب روز و شب

سبھی اہل کاراں کا اب مدعا
یہی ہے کہ اس کوں پکڑ بے گناہ
دیویں باند مشکیاں بہ سلطان دیں
یہاں جب کہ آویں گے جو یائے کیں
کہا مجھ پو واجب ہے پاس نمک
اتا جاؤں اس تک نہ کر بیم و شک
بہر طور کر نقل و ازکار اب
کروں خواب غفلت سوں ہوشیار اب
یہ تجویز کر کر گیا جلد تر
حجام نلی کوں کرایا خبر
کہ یک نقلیہ بہوت صاحب کمال
ہے حاضر دربار کے پہ اتال
اگر حکم ہووے تو لادیں بلا
کہا سن مسرت سے وہ بے حیا
بلا لاؤ جلدی سوں اس کوں یہاں
کرے تا کمال اپنے سارے عیاں
گیا روبرو جب دعا و ثناء
بہت سی فصاحت سے کر کر ادا
عجائب غرائب بہ فکر لطیف
کیا نقلہائے وضیع و شریف
ہوا دنگ حجام آئینہ ساں
دیا کھو سبھی ہوش و تاب و تواں
بہت ہو کے خورسند و فرحان و شاد
سبوں سے دے انعام اس کوں زیاد

مخاطب ہو اس سے کہا بے حیا
اسی طرح سوں تو نے صبح دمسا
کیا نقلہا کر لطافت کے سات
کہ تا ہول دل سو میں پاؤں نجات
یہ سن نقلیہ نے فرح ناک ہو
لگیا نقل کرنے کوں بے باک ہو
بہر طور کر کے ہنر روز و شب
دل اس کا لیا ہاتھ میں اپنے تب
کہا ایک دن حکم ہووے اگر
کروں نقل حضرت بصد زیب و فر
بشرطیکہ زیور و اسباب سب
بھی پوشاک اور مسند خاص سب
دلا تا مجھے اور سارے امیر
لباس ہائے پر قیمت و بے نظیر
میرے سب رفیقاں کوں دیویں شتاب
منگا کر کہ تا پین با آب و تاب
کروں نقل برجستہ و خوش نما
بائین بہتر بہوت دل کشا
یہ سنتیچ حجام بے ننگ و ہوش
جواہر و پوشاک و مسند و فرش
جو کچھ وہ کہا سو دیا سب منگا
بھی سب اہل کاراں نے یک یک جدا
کرا فرش مسند بچھا اس اوپر
جواہر و پوشاک سب پین کر

بعینہ بنا ڈول حجام کا
اپے بیٹھ مسند پو تکیے لگا
کہا سب رفیقاں کوں تم جلد جاؤ
جو کچھ میں کہا ہوں سو وہ بھیس لاؤ
گئے سب شتابی سوں ناکر درنگ
ہو سوراخ جنگ یک و یک دیگ جنگ
دبر جنگ یک نے بنیا اوڑھ شال
ہو یک نے کہا گھانسی میاں کے مثال
بھی مغل علی یک و یک گر بہ جنگ
اسی طرح ہر یک نے باآب و رنگ
بنا دول ارکان دولت تمام
کیے آ ادب سیتی اس کوں سلام
بہ حفظ مراتب وہاں بیٹھ سب
لگے عرض و معروض کرنے کوں تب
کتے بن کو ہرکارے اخبارہا
لگے کہنے بند ہات سرکوں نواے۲۳
کتو نے بدل بھیس ہو چوبدار
سلام اور مجرا دلاویں پکار
کتے فرد ہائے جواب و سوال
کھڑے رہے لے ہاتاں میں بے قیل و قال
حجام نلی اور سارے حمار
تماشے کوں یہ دیکھ بے اختیار
بشاشت میں آ کر یک یک نے جدا
کہیں آفریں مرحبا حبذا

اسی عیش و فرحت میں تھے ناگہاں
دو ہرکارے ماہر سوں آئے دوان
ہو ترساں و لرزاں و نالاں و زار
کہے اس کے نزدیک جا آہ مار
کہ دو کوس پر آ کو سلطان دین
دیے تار بند بیچ ویروں کیتیں
یہ سنیتچ ہو گھابرا سر بسر
کھڑے ہو کے مسند اوپر جلد تر
مخاطب ہو سب سات پوچھیا اتا
کہو کیا ہے تدبیر اس بات کا
کسی نے بھی اس کوں نہ دے کر جواب
دونوں ہات و پاواں میں اس کے شتاب
کیے طوق و زنجیر و بے قیل و قال
دے دشنام ہاکوں بہ طیش کمال
اگرچہ بہوت وہ گھگانے لگا
نپٹ عاجزی سوں منانے لگا
نہ دیکھا کسی نے بھی اس کے کدہن
نہ کرتا کوئی بات غیر از طعن
سبھی اہل مجلس نے یہ دیکھ حال
مسرت بسر ہو قرین ملال
خجالت سوں بیٹھے اتھے سر نوا
ہو حیرت زدہ نقش تصویر سا
حجام نلی نے گنوا آب و تاب
دلا ان کوں انعام اٹھ کر شتاب

گیا گھر میں محزون بہ آہ و فغاں
نپٹ ہول دل سیتی کھو سب تواں
مصیبت میں اول سوں تھا مبتلا
بھی اس پر علاوہ ہوئی یہ بلا
کتا تھا کروں کیا تبھی اب علاج
فضیحت کیا نقلیہ مجکوں آج
ہوا داغ پر داغ اور غم پو غم
نمک پر جراحت الم در الم
مرض ہول دل کا اودہانیا زیاد
ہوا مجھ پو ہر لحظہ یوں التناد
اسی طرح روتا وہ سر پیٹتا
رہا کہتے ہوئی کیا میری سوں خطا

(۳۰)

داستان خبر یافتن نصاریٰ از فتح سلطان و ہزیمت مشرکاں و ہول خوردن ایشاں و جواب و سوال کرستان ناظم ارکاٹ بانصاریٰ بر طبق اجمال نوشتہ شد

یہ اخبار سب سن کو اہل فرنگ
بنادر میں تصویر سا ہو کے دنگ
رہے کھو کر سب عقل و تاب و تواں
خصوصاً کرستان از خوف جان
اچھلنے لگیا مثل مینڈک بچک
ہلے اپنی داڑھی تو کر دے چمک
سبھی اہل کپل کے پاس جا
کہو مشورت تم کوں کیا سوجتا
اتاہم پو باندھیں گے سلطان کمر
کرو کچھ بھی تدبیر و فکر و ہنر
وگر نہ یہ ملک و بنادر تمام
ہمارے سوں لیتے ہیں چھین لاکلام
خبر مختلف میں نے سنتا ہوں اب
کہ بنگلور(۳۸) پر فوج ہو جمع سب
سکل کر کے اسباب پر خاش و کیں
نپٹ منتظر ہیں کہ سلطان دیں
جب آویں گے کر ملک کا بندوبست
تب ہمنا کوں دیویں گے آ کر شکست

بھلا ہے کہ تم آپ اقدام کر
بندھو ان پو تم جلد لڑنے کمر
سبھی گھاٹ و ناکیوں کوں کر استوار
رہیں خواب غفلت سوں ہو ہوشیار
نہیں تو یہ سب ملک زیر و زبر
اتا آ کو کرتے ہیں بار دگر
یہ افواہ سن سن رعایا تمام
پریشان و حیران ہو صبح و شام
فراری ہو جاتے ہیں بلکہ اتا
نکل گئے ہیں دہشت سوں اب جا بجا
زراعت کیتیں چھوڑ از ترس جاں
چھپے ہیں بنادر میں جا بے گماں
جو چھ میں سنیا تھا کیا آشکار
تمھارے ہے اب ہات میں اختیار
کرو جنگ یا ہوکے رانڈاں نمن
یہاں بیٹھو کرتیچ تدبیر و فن
دیے اہل کپل اس کوں جواب
سبب کیا جو سلطان ہم پر عتاب
کریں گے کیے نئیں ہمیں کچھ خطا
جو پاویں گے اس بات کا اب سزا
اگر کرتے ہم عہد و پیماں نقص
کراتے اسی طرح سوں ہم کوں رقص
تیری ہم نے تدبیر سنتے تو آج
ہووے ہوتے سب بات سوں لاعلاج

لکھوں پر زنانوں کے ہم نے دغا
نہ پائیں اگرچہ توں اغوا دیا
تیری بات سابق میں سن کر خراب
ہوئی اب تلک نئیں ہمارے میں تاب
تو چتا ہے اب بھی بہر مکر و فن
خراب ہم کوں کرنے کو اے قوارہ زن
توں ہے نسل ابلیس لا شک و ریب
بہر طور اس طرح فن و فریب
ہمارے تئیں دیتا صبح و شام
تیرے پر ہوئے لعنت خدا کی مدام
بھلا جب کہ آویں گے سلطان چل
یہاں کرنے ہم سات جنگ و جدل
تب اس وقت پر تیرے مشکیاں بندھا
تجھے ہم نے دیویں گے ان کوں لے جا
سبھی ملک و مال و بنادر تمام
ہمیں ان کی کر نذر ہو کر غلام
رہیں گے شب و روز بند کر کمر
بخدمت گزاری بحسب الامر
یہ سن کر کرستان ہو منفعل
گیا اٹھ شتابی سوں گھر کوں خجل
رہا آہ و زاری میں ہر روز شب
نپٹ ہول دل سوں جوں کلب ا لکلب
بہ ہند و بہ سند و بروم و بچین
بہ ایران و توران و خاور زمین

خراساں، بلخ و کابل دیار
صفاہان وبابل حبش، زنگبار
بشام و دمشق و خطا و ختن
بمسقط و بغداد و ملک یمن
مدینہ، نجف، مکہ و ہر دیار
ہوئے چو طرف یہ خبر اشتہار
بہ مشرق و مغرب، جنوب و شمال
کسی پر تھی فرحت کسی پر ملال
یہ "اضراب سلطانی" سن ہر کہیں
مسلمان ہوئے خوش حزیں مشرکیں

(۳۱)

داستان داخل شدن بدار السلطنت پٹن بہ فتح وظفر بعد مسلمان کردن مشرکان کچن گڈ (۳۹) در خوں بہائے عبدالکریم (۴۰) عمل دار آں جا بطبق اجمال نوشتہ شد

پس القصہ سلطان بہ فتح و ظفر
زفضل جہاں داور و داد گر
کیے جب سکل مشرکین پاشکست
وہاں کے قلعہ ہا کا کر بندوبست
سبھی ملک وے قول آباد کر
اوتر تنگ بھدرا بہ صد داب وفر
پٹن کوں کیے قصد جانے کیتیں
نپٹ ہو فرح ناک سلطان دین
یکایک خبر ہوئی دراثنائے راہ
کنچن گڈ کے سب لوگ مل بے گناہ
وہاں کا عمل دار عبدالکریم
اتھا جو اسے آگ میں بھا لئیم
جلائے نہ کر خوف و دہشت ذرا
بہت دے کے خفت و آزارہا
دیا کار حضرت پو وہ اپنا جان
گیا سیر کرنے کوں باغ جناں
یہ سنتیچ "سلطان غضب بیچ آ
سپہدار سید کوں جلدی بلا

کیے حکم اب تم یہاں سے شتاب
شب و روز سب چھوڑ آرام و خواب
کنچن گڈ تلک جاؤ نا کر درنگ
وہاں کے سکل مشرکاں کو بہ جنگ
لے آو کہہ و مہ و برنا و پیر
زن و بچہ ہا سب کوں کر کر اسیر
روانہ کرو جلد تر در حضور
کرو مت تم اس کام میں کچھ قصور
سپہدار سید نے تسلیم کر
بحسب الحکم فوج لے جلد تر
کنچن گڈ کوں جا کر صغیر و کبیر
زن و مرد و برنا کیے سب اسیر
دیکھے جب اسیراں کا سارے شمار
زیادہ ہوئے بیست پر دو ہزار
معہ مال و اسباب لے سب کوں سات
کیے کوچ پر کوچ دن اور رات
جب لشکر میں آئے شتابی سوں جا
کیے عرض سلطان سوں سب ماجرا
کہے سن یہ سارے لعیناں کیتئیں
ستوں مار کوئی مجکوں عائق نہیں
ہیں سب واجب القتل بے قیل و قال
کیے خوں ناحق یہ اہل ضلال
جلائے مسلماں کوں انگار میں
روا نئیں ہے تعطیل اس کار میں

شریعت کے رو سیتی جائز ہے اب
کروں اس کا بدلا میں ان سات سب
و لیکن میں از مہر و لطف عمیم
معاف اب کیا خون عبدالکریم
بھلا نور دین ان پو کر آشکار
مسلماں کروں تا ہوویں رستگار
یہ سب گمرہاں کوں ہدایت کی راہ
دکھاؤں وہ سب بخش جرم و گناہ
بدن کا مکافات نیکی کے سات
اتا کر دونوں جگ میں دیوؤں نجات
یہ کہہ کر اماں جان کا ان کوں دیے
مسلمان یک لخت سب کوں کیے
ہووے نار دوزخ سوں آزاد سب
روانہ کیے منظر آباد (۴۱) سب
وہاں سوں کیے کوچ شاہ جہاں
اپس بخت و طالع پو ہو شادماں
سکل ملک کوں دیکھتے اور حصار
بھی آہو و شیراں کا کرتے شکار
ہووے داخل شہر پٹن شتاب
بصد شان و شوکت بصد آب و تاب
اے عزت اتا ختم کر یہ کلام
رکھ "اضطراب سلطانی" توں اس کا نام
جو کوئی یہ سنے گا سو پاویں گا حظ
حزنیاں کی خاطر بولاویں گا حظ

که جب حکم اشرف نے پایا نفاذ
کہا توں یہ نامہ بصد التزاد
اتھا یہ سخن بے حد و بے حساب
ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا تو نے کر مختصر یہ بیاں
وگر نہ بہوت طول تھی داستان
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا
اگر سب وہ. کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطلول مثال
نہ رہتا کسی سامعاں بیچ حال
بارواح پاک و امامان چار
بہ پیران پیر و دگر چار یار
معہ خاک اسلامیاں وہ کسان
کہ جن کوں نہیں خوف از دو جہاں
مبشر ہیں بیشک ز باغ ارم
یہ سب بزرگاں کی ہے مجھ کوں قسم
جو کچھ میں لکھیا ہوں سوائے اختلاف
ہے سب سچ ، نہیں اس میں بوئے خلاف
جو کوئی یہ سخن ہا کوں جانے دروغ
نہیں اس میں ہے نور دین کا فروغ
سخن سب ہے روشن تر از آفتاب
ہے خفاش منکر نہیں اس میں تاب
جو دیکھے نجھا کر لعین طرب
بھی سمجھے یہ ہے کذب و لہو و لعب

شریعت کے رو سیتی جائز ہے اب
کروں اس کا بدلا میں ان سات سب
و لیکن میں از مہر و لطف عمیم
معاف اب کیا خون عبدالکریم
بھلا نور دین ان پو کر آشکار
مسلماں کروں تا ہوویں رستگار
یہ سب گمرہاں کوں ہدایت کی راہ
دکھاؤں وہ سب بخش جرم و گناہ
بدن کا مکافات نیکی کے سات
اتا کر دونوں جگ میں دیوؤں نجات
یہ کہہ کر اماں جان کا ان کوں دیے
مسلمان یک لخت سب کوں کیے
ہووے نار دوزخ سوں آزاد سب
روانہ کیے منظر آباد (۴۱) سب
وہاں سوں کیے کوچ شاہ جہاں
اپس بخت و طالع پو ہو شادماں
سکل ملک کوں دیکھتے اور حصار
بھی آہو و شیراں کا کرتے شکار
ہووے داخل شہر پٹن شتاب
بصد شان و شوکت بصد آب و تاب
اے عزت اتا ختم کر یہ کلام
رکھ "اضطراب سلطانی" توں اس کا نام
جو کوئی یہ سنے گا سو پاویں گا حظ
حزنیاں کی خاطر بولاویں گا حظ

کہ جب حکم اشرف نے پایا نفاذ
کہا توں یہ نامہ بصد التزاد
اتھا یہ سخن بے حد و بے حساب
ہزاراں سے یک بیت کر انتخاب
لکھیا تو نے کر مختصر یہ بیاں
وگر نہ بہوت طول تھی داستان
کیا مختصر سو اتا کچھ ہوا
اگر سب وہ. کہتا نہ جانوں میں کیا
ہوا ہوتا اطول مطلول مثال
نہ رہتا کسی سامعاں بیچ حال
باروا‌ح پاک و امامان چار
بہ پیران پیر و دگر چار یار
معہ خاک اسلامیاں وہ کسان
کہ جن کوں نہیں خوف از دو جہاں
مبشر ہیں بیشک ز باغ ارم
یہ سب بزرگاں کی ہے مجھ کوں قسم
جو کچھ میں لکھیا ہوں سوائے اختلاف
ہے سب سچ ' نہیں اس میں بوئے خلاف
جو کوئی یہ سخن ہا کوں جانے دروغ
نہیں اس میں ہے نور دین کا فروغ
سخن سب ہے روشن تر از آفتاب
ہے خفاش منکر نہیں اس میں تاب
جو دیکھے نجھا کر لعین طرب
بھی سمجھے یہ ہے کذب و لہو و لعب

تو اب رہ دعا بیچ ہر صبح و شام
بجز اس کے دوسرا نہیں تجھ کوں کام
الٰہی ہے جب لک مہ و آفتاب
یوں ہی رکھ توں سلطان کوں باب و تاب
مظفر و منصور بر مشرکیں
بحشمت و اعزاز تا روز دین

تمت الکتاب بتاریخ چہار دہم حیدری سال ساز ۱۲۲۵ مولود محمد روز دو شنبہ ۔ خط محمد اسد اللہ سہ ۲۴

حواشی

۱۔ یہ عنوان "ب" اور "ع" میں موجود نہیں

۲۔ یہ عنوان بھی "ب" اور "ع" میں موجود نہیں

۳۔ یہ اور اگلے ۵ شعر "ب" میں ورق ۴۲، الف پر شعر ۷ تا ۱۲ ہیں۔

۴۔ یہ اور اگلے ۱۳ شعر "ع" میں صفحہ ۸۳، شعر ۱ تا صفحہ ۸۲، شعر ۱ ہیں۔

۵۔ یہ اور اگلے ۱۷ شعر مع عنوان "ع" میں متن کے آخر میں صفحہ ۸۱، شعر ۱ تا صفحہ ۸۲، شعر ۶ تک تحریر ہیں۔

۶۔ "ب" میں یہ دو شعر اس ترتیب سے ہیں:

ہمیں اپنی انکھیاں سوں دیکھے وہاں
یقین تب ہو سب کو نا لا کے تاب
عجب کچھ تماشا کریں کیا بیاں
کہے ہم نے جانا یہاں سوں شتاب

ورق: ۱۴، ب۔

۷۔ یہ شعر "ب" میں موجود نہیں۔

۸۔ یہ اور اگلے ۳ شعر "ع" میں موجود نہیں۔

۹۔ یہ شعر "س" میں موجود نہیں۔

۱۰۔ یہ اور اگلے ۷ شعر "ب" میں موجود نہیں۔

۱۱۔ یہ شعر "س" میں موجود نہیں۔

۱۲۔ یہ شعر "ع" میں موجود نہیں۔

۱۳۔ یہ شعر "ل" میں موجود نہیں۔

۱۴۔ یہ شعر "ب" اور "ع" میں موجود نہیں۔

۱۵۔ "ب" ورق ۳۷ ب:

دیے گھوڑے خلعت جواہر و فیل
محمد رضا تھے جو دویم وکیل
کہ گھوڑے و خلوت جواہر دیے
خوشامد کوں یک یک کے جا جا کیے

"ل" ورق ۴۶ الف اور "ک" ورق ۵۶ الف:

دیے گھوڑے خلعت جواہر و فیل
محمد رضا تھے جو دویم وکیل

۱۶۔ "ع" میں موجود نہیں۔

۱۷۔ یہاں سے آگے باب ۳۱ کے ۳۶ ویں شعر تک "ع" میں موجود نہیں۔

۱۸۔ یہ اور اگلا شعر "ب" میں موجود نہیں۔

۱۹۔ یہ اور اگلے دو شعر صرف "ل" ورق ۵۷ الف اور ب میں ہیں اور "ک" ورق ۷۱ ب کے حاشیے پر ایک مختلف قلم سے رواں خط میں تحریر ہیں۔

۲۰۔ یہ شعر صرف "ک" میں ہے۔ ورق ۷۲ الف۔

۲۱۔ یہ شعر "ب" اور "ل" میں موجود نہیں۔

۲۲۔ یہ اور اگلے ۱۶ شعر صرف "ل" ورق ۵۹ الف تا ۶۰ الف میں ہیں، اور "ک" میں ورق ۷۳ ب اور ورق ۷۴ الف کے حاشیے پر تحریر ہیں۔

۲۳۔ یہ اور اگلے تین شعروں کی ترتیب "ک" میں مختلف ہے۔ ورق ۷۷ ب اور ۷۸ الف۔

۲۴۔ "ل" ورق: ۶۸ ب: یہ ترقیمہ دوسرے نسخوں میں موجود نہیں، جب کہ "ک" میں محض "تمت تمام شد" لکھا ہے اور پھر نیچے کچھ فاصلے پر اسی

قلم سے "صحیح ---- شد" تحریر ہے۔ اس مقام پر انگریزی میں "ایشیاٹک سوسائٹی" کی بیضوی مہر ثبت ہونے کے باعث درمیانی لفظ پڑھا نہیں جاتا۔ ورق ۸۴' الف۔

تعلیقات

۱۔ ادہونی اور ادونی، ضلع بلاری (مدراس) کے انتہائی شمال میں واقع ایک تعلقہ۔ کل رقبہ تقریباً ۱۳۴۰ مربع کلو میٹر۔ یہ تین بڑے قصبات ادہونی، جو اس کا صدر مقام تھا، یمیگانور اور کو سیگی اور ۱۹۱ دیہات پر مشتمل تھا۔ قصبہ ادہونی، بنگلور سے سکندر آباد جانے والی شاہراہ سے متصل اور شہر مدارس سے ۴۹۱ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ضلع بلاری میں، بلاری کے بعد یہ سب سے بڑا قصبہ تھا، جس کی آبادی میں ۶۰ فیصد ہندو اور ۳۰ فیصد مسلمان آباد تھے۔

یہاں سنگلاخ پہاڑی سلسلے پر واقع ایک مضبوط قلعہ اس کی اہمیت کا باعث رہا۔ یہ اپنی مضبوطی اور ناقابل تسخیر ہونے کی صفات کے ساتھ ساتھ دریائے کرشنا اور دریائے تنگبھدرا کے دو آبہ کے زرخیز خطہ میں واقع ہونے کی وجہ سے دکن کی جنگوں میں ہر ایک کے لیے پر کشش رہا۔ چودھویں صدی میں دکن کی عظیم ہندو مملکت وجے نگر کے حکمرانوں کی یہ سب سے محفوظ پناہ گاہ ثابت ہوا، اور خاص طور پر جنگ کے زمانے میں حکمران اپنے خاندانوں کی حفاظت کے لیے اسے استعمال کرتے رہے۔ ۱۵۶۵ء میں بیجاپور کے سلطان علی عادل شاہ (۱۵۵۸ء۔ ۱۵۸۰ء) کے اسے وجے نگر کے حکمراں رام ریا (۱۵۴۲ء۔ ۱۵۶۵ء) سے چھین لینے تک یہ وجے نگر کے حکمرانوں کے قبضے میں رہا اور پھر یہ مسلمانوں ہی کے قبضے میں رہا۔ بیجاپور کے ناظم سدی مسعود خاں (۱۶۶۲ء۔ ۱۶۸۷ء) نے اس قلعہ میں ایک انتہائی خوبصورت مسجد تعمیر کی تھی، جو اس قلعہ کی ایک اور وجہ شہرت ثابت ہوئی۔

۱۷۵۶ء میں نظام حیدر آباد میر آصف الدولہ سلابت جنگ (۱۷۵۱ء۔ ۱۷۶۲ء) نے اسے اپنے بھائی بسالت جنگ (متوفی ۱۷۸۲ء) کو بطور جاگیر بخش

دیا۔ بسالت جنگ نے اسی جگہ انتقال کیا اور یہیں تدفین عمل میں آئی۔ حیدر علی نے اسے اپنے قبضے میں لینے کے لیے دوبار اس پر حملے کیے، لیکن ناکام رہا۔ ٹیپو سلطان نے اسے ایک ماہ کے محاصرے کے بعد ۲ جولائی ۱۷۸۶ء کو فتح کر لیا۔ اس وقت بسالت جنگ کا بیٹا اور نظام علی خاں کا داماد مہابت جنگ اس قلعے کا ناظم تھا۔ جب ۱۷۹۲ء میں انگریزوں اور ان کے اتحادیوں (مرہٹوں اور نظام) نے ٹیپو سلطان کو شکست دی، تو یہ قلعہ ٹیپو کے قبضے سے نکل کر دوبارہ نظام کے قبضے میں چلا گیا۔۔۔۔ لیکن ۱۸۰۰ء میں انگریزوں نے نظام سے ہتھیا لیا۔

یہ قلعہ، ادھونی کے جنوب مغرب میں واقع پانچ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کوئی آٹھ سو فٹ کی بلندی پر تعمیر ہوا تھا۔ اس کے آثار اب تک موجود ہیں۔ ان پانچ میں سے دو بلند ترین چوٹیوں "بارہ خیلا" اور "تالی بنڈہ" پر تعمیر اس کے ایک حصے میں پتھر کی ایک بڑی توپ نصب تھی اور ایک اسلحہ خانہ واقع تھا۔

تفصیلات کے لیے: "دستی گزٹیر" ص ۳۔ "سرکاری گزٹیر" جلد ۵، ص ۲۴۔ ۲۵، فورسٹ، ص ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ بشیر الدین احمد، ۱۹۱۵ء۔

۲۔ شاعر نے استہزایہ نظام علی کو "حجام تلی" کہا ہے۔ نظام علی خاں، فرزند نظام الملک آصف جاہ اول (۱۷۲۰ء۔ ۱۷۴۸ء) کے پانچویں فرزند نے ریاست حیدر آباد پر ۱۷۶۲ء سے ۱۸۰۳ء تک حکمرانی کی۔ ان کے عہد اور سوانحی حالات کے لیے: سراج الدین طالب "نظام علی خاں" (حیدر آباد، ۱۹۳۲ء)، زیر نظر مثنوی کے پس منظر اور واقعات کے لیے، بالخصوص، حصہ دوم، ص ۱۴۷۔ ۱۵۱

۳۔ مرہٹوں کا ایک سردار، جو اس سلسلہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا، جس نے "ہلکر" کے لاحقے کے ساتھ جنوب مغربی مالوہ پر حکومت کی اور پایہ تخت اندور کو بنایا۔ اس خاندان کا اولین حکمراں ملہار راؤ (۱۷۲۸ء۔ ۱۷۶۵ء) تھا۔ حملہ ادھونی کے وقت ملہار راؤ کی بہو اہلیہ بائی (۱۷۶۵ء۔ ۱۷۹۵ء) حکمراں تھی۔

حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد میں مرہٹوں نے اپنی طاقت اور اپنی سرحدوں کو باہم اس طرح تقسیم کر لیا تھا کہ شمال میں مہادجی سندھیا (۱۷۲۷ء - ۱۷۹۴ء) اور جنوب میں نانا فرنویس (۱۷۴۲ء - ۱۸۰۰ء) اپنے اپنے مفادات و تحفظ کے لیے سرگرم ہے۔ موخر الذکر کا مرکز پونا رہا۔

راستیہ ہلکر کے حالات دستیاب نہیں۔

۴۔ پیشوا خاندان کا ایک سالار۔ یہ خاندان شیواجی (۱۶۲۷ء - ۱۶۸۰ء) کے عہد سے مرہٹوں میں زور و اثر حاصل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سلسلے کے ایک فرد بالاجی وشواناتھ (۱۷۱۴ء - ۱۷۲۰ء) نے پونا میں اپنی مملکت قائم کر لی۔ پانی پت کی تیسری جنگ (۱۷۶۱ء) میں شکست کے بعد مرہٹہ طاقتوں کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی، اس میں پیشوا طاقت بھی زوال پذیر ہوئی۔ بعد میں نانا فرنویس کے عہد میں اسے توانائی حاصل ہوئی۔

یہ بالاجی پنڈت اسی خاندان سے تعلق رکھتا تھا، لیکن اس کے حالات دستیاب نہیں۔ شاعر نے موہٹوں کی جانب سے کئی سرداروں کا ذکر کیا ہے۔ آگے ایک نام، اسی خاندان کا مادجی (مہاداجی)، مادجی بالاجی بھی آتا ہے۔

۵۔ یہاں مرہٹہ سردار "ہری پنڈت، ہری رام پھڑکیہ" مراد ہے، جو اس جنگ میں پیش پیش رہا اور اس وقت مرہٹوں کا سالار اعظم تھا۔ انگریزوں سے آخری مرہٹہ جنگ (۱۸۱۸ء) تک یہی سالار رہا۔ کرمانی کے مطابق یہ شخص پالیگار تھا اور اس کا تعلق کنگ گیری سے تھا۔ مرہٹوں سے سازش کر کے یہ ان سے برگشتہ اور باغی بھی ہو گیا تھا۔ چناں چہ ٹیپو کے پاس حاضر ہو کر اس سے معافی چاہی۔ ٹیپو نے اسے معاف کر دیا اور ضرورت پڑنے پر اس سے کام بھی لیا، لیکن اس کے صلے میں تعلقہ گجندر گڑھ مع مضافات اور کنچن گڑھ کے چند قریے بطور جاگیر اسے بخش دیے۔

کرمانی، ص ۳۶۱، ۳۶۳، فورسٹ، ص ۱۶۴، مان سنگھ، ص ۳۲۳

۶۔ اس نام کے کئی شہر اور قصبات جنوبی ہند' بلکہ میسور میں بھی موجود رہے ہیں' ("The Hand Gazetteer of India" ص ۲۹۰) یہ لفظ بجائے خود شہر یا حدود کے معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ چناں چہ یہاں مراد سرنگاپٹم سے ہے' جو عہدِ ماقبل سے مملکت میسور کا دارالحکومت تھا۔ یہ سرنگا پٹن یا سرنگاپٹم بھی کہلاتا تھا۔ یہیں ٹیپو نے ادھونی پر حملے کا فیصلہ کیا تھا۔

۷۔ دکن کی متعلقہ تاریخوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ بظاہر نظام علی خاں سے اس کا قرابت کا رشتہ معلوم ہوتا ہے۔ شاعر نے بطور استہزا مثنوی میں اسے ایک کردار کی صورت دی ہے۔

۸۔ مملکت آصفیہ کا پایہ تخت۔ قدیم نام "بھاگ نگر" قطب شاہی سلطنت کے حکمراں محمد قلی قطب (۱۵۸۰ء - ۱۶۱۲ء) نے ۱۵۸۹ء میں تعمیر کرنا شروع کیا تھا۔ اپنی متعدد تعمیرات کے اعتبار سے شہرت کا حامل ہے۔

۹۔ پونے' پونا (اور قدیم تاریخوں میں پوناں) جنوبی ہند میں مولا اور موتھا دریاؤں کے درمیان اور موجودہ مہاراشٹر میں واقع شہر' جو بہمنی سلطنت (۱۳۴۷ء - ۱۵۲۷ء) اور عادل شاہی سلطنت (۱۴۹۰ء - ۱۶۸۶ء) کے عہد میں' اور پھر ۱۷۴۹ء سے ۱۸۱۷ء میں انگریزوں کے قبضے میں جانے تک مرہٹہ حکومتوں کا پایہ تخت رہا۔

مان سنگھ' ص ۳۲۵ - ۳۲۶' کریان ص ۱۹۷

۱۰۔ مدراس کے بلاری اور کرنول ضلعوں میں واقع دریا' جو تنگا اور بھدرا سے مل کر بنتا ہے اور میسور میں کدلی کے مقام پر باہم مل جاتا ہے اور پھر ۵۲۸ کلو میٹر جا کر دریائے کرشنا میں ضم ہو جاتا ہے۔ شمال اور مشرق کی طرف رخ پھیرتے ہوئے یہ دریا حیدر آباد اور مدراس کے درمیان ایک سرحد کا کام کرتا ہے۔

تفصیلات کے لیے: "Imperial Gazetteer of India"

جلد ۲۴، ص ۱۰۶۰-۶۱: "The Hand Gazetter of India"

ص ۹-۳۷۳، آر. پی. مصرا (دہلی، ۱۹۷۳ء) ص ۲۱:

"Geography of Mysore" (دہلی، ۱۹۷۳ء) ص ۲۱

۱۱۔ ایودھیا کا شہزادہ، جو ویشنو (خدا) کے دس اوتار (خدا کا انسانی روپ) میں سے ساتواں اوتار ہے۔ اس نے سیتا سے شادی کی تھی اور تخت نشینی کا منتظر تھا کہ محلاتی سازش کے نتیجے میں دربدر ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اس دربدری میں اس کے ساتھ اس کی بیوی اور چھوٹا بھائی لکشمن یا لچھمن بھی تھے۔ اس حالت میں انھوں نے متعدد مصائب کا سامنا کیا، جن میں سے ایک لنکا کے حکمراں راون کی جانب سے سیتا کا اغوا بھی تھا، جو اسے اغوا کر کے لنکا لے گیا۔ رام نے ہنومان (ہوا کا دیوتا، جو طاقت کی علامت ہے) اور متعدد جنگلی جانوروں کی مدد سے لنکا پر حملہ کیا اور سیتا کو چھڑا لیا۔ پھر ایودھیا واپس آ کر ایودھیا کے تخت پر متمکن ہو گیا۔ یہ کردار نیکی اور بہادری کی ایک علامت سمجھا جاتا ہے۔

باشم، ص ۴۱۲-۴۱۵، سولیوان، ص ۱۷۸-۱۷۹

۱۲۔ لکشمن یا لچھمن۔ رام کا چھوٹا بھائی، جو اپنے بڑے بھائی کی خدمت اور فرمانبرداری کے لحاظ سے مثال سمجھا جاتا ہے۔ سولیوان، ص ۱۲۱، باشم، ص ۳۰۳، ۴۱۲-۴۱۳

۱۳۔ حکمرانی اور جمالیاتی صفات کا حامل ایک جنگجو۔ ویشنو کے ایک انسانی روپ کرشن یا کشن کا ساتھی۔ کرشن نے اس کو جو نصیحتیں کیں، ان ہی کا مجوعہ "بھگوت گیتا" نامی مشہور کتاب ہے۔ یہ مہابھارت کا اصل ہیرو بھی ہے۔ اس کے باپ اندرا کو دیوتاؤں کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے، جو خود بھی ایک جنگجو تھا، اور جو جنگ میں دیگر دیوتاؤں کا سردار بنا۔

سولیوان، ص ۲۹، باشم، ص ۴۰۷-۴۰۹

۱۴۔ لنکا کا بادشاہ، جو شر اور بدی کی نمایاں صفات کا حامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ

اس کے دس سر ہیں۔ ترک دنیا کے اس کے عمل کی وجہ سے برہمنوں کے خدا برہما نے اسے اتنی قوت بخشی کہ دیوتا اسے قتل یا ختم نہیں کر سکتے۔

موجودہ بھارت میں شمالی بھارت (مرکز) کے خلاف سیاسی رد عمل میں راون کو جنوب کے محافظ کے طور پر ایک قومی علامت کی حیثیت دی جا رہی ہے۔

سولیوان، ص ۲۸۶

۱۵۔ پانچ پانڈوؤں میں دوسرا بھائی۔ شیو (خدائے کائنات) کا ایک انسانی روپ۔ یہ طاقت تو بے پناہ رکھتا تھا، لیکن ذہانت میں کم تر تھا۔

باشم، ص ۴۰۸۔ ۴۰۹

۱۶۔ ہندو عقیدے کے مطابق یہ شیو کا بیٹا ہے، جسے شیو کی بیوی پاربتی نے اپنی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا۔ اپنے وجود کے لحاظ سے یہ یوں منفرد ہے کہ اس کا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہے۔ برطانوی عہد میں ہندو قوم پرستی کی تحریکوں کے زیر اثر اسے ہندو قومیت کی ایک علامت سمجھا جانے لگا۔ چناں چہ گزشتہ ڈیڑھ صدی کے عرصے میں اسے ایک مقبول عام دیوتا کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور اس کی پرستش (گنیش پوجا) میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔

سولیوان، ص ۸۳۔ ۸۴

۱۷۔ وشنو کا ایک انسانی روپ، جو صفات کے لحاظ سے سیاہ یا تاریک ہے اور ہندو عقیدے کے مطابق ”اصل حقیقت“ ہے کہ خود وشنو بھی اس کا ایک روپ ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب ”بھگوت گیتا“ اسی کی تعلیمات کا مجموعہ ہے، جن میں خود کو وہ ایک خدا کے طور پر پیش کرتا ہے۔ حسن و رومان پرستی کے لحاظ سے بھی یہ ایک مثال سمجھا جاتا ہے، جو نوجوانی میں گوپیوں (گوالنوں) کے عشق میں مبتلا رہتا ہے۔ ان گوپیوں میں سے ”رادھا“ اس کی خاص محبوبہ تھی۔

کرشن کی عشق کی مختلف صورتیں ہندو ادب و فن میں بے حد مقبول موضوع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک تیوہار "جنم اشٹمی" اس کی پیدائش اور جوانی کے تصور کے تحت منایا جاتا ہے۔

سولیوان ۷ ص ۱۱۶۔۱۱۸

۱۸۔ ہنمنت، رام کا بہادر دوست اور تابع دار، جو سیتا کو راون کی قید سے چھڑانے کے معرکے میں رام کے ساتھ شریک رہا۔ اس کی شکل بندر کی ہوتی ہے اور یہ بندر دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ دیہاتوں میں اب بھی کثرت سے اس کی پوجا ہوتی ہے۔

باشم، ص ۳۰۳، ۳۱۵

۱۹۔ ریاست شاہ نور کا افغان حاکم عبدالحکیم خاں۔ شمالی سمتوں میں اپنے توسیعی منصوبوں کے تحت اس ریاست کو اپنے قبضے یا اثر میں رکھنے کے لیے حیدر علی اور ٹیپو سلطان دونوں کوشاں رہے تھے۔ حیدر علی نے اس مقصد کے لیے اس کے حاکم عبدالحکیم خاں کو ۱۷۷۹ء میں دو طرفہ شادیوں کے مضبوط رشتے میں بھی باندھ لیا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی بیٹیاں ایک دوسرے کے بیٹوں سے بیاہیں۔ حیدر علی کا چھوٹا بیٹا عبدالکریم (پیدائش ۱۷۶۰ء) حکیم خاں کا داماد بن گیا۔ لیکن حیدر علی کے انتقال کے بعد حکیم خاں کا رویہ بدل گیا تھا۔ کیوں کہ حیدر علی کے بعد وہ اپنے داماد عبدالکریم کو میسور کا حکمراں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے ٹیپو سلطان کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اس لیے جب مرہٹوں اور نظام نے ٹیپو کے خلاف اتحاد کیا تو اس نے بھی مرہٹوں کے ساتھ معاملات طے کر لیے۔ جب ٹیپو سلطان نے اس کی سرکشی دبانے کے لیے ساؤنور پر حملہ کیا تو وہ اپنا مال و متاع چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ کسی نے اس کے فرار کی تاریخ اس اردو جملے سے نکالی:

"حکیم خاں میانہ سب کو چھوڑ کے آپ بھاگا"

کرمانی، ص ۳۸۴-۳۸۵، فورسٹ ص ۱۰۵

یہ اگست ۱۷۸۶ء کا واقعہ ہے۔ جیمز برجس، ص ۲۵۷

بعد میں ہری پنڈت پھڑکیہ نے، جب ٹیپو سلطان سے صلح کرلی تو اپنے ساتھ ساتھ عبدالحکیم خاں کے لیے بھی معافی کی سفارش کی، جس پر ٹیپو نے اسے بھی معاف کردیا اور شاہ نور کا صوبہ اسے واپس کردیا۔

عبدالرحیم "حملات حیدری" ص ۵۹۰، ونیز کرمانی، ص ۳۶۳

۲۰۔ ساؤ نور، سوانور اور شاہ نور، تینوں ناموں سے موسوم رہا۔ ضلع دھارور (بمبئ) کی ایک چھوٹی سی ریاست، جس کا کل رقبہ ۱۱۲ کلو میٹر تھا۔

"The Hand Gazetteer of India" ص ۳۳۲

۲۱۔ موجودہ مہاراشٹر کا شہر، سلطنت بیجاپور (۱۴۹۰ء - ۱۶۸۶ء) کا دارالحکومت۔ اپنی متعدد تعمیرات کے حسن و فن کے لحاظ سے شہرت و امتیاز کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ حضوصاً اس میں جامع مسجد اور ابراہیم عادل شاہ (۱۵۸۰ء - ۱۶۲۷ء) اور محمد عادل شاہ (۱۶۲۷ء - ۱۶۵۷ء) کے مزاروں کی تعمیرات خاص دلکشی رکھتی ہیں۔

۲۲۔ یہاں استہزائیہ انداز میں مہابت جنگ اور تہور جنگ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اول الذکر نظام علی خاں کا بھتیجا اور اس کے بھائی شجاع الملک بسالت جنگ کا بیٹا تھا۔ نظام نے ادہونی پر مہابت جنگ کو تعینات کیا تھا۔ ٹیپو کے حملۂ ادہونی کے وقت یہی ادہونی کا ناظم تھا، لیکن ٹیپو کے حملے کے وقت ادہونی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس وقت فوج کی کمان تہور جنگ کے ہاتھ میں تھی۔ جب اس جنگ کے خاتمے کے بعد اپریل ۱۷۸۷ء میں ٹیپو سلطان اور نظام علی خاں اور مرہٹوں کے مابین معاہدۂ امن طے پایا تو اس معاہدے کے نتیجے میں ٹیپو سلطان کو تمام مفتوحہ علاقے اتحادیوں کو واپس کرنے پڑے۔ ادہونی بھی واپس ہوا اور اس پر مہابت جنگ دوبارہ ناظم مقرر ہوا۔ ۱۷۹۰ء میں مہابت جنگ نے نظام کی افواج کی

سالاری کرتے ہوئے، انگریزوں کی مدد سے، دوبارہ کپل پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔

کرمانی، ص ۳۴۳، ۳۴۴، فورسٹ، ۱۰۵، ۱۵۰

۲۳۔ کشنا اور کرشنا۔ دریا، جس کی لمبائی تقریباً ۱۴۰۰ کلو میٹر ہے۔ یہ بحیرۂ عرب سے محض ۶۰ کلومیٹر کے فاصلے پر مہا بلیشر کے نزدیک اپنے منبع سے نکل کر حیدر آباد سے مدراس کی جانب مغربی سمت میں بہتے ہوئے مسولی پٹم کے ساحل پر خلیج بنگال میں جاگرتا ہے۔

مصرا، ص ۲۰: "Hand Gazetteer of India" ص ۲۰۵

۲۴۔ یہ قلعہ پہاڑی سلسلہ کپل پر تعمیر تھا۔ یہ پہاڑی سلسلہ ضلع رائے پور، ریاست حیدر آباد میں واقع ہے۔ ٹیپو سلطان نے اسے ۱۷۸۶ء میں فتح کیا تو فرانسیسی ماہرین تعمیرات کی مدد سے اس کی دامن میں ایک اور قلعہ تعمیر کیا۔ ۱۷۹۰ء میں اسے نظام اور انگریزوں کی اتحادی افواج نے ٹیپو سے واپس لے لیا۔

"سرکاری گزٹیر" جلد ۵ ص ۳۹۸، و نیز برجس، ص ۲۶۱

۲۵۔ میسور کے شمال میں ریاست حیدر آباد اور میسور کی سرحدوں سے متصل علاقہ اور اسی نام کا قصبہ۔ یہاں واقع قلعہ بہادر بنڈہ کے باعث اسے اہم سرحدی مقام کی حیثیت حاصل رہی۔ میسور کے انضمام کے بعد یہ علاقہ ریاست حیدر آباد میں شامل کردیا گیا اور نظام افضل الدولہ (۱۸۵۷ء۔۱۸۶۹ء) نے اسے سر سالار جنگ میر تراب علی خاں (۱۸۲۹ء۔ ۱۸۸۳ء) کو بطور جاگیر بخش دیا تھا۔

تفصیلات کے لیے: میر احمد علی خاں "حالات کپل" قلمی نسخہ، مخزونہ کتب خانہ نواب سالار جنگ، بحوالہ سید نصیر الدین ہاشمی، ۱۹۵۷ء، ص ۸۲۴۔

۲۶۔ ایک قدیم شہر جو دریائے تنگبھدرا کے جنوب میں مدراس کے بلاری ضلع میں واقع تھا۔ آخری ہندو مملکت کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے اسے تاریخی اہمیت حاصل ہے۔

"دستی گزٹیر" ص ۱۳۶، "سرکاری گزٹیر" جلد ۲۴، ص ۳۱۰۔ ۳۱۴، تفصیلات کے لیے: بشیر الدین احمد، ۱۹۱۱ء۔

۲۷۔ نیلور ضلع کا ایک گاؤں۔ پرانا یا پورا نام وجیا مرتندا دورگم۔ ایک قلعہ اور بڑے تالاب کی وجہ سے اہمیت حاصل تھی۔

"دستی گزٹیر" ص ۱۷۵، بشیر الدین احمد، ۱۹۱۵ء، حصہ سوم، جلد دوم۔

۲۸۔ تنگا، دریا، جو جنوبی ہند میں مغربی گھاٹ سے کوئی ۱۷۷ کلومیٹر بہتا ہوا آکر میسور میں کدلی کے مقام پر دریائے بھدرا میں مل کر "تنگبھدرا" بن جاتا ہے۔ مصرا، ص ۲۱

۲۹۔ بنیادی طور پر دوران جنگ لوٹ مار کرنے والا طبقہ، جس نے مرہٹوں کی زیر سرپرستی و زیر ہدایت اٹھارویں صدی میں وسطی و مغربی ہند میں کافی لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ انھیں مرہٹہ حکومت کی سرپرستی حاصل تھی اور وہ لوٹ کا کچھ حصہ بطور محصول ادا کرتے تھے۔ (سین، ص ۴۵۷) ان کو نہ اپنوں بیگانوں کی تمیز تھی اور نہ مندروں مسجدوں کی۔ اور اب ان کے قدم شمالی ہند اور بنگال کی طرف بھی بڑھنے لگے تھے۔ (اسٹیفن نیل، ص ۱۳۹) تیسری مرہٹہ جنگ ۱۸۱۷ء کے بعد انگریزوں نے ان کا قریب قریب خاتمہ کر دیا۔

کریان، ص ۱۹۵، ہنری بیوریج، ص ۶۲، ۶۶، ونیز فلپس، ۱۹۶۳ء، ص ۷۲

۳۰۔ رامائن کا مرکزی نسوانی کردار اور رام کی بیوی۔ ہندو عقیدے میں اس کو دولت، خوش حالی اور زمین کی دیوی کی حیثیت حاصل ہے۔ جب رام کو شاہی محل سے بے دخل کیا گیا تو یہ بھی اس کے ساتھ صعوبتیں برداشت کرنے پر

آمادہ ہوئی اور اس کے ساتھ رہی، تا آں کہ راون نے اسے اغوا کر لیا اور اپنے ملک لنکا لے کر چلا گیا۔ آخر کار رام نے اسے راون سے نجات دلائی۔ لیکن راون کی قید میں رہنے کی وجہ سے اس کی پاک دامنی کے مشکوک ہونے کی وجہ سے رام نے اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا، کیوں کہ وہ اب کسی ایسی عورت کے ساتھ حکمرانی نہیں کر سکتا تھا۔ چناں چہ سیتا نے خودکشی کی کوشش کی، لیکن دیوتاؤں نے اسے بچالیا۔ تب سیتا نے زمین سے کہا کہ وہ اسے نگل لے، اس طرح وہ واپس اپنی اصل میں منتقل ہو گئی۔

سولیوان، ص ۲۰۹۔ ۲۱۰

۳۱۔ مجودہ مہاراشٹر کا ایک قصبہ، جو مرہٹہ حکمراں شاہو (۱۷۰۸ء ۔ ۱۷۴۹ء) کے عہد میں مرہٹہ حکومت کا پایہ تخت رہا۔ ۱۷۴۹ء میں پایہ تخت یہاں سے پونا منتقل ہو گیا۔

کریان، ص ۲۲۲، مان سنگھ، ص ۳۲۲، اس عہد میں یہ ایک ضلع اور اسی نام کا ایک تعلقہ بھی تھا، جو علی الترتیب ۸۰۰۰ مربع کلومیٹر اور ۵۱۲ مربع کلومیٹر پر مشتمل تھے۔ ''دستی گزٹیر'' ص ۳۳۱

۳۲۔ چنیاپٹن، چناٹپن، چناپٹنا، چناپٹم: ضلع بنگلور کا ایک قصبہ، جہاں یک قلعہ اور ایک محل واقع تھا۔

ایضاً، ص ۸۷

۳۳۔ میسور کے ضلع کادور کا ایک تعلقہ اور اسی نام کا ایک گاؤں۔ ''دستی گزٹیر'' ص ۳۸

۳۴۔ ٹیپو سلطان کے معتمد ترجمان اور فوجی سالار، جو رشتہ میں ٹیپو کے برادر نسبتی (بیوی رقیہ بانو کے بھائی) کے خسر تھے۔ اتحادی فوجوں، بشمول انگریز فوجوں سے ۱۸ ستمبر سے ۱۸ دسمبر ۱۷۹۰ء کے دوران قلعہ دھروار کی حفاظت کے لیے انھوں نے انتہائی مستعدی اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔ فورسٹ، ص ۱۶۲

۳۵۔ ٹیپو سلطان کے غم زاد تھے اور اپنی بہادری کی وجہ سے "بنکی نواب" (آتشیں نواب) کے نام سے مشہور تھے۔ ان صفات کی وجہ سے ٹیپو سلطان کو ان پر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے آخری معرکۂ سرنگاپٹم میں کمبادی قلعہ کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے ڈیڑھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ فورسٹ، ص ۱۰۳، ۲۷۹

۳۶۔ ویشنو کا متشابہ دیوتا۔ نارا نامی ایک دوسرے دیوتا سے اس کا ہمیشہ ایک جوڑ چلا آ رہا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق کہا جاتا ہے کہ ارجن، نارامیں اور کرشن، نرائن میں متشکل ہوتے ہیں۔ سولیوان، ص ۱۴۷۔

۳۷۔ وسطی بھارت کا شہر۔ قدیم نام دیوگری، جو یادو حکومت کا پایہ تخت تھا۔ محمد تغلق (۱۳۲۵ء۔ ۱۳۵۱ء) نے اسے اپنے زمانۂ حکومت میں ۱۳۲۷ء میں اپنا دار السطنت بنایا۔ بعد میں یہ بہمنی سلطنت کے زمانہ میں صوبۂ احمد نگر کا پایۂ تخت بنا۔ یہاں کی تعمیرات میں پہاڑ کی چوٹی پر پتھر کا ایک قدیم قلعہ اور اس قلعہ کے دامن میں تعمیر شدہ "چاند مینار" اور اس سے کچھ فاصلے پر خلد آباد کا قبرستان اس کی شہرت کا باعث ہیں۔ اس قبرستان میں مشاہیر علماء اور مشائخ کے علاوہ نظام الملک آصف جاہ اول، اورنگ زیب (۱۶۵۸ء۔ ۱۷۰۷ء) ملک عنبر (متوفی ۱۶۲۶ء)، ابوالحسن تانے شاہ (۱۶۷۲ء۔ ۱۷۰۴ء)، نظام شاہ احمد نگری (۱۵۰۹ء۔ ۱۵۵۳ء) وغیرہ مدفون ہیں۔

"سرکاری گزٹیر" جلد ۱۵، ص ۲۸۵

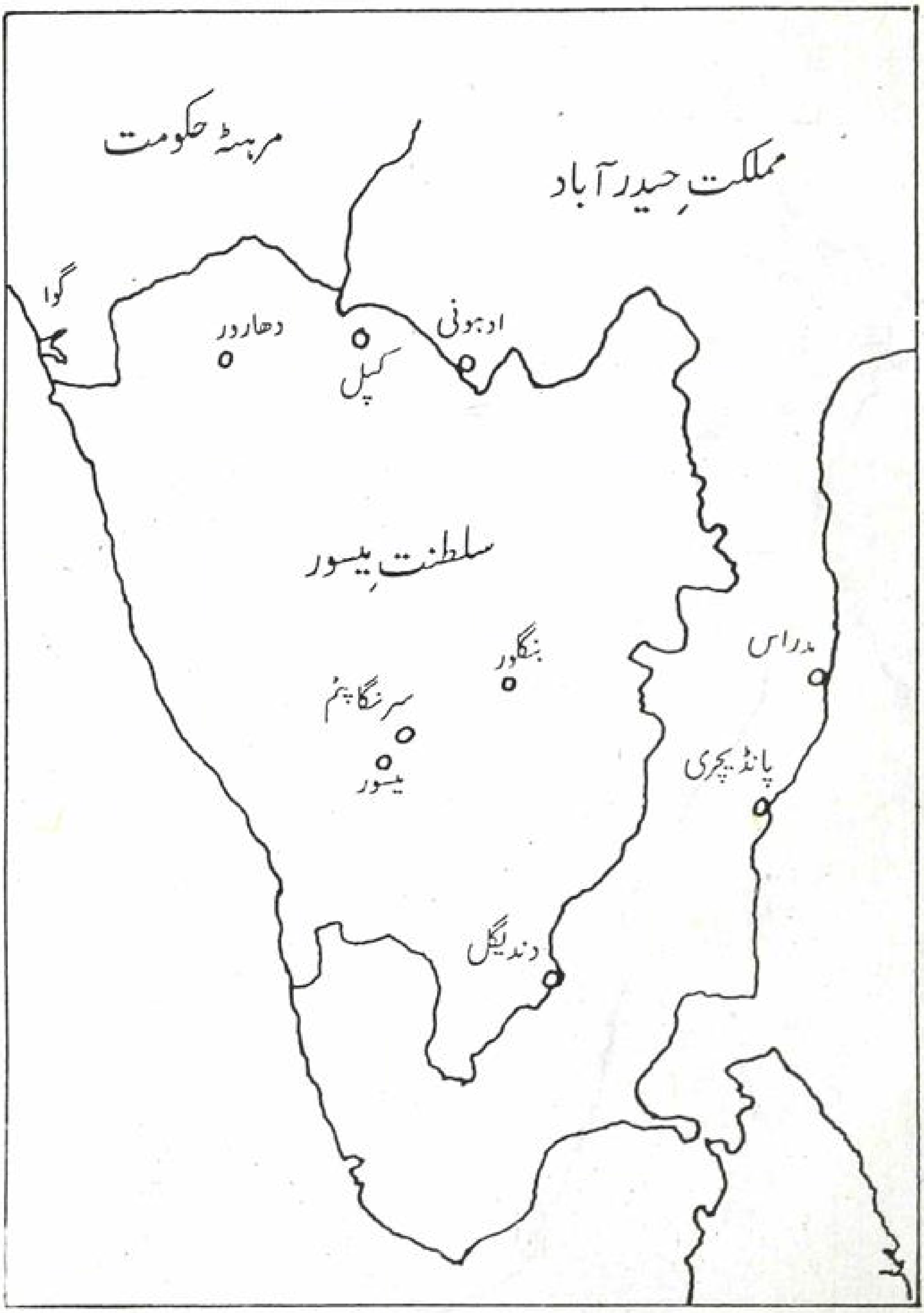
۳۸۔ ایک ضلع اور اسی نام کا اس کا مرکزی شہر۔ ٹیپو نے اسے اپنے اہل خانہ کے لیے مخصوص کر رکھا تھا اور حیدر علی اور ٹیپو نے اسے عارضی طور پر اپنی حکومت کا پایہ تخت بھی بنایا تھا۔ فورسٹ، ص ۲۳، ۳۴

۳۹۔ کنچن گڈ، کنچن گوڑا، کنچن گڑ۔ ضلع بلاری، مدراس میں واقع اب ایک غیر آباد گاؤں۔ "دستی گزٹیر" ص ۱۸۷

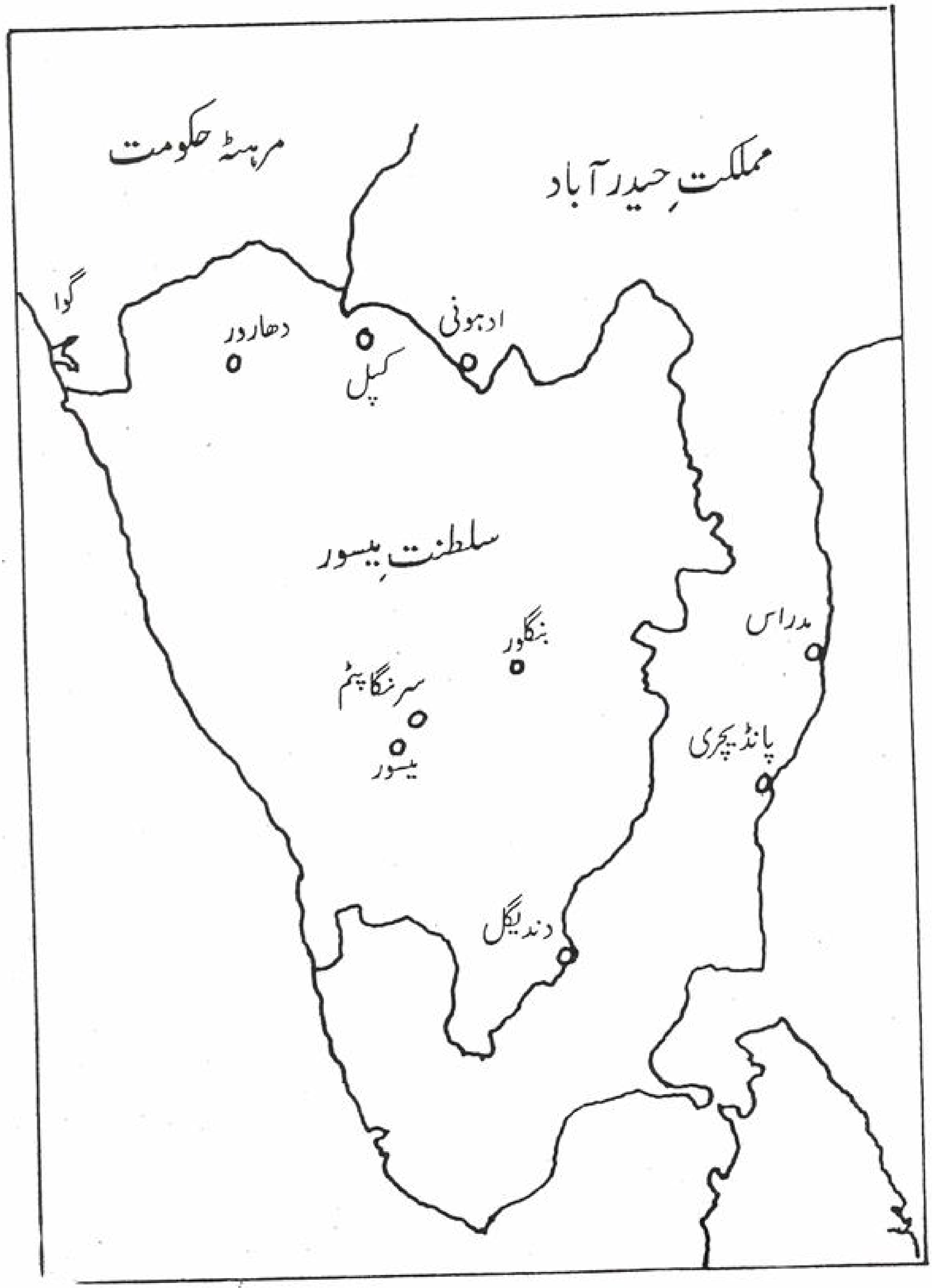
۴۰۔ کنچن گڑ قلعے کا ناظم، جو مرہٹوں کے حملے میں فوت ہوا۔

۴۱۔ کرمانی کے مطابق، ٹیپو سلطان نے "قلعہ بل" کا نام تبدیل کر کے "منظر آباد" رکھ دیا تھا۔ ص ۳۴۰

سلطنتِ میسور
ٹیپو سلطان کے عہد میں



سلطنتِ میسور
ٹیپو سلطان کے عہد میں



مُسلم مملکت میسور

(۱۷۶۰ء - ۱۷۹۹ء)

حیدر علی خاں، بہادر
(۱۷۶۰ء - ۱۷۸۲ء)

ٹیپو سُلطان، فتح علی خاں بہادر، نصیب الدولہ

- سُلطان فتح حیدر
- سُلطان معین الدین
- سُلطان عبدالخالق
- سُلطان معز الدین
- سُلطان محمد سُبحان
- سُلطان شکر اللہ
- سُلطان غلام احمد
- سُلطان غلام محمد
- سُلطان سرّالدین
- سُلطان محمد یٰسین
- سلطان جامع الدین
- سُلطان منیر الدین

نظام حیدرآباد (مملکتِ آصفیہ)

(۱۷۲۴ء - ۱۹۴۸ء)

خواجہ عابد (قلیچ خاں)
(صوبہ دار اجمیر)

|

میر شہاب الدین، غازی الدین خاں، فیروز جنگ
(صوبہ دار گجرات)

|

میر قمر الدین، نظام الملک، آصف جاہ اوّل
(۱۷۱۳ء - ۱۷۴۸ء)

|

- غازی الدین خاں
  - غازی الدین عماد الملک
- میر محمد ناصر جنگ (۱۷۴۸ء - ۱۷۵۰ء)
- میر آصف الدولہ صلابت جنگ (۱۷۵۱ء - ۱۷۶۱ء)
- نظام علی خاں، آصف جاہ ثانی (۱۷۶۲ء - ۱۸۰۳ء)
- میر شجاع الملک بسالت جنگ
- دختر
  - مظفر جنگ (۱۷۵۰ء - ۱۷۵۱ء)

نظام علی خاں، آصف جاہ ثانی

|

میر اکبر علی خاں، سکندر جاہ، آصف جاہ ثالث
(۱۸۰۲ء - ۱۸۲۹ء)

|

میر فرخندہ علی خاں، ناصر الدولہ، آصف جاہ رابع
(۱۸۲۹ء - ۱۸۵۷ء)

|

میر تہنیت علی خاں، افضل الدولہ، آصف جاہ خامس
(۱۸۵۷ء - ۱۸۶۹ء)

|

میر محبوب علی خاں، آصف جاہ سادس
(۱۸۶۹ء - ۱۹۱۱ء)

میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ، آصف جاہ سابع
(۱۹۱۱ء - ۱۹۴۸ء)

مرہٹہ حکومتیں

(۱)

پیشوا خاندان:

وشواناتھ

بالاجی وشواناتھ
(۱۷۱۴ء - ۱۷۲۰ء)

باجی راؤ
(۱۷۲۰ء - ۱۷۴۰ء)

بالاجی باجی راؤ
(۱۷۴۰ء - ۱۷۶۱ء)

مادھو راؤ بلال
(۱۷۶۱ء - ۱۷۷۲ء)

نرائن راؤ
(۱۷۷۲ء - ۱۷۷۳ء)

راگھوناتھ راؤ
(۱۷۷۳ء - ۱۷۷۴ء)

مادھو راؤ نرائن
(۱۷۷۴ء - ۱۷۹۶ء)

باجی راؤ، دوم
(۱۷۹۶ء - ۱۸۱۸ء)

مرہٹہ حکومتیں
(۲)

سندھیا خاندان

- راتوجی سندھیا (۱۷۲۶ء - ۱۷۵۰ء)
  - جوئیبات (جاپا) (متوفی ۱۷۵۹ء)
    - جان کوجی (متوفی ۱۷۶۱ء)
  - مادھو راؤ، مہاداجی سندھیا (متوفی ۱۷۹۴ء)
  - جوتیبا
  - توکوجی (متوفی ۱۷۶۱ء)
    - آنند راؤ
      - دولت راؤ سندھیا (۱۷۹۴ء - ۱۸۲۷ء)
        - جان کوجی راؤ (۱۸۲۷ء - ۱۸۴۳ء)
          - جیاجی راؤ (۱۸۴۳ء - ۱۸۸۶ء)
            - مادھو راؤ، دوم (۱۸۸۶ء - ۱۹۲۵ء)
              - جیواجی راؤ (۱۹۲۵ء - ۱۹ ء)
    - جیوتابا
    - کیدارجی
  - دتاجی

مرہٹہ حکومتیں
(۳)

ہولکر خاندان

کھنڈاجی

ملہار راؤ ہولکر
(۱۷۲۸ء - ۱۷۶۴ء)

کھانڈے راؤ = اہلیا بائی (۱۷۶۵ء - ۱۷۹۵)
(متوفی: ۱۷۵۴ء)

ملے راؤ
(۱۷۶۴ء - ۱۷۶۶ء)

گمکتا بائی = توکوجی ہولکر
(۱۷۹۵ء - ۱۷۹۷ء)

وتھوجی

جسونت راؤ
(۱۷۹۸ء - ۱۸۱۱ء)

ملہار راؤ

کاسی راؤ

ملہار راؤ ہولکر، دوم
(۱۸۱۱ء - ۱۸۳۳ء)

ہری راؤ ہولکر
(۱۸۳۴ء - ۱۸۴۳ء)

توکوجی راؤ ہولکر، دوم
(۱۸۴۳ء - ۱۸۸۶ء)

شیواجی راؤ ہولکر
(۱۸۸۶ء - ۱۹۰۳ء)

توکوجی راؤ ہولکر، سوم
(۱۹۰۳ء - ۱۹۲۶ء)

جسونت راؤ ہولکر، دوم
(۱۹۲۶ء - ۱۹ ء)

فہرست اسناد محولہ

مخففات

"برٹانیکا" :"Encyclopedia Britanica"ایڈیشن ۱۵' ۱۹۹۲ء جلد ۱۰۔

"تاریخ تحریک آزادی" : .A History of The Freedom Movement

مرتبہ :پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی' کراچی۔

"دستی گزٹیر" :"Hand Gazetteer of India"مرتبہ جیمز برجس

(.BurgessJ)' ۱۹۰۹ء' لندن۔

"سرکاری گزٹیر" :"Imperial Gazetteer of India"۱۹۰۸ء آکسفورڈ

"قاموس اسلام" :"Encyclopedia of Islam"۱۹۳۶ء۔لائیڈن

"کیمبرج" :"Cambridge History of India"۱۹۲۸ء جلد ۵ کیمبرج۔

"ہچنسنز" :"Hutchinsons Dictionary of The World History"

۱۹۹۳ء آکسفورڈ۔

آمنہ خاتون۔۱۹۶۰ء ''ریاست میسور میں اردو''بنگلور۔

اسٹیورٹ'چارلس (Stewart C.)۔۱۸۰۹ء

"Descriptive Catalogue of the Oriental Library of the

Late Tippoo Sultan of Mysore".۔کیمبرج۔

اسٹوری' سی۔اے (Storey C.A)۔۱۹۵۷ء

"Persian Literature, A Bio - Bibliographical Survey"

جلداول'حصہ دوم'لندن۔

اقبال'علامہ شیخ محمد۔۱۹۹۵ء ''حرف اقبال'' مرتبہ ومترجمہ : لطیف احمد خاں شیروانی لاہور

ایتھے'ہرمن "Catalogue of the Persian Manuscripts in the

(EtheH.) Library of the India Office"۔آکسفورڈ۔

ایڈواردز'مائیکل(EdwardesM.)۱۹۵۸ء۔"The Necessary Hell"لندن

ایوانوف'ولادیمیر(IvanowW.)۱۹۲۴ء۔

"Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manu scripts"بابر

ظہیر۔۱۹۹۶ء The Science of Empire: Scientific. کلکتہ

"Knuwledge Civilzation and Clolonial Rule in India"نیویارک

باری۔۱۹۶۹ء ''کمپنی کی حکومت'' لاہور

باسل'جان (BASEL J.)۱۹۹۱ء HE INFECTIONS OF THOMAS

DE QUINCEY"نیوہیون۔

باشم۔اے۔ایل "THE WONDER THAT WAS INDIA"

۱۹۵۹ء(BASHAM, A. L)

نیویارک

بڈویل' شیلفورڈ(Bedwell's.)۱۹۷۱ء۔"The Sword for Hire"لندن

برجس، جیمز ۱۹۱۳ء "The Chronology of Modern India" ایڈنبرا۔

بشیر الدین احمد۔۱۹۱۱ء "تاریخ بیجانگر" دہلی۔

۔۔۔۔۔۔۱۹۱۵ء "واقعات مملکت بیجاپور" حصہ سوم، جلد دوم آگرہ۔

"Catalogue Of The Hindustani Manuscripts In The India Office"۔لندن۔۱۹۲۶ء(Blumhardt J.F.)۔ بلوم ہارٹ، جے۔ایف۔

"A View Of the Origin And Conduct Of The War With Tippoo Sultan" ۔لندن۔۱۸۰۰ء(Beatson A.) بیٹسن، الیگزینڈر

"A Comprehencive History Of India" دہلی

۔۱۹۷۴ء(Beveridge H.) بیورتج، ہنری

تجلی علی شاہ۔۱۳۱۰ھ۔"تزک آصفیہ" حیدر آباد دکن۔

"History Of Hyder Ali۔لندن

۔۱۸۵۵ء۔(Tour M.D.L.) نور، ایم۔ڈی۔ایل

Official Documents Relating To The Negotiations Carried On By Tipu Sultan With The French Nation".

کلکتہ۔ٹیپو سلطان۔۱۷۹۹ء۔

"Cultural Atlas Of India"۱۹۹۶ء(Gohnson, G.)

آکسفورڈ شائر۔ جانس گورڈن۔

چندن گربچن۔۱۹۹۲ء "جام جہاں نما: اردو صحافت کی ابتداء"۔دہلی۔

حبیب النساء بیگم ولی اللہ۔۱۹۶۲ء "ریاست میسور میں اردو کی نشو نما" بنگلور۔

حسن، ایس۔ایم۔۱۹۶۸ء۔ "A Note On Some Urdu Manuscripts Of The Asiatic Society Of Bengal"

مشمولہ: "Journal Of The Asiatic Society" شمارہ :4۔1 جلد10۔

خانم ام سلمیٰ۔ ''فارسی وخانوادہ ٹیپو سلطان''مشمولہ :''دانش''(اسلام آباد)' شمارہ ۴۲۔

"A History Of British India" لندن۔

ڈیوس' آر۔ایچ(Roberts P.F.) ۱۹۵۸ء۔

رالسٹن' ڈبلیو(Ralston W.)اور کول' سی۔ڈبلیو (Cole C.W.)

۱۸۸۶ء۔۱۹۰۵ء۔لندن۔"Tipoo : A Tale Of A Tiger"

روحی اور یغو کاشغری۔''ٹیپو سلطان کی سلاطین عثمانی سے خط و کتابت اور اس کی اہمیت''
مشمولہ :بصائر''(کراچی)''ٹیپو سلطان نمبر''۔

"Provisional Draft Hand List Of Royal Asiatic Society
Manuscripts iIn Arabic Script.

۱۹۹۶ء۔ریڈ' جولین' لندن۔ (Reade, j.)

"Catalogue Of The Persian Manuscripts In The British
Museum"

۱۹۶۶ء۔ریو' چارلس۔ جلد دوم' لندن۔(Rieu, C.)

ستونکر۔۱۸۶۵ء۔"Selections From Calcutta Gazette" کلکتہ۔

سرن'   پی۔۱۹۶۶ء "Persian Documents" مرتبہ جلد اول۔بمبئی۔

سری رام' لالہ۔۱۹۰۶ء ''خمخانہء جاوید'' جلد دوم' دہلی۔

سعید' حکیم محمد۔ ۱۹۷۲ء ''طب''مشمولہ ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وبھارت'' فارسی
ادب' جلد ۵' لاہور۔

سنہا' کے۔این۔۱۹۴۹ء۔"Haider Ali" کلکتہ۔

"Historical Dictionary Of Hinduism."

سولیوان' بروس ایم۔(Sullivan B.M.)۔۱۹۹۷ء۔لندن۔

شوستری' زین العابدین۔۱۹۵۰ء ''فتح المجاہدین'' مرتبہ :ڈاکٹر محمود حسین۔ کراچی۔

"The Military Maxims And Observations Of Tipoo sultan"

۔۔۔۔۔۔۱۷۹۱ء۔ مدراس۔

شوستری' میر عبدالطیف۔۱۸۵۰ء۔ "حدیقۃ العالم"۔ حیدر آباد دکن۔

صابر علی خاں۔۱۹۵۶ء۔ "سعادت یار خاں رنگیں" کراچی

صبغۃ اللہ' ڈاکٹر محمد۔۱۹۹۰ء فتح نامہ ٹیپو سلطان اور اضراب سلطانی"۔ بنگور۔

ضیائی" مسلم۔۱۹۶۱ء "ٹیپو سلطان اور اس کے خواب"۔ کراچی۔

طالب' فدا علی۔ ۱۹۳۲ء "نظام علی خاں" جلد دوم۔ حیدر آباد دکن۔

عبدالخالق' محمد سعید۔ ۱۹۴۲ء "میسور میں اردو" حیدر آباد دکن۔

عبدالرحیم' مولوی۔ ۱۸۴۹ء "حملات حیدری" اردو ترجمہ: شیخ احمد علی۔ کلکتہ۔

عبدالقادر' خواجہ۔۱۹۶۹ء "وقائع منازل دوم" مرتبہ: محب الحسن' علی گڑھ۔

عزیز احمد۔ ۱۹۷۱ء "Hamasa : Urdu Literature" مشمولہ :

"Encyclopedia Of Islam" جلد دوم۔ لائیڈن۔ نیا ایڈیشن۔

عمری' سید ضمیر حسین۔ ۱۹۶۵ء۔ "سلطان التواریخ" مشمولہ۔

"Bulletin Government Oriental Manuscripts Library

Madras"۔ 17(2)17(1)

غلام محمد۔۱۹۴۸ء۔ "کارنامہ حیدری"۔ کلکتہ۔

"Extracts From Captain Collin Mackenzie's Work Regarding The Dominions Of The Late Tippoo Sultan"

۔۔۔۔۔۔۱۸۵۴ء۔ کلکتہ۔

"Private Record Of An Indian Governor Generalship"

فربر' ہولڈن (Furber,H.)۔ ۱۹۳۳ء۔ کیمبرج۔

فراقی' کنور پریم کشور۔ ۱۹۴۹ء۔ "وقائع عالم شاہی" مرتبہ: امتیاز علی خاں عرشی' رامپور'

: "The East India Company" (Philips,C.H.) لندن۔

-----۱۹۶۳ء۔"Hand Book Of Oriental History"۔لندن۔

"Tiger Of Mysore: The Life And Death Of Tippu Sultan"

فورسٹ ڈینس (Forrest, D.)۔۱۹۷۰ء۔ لندن۔

The Muslim Community Of The indo Pakistan Sub - Continent 610 - 1947".

قریشی اشتیاق حسین۔۱۹۲۶ء۔ دی ہیگ۔

"The Purpose Of Tipu Sultans Embassy To Constantinople".

-----۱۹۴۵ء۔ مشمولہ :

(1945)"Journal Of Indian History"

قریشی سلیم الدین اور ولیمس ارسلا سمس (Simswilliams U.)۔۱۹۷۸ء

"Catalogue Of The Urdu Manuscripts In India Office Library Supplementary To J.F. Blumhardt's Catalogue Of 1926". لندن۔

کرک پٹرک ولیم (Kirkpatric'W.)۱۸۱۱ء "Selected Letters Of Tipoo Sultan"۔لندن۔

کرمانی حسین علی خاں۔۱۸۹۰ء۔ "نشان حیدری"۔بمبئی۔

-----۱۹۷۱ء "نشان حیدری" اردو ترجمہ : محمود احمد فاروقی۔لاہور۔

"Historical And Cultural Dictionary Of India"

کریان جارج تھامس (Kurian G.T.)۱۹۷۶ء۔نیو جرسی۔

کریم الدین مولوی۔۱۹۸۲ء۔ "طبقات الشعراء" نیا ایڈیشن لکھنؤ۔

"Colonialism And Its Forms Of Knowledge: The British In India"

کوہین'بی۔ایس(Cohn'B. S.)۱۹۹۶ء۔ پرنسٹن۔

"Despatches Minutes And Corres Pondence Of Marquess Wellesley"

مارٹن'منگمری۔(Martin, M.)۱۸۳۶ء۔لندن۔

(Marshall, P,J. And Williams, G.)

مارشل'پی۔جے اور ولیمس'جی۔ ۱۹۹۲ء۔

"The Great Map Of Mankind: Perceptions Of New Worlds In The Age Of Enlightenment"کیمبرج۔

Mughals In India: A Bibliog Raphical Survey Of Manuscripts"

مارشل'ڈی۔این(Marshall D.N.)۔۱۹۷۵ء۔نیویارک۔

مالک رام۔۱۹۸۴ء "تلامذہ غالب"دہلی

مان سنگھ'سرجیت۔۱۹۹۶ء۔"Historical Dictionary Of India"لندن۔

مائلز'ڈبلیو (Miles, W.)۱۹۷۴ء۔"History Of Tipu Sultan"لاہور۔

متھنا'آئی۔ایم۔۱۹۶۲ء"History Of Karnataka"بنگلور۔

"An Advanced History Of India"

مجمدار'آر۔سی اور رائے چودھری۔دتا۔۱۹۶۷ء۔نیویارک۔

محب الحسن۔۱۹۵۱ء "History Of Tipu Sultan"کلکتہ۔

۔۔۔۔۔۱۹۷۱ء ' "Hyder Ali Khan Bahadur"مشمولہ:

"Encyclogdia Of Islam"لائیڈن'جلد ۳'نیاایڈیشن۔

"Handlist Of Urdu And Persian Manuscripts : Aquired In Oriental Collection Since 1899."

محمودالحق۔ قاضی۔ ۱۹۹۳ء۔لندن۔

سوسائٹی‘کراچی‘جلد اول۔"A History Of The Freedom Movement"

محمود حسین ڈاکٹر ۱۹۵۷ء۔"Tipu Sultan"مشمولہ۔ مرتبہ :پاکستان ہسٹاریکل

محمود حسین‘میر۔۱۹۷۱ء۔”مقالات محمود“ جلد اول۔بنگور۔

محمود خان منگلوری۔۱۹۳۶ء ”تاریخ سلطنت خداداد“بنگور

۔۔۔۔۔۔۔۱۹۵۹ء ”ٹیپو سلطان“۔لاہور۔

۔۔۔۔۔۔ ۱۹۴۷ء”صحیفہ ء ٹیپو سلطان“لاہور۔

مصرا‘آر۔پی۔ ۱۹۷۳ء۔"Geography Of Mysore"دہلی۔

معین الحق‘ڈاکٹر سید۔۱۹۶۷ء۔۱۸۵۷ء۔کراچی۔

مودودی‘سید ابوالاعلیٰ۔۱۹۷۶ء”تجدید و تحریک احیائے دین“لاہور۔

مور‘رامزے(.Moorer)۔۱۹۱۷ء "The Making Of Britishraj"مانچسٹر

نظامی‘خلیق احمد۔۱۹۵۰ء۔”شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات“۔ علی گڑھ

نورالحسن‘سید۔۱۸۷۶ء”نگارستان سخن“بھوپال۔

نویدی۔ علیم صبا۔ ۱۹۹۳ء ”نواب حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے عہد میں اردو و فارسی“

مشمولہ :”ہماری زبان“ ۱۵۔۲۲نومبر۔دہلی

"A History Of Chritianity In India"

نیل‘اسٹیفن(.Niell'S)۔ ۱۹۸۵ء۔۱۸۵۷ء۔۱۷۰۷ء۔کیمبرج۔

"Historical Sketches Of The South Of India In An Attempt To Trace The History Of Mysore"

ولکسن‘مارک (.Wilks, M)۱۸۱۰ء۔۱۸۱۷ء۔ تین جلدیں‘لندن۔

"Handlist Of Islamic Manuscripts ۔ء1986(Williams,U. S.)
Aquird By India Office Library 1938 - 85"
ولیمس ٗار سلا سمس۔ لندن۔
"Rocketry In India From The Earliast Times To The 19th
Century": مشمولہ ۔۱۹۷۴ء (Winter, F.)ونٹر ٗایف
"Proceedings Of The 14th International Congress On
The History Of The Science"ٹوکیو۔
"Edmund Burk And India Political Nobilty And Empire"
وھیلان ٗفریڈرک۔جی(Whelan, F.G.)۔۱۹۹۶ء۔ :لندن۔
ہاشمی ٗسید نصیر الدین۔ ۱۹۵۷ء۔ "کتب خانہ نواب سلالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست" حیدر آباد دکن۔
۔۔۔۔۔۔۱۹۶۶ء "فتح نامہ ٹیپو سلطان" مشمولہ :"اردو"جولائی کراچی۔
۔۔۔۔۔۔۱۹۳۲ء "یورپ میں دکھنی مخطوطات" حیدر آباد دکن۔
"Tipu Sultans Embassy To France" ہنتلکر ٗوی۔جی۔۱۹۵۸ء
مشمولہ :"Indian Historical Record Commission"جلد ۳۳۔
"European Freebooters In Moghal India"
ہچسن ٗفرانس(Hutchinson F.)۱۹۶۷ء۔ پرنسٹن۔
"The First Nizam: The Life And Times Of Nizamul Mulk
Asaf Jahi"
یوسف حسین خاں۔ ۱۹۶۳ء ۔ بمبئی۔

۲۳- اردو شاعری کا فنی ارتقاء	از : ڈاکٹر فرمان فتح پوری	۳۹۵/-
۲۴- خود نوشت اور تنقید خود نوشت	مرتبہ : ڈاکٹر فرمان فتح پوری	۲۱۰/-
۲۵- پاکستانی زبان و ادب	از : ڈاکٹر معین الدین عقیل	۳۲۵/-
۲۶- نوادرات ادب	از : ڈاکٹر معین الدین عقیل	۲۹۵/-
۲۷- جہات جہد آزادی	از : ڈاکٹر معین الدین عقیل	۲۲۰/-
۲۸- فتح نامہ ٹیپو سلطان	از : ڈاکٹر معین الدین عقیل	۲۲۰/-
۲۹- دیوان حافظ	از : عباداللہ اختر	۶۵۰/-
۳۰- منتخب کلام غالب (انگریزی ترجمہ)	از : مطلوب الحسن سید	۱۹۵/-
۳۱- تنہا چاند (پروین شاکر فکر و فن)	از : عالیہ جلیل شاہ	۱۸۰/-
۳۲- غالب شناسی اور نیاز و نگار	مرتبہ : ڈاکٹر سلیم اختر	۲۶۰/-
۳۳- اقبال شناسی اور نیاز و نگار	مرتبہ : ڈاکٹر طاہر تونسوی	۲۲۰/-
۳۴- ڈاکٹر فرمان فتح پوری احوال و آثار	مرتبہ : ڈاکٹر طاہر تونسوی	۱۹۵/-
۳۵- نظیر حسنین کی علمی اور ادبی خدمات	از : سعدیہ ناز	۱۸۰/-
۳۶- اعتبارات (شعری تنقید)	از : ڈاکٹر نیر صمدانی	۱۹۵/-
۳۷- تقاریر سربراہان پاکستان (اولین خطبات)	مرتبہ : لیاقت علی چوہدری	۱۳۰/-
۳۸- مکتوبات اقبال (بنام چوہدری محمد حسین)	مرتبہ : پروفیسر ثاقف نفیس	۹۰/-
۳۹- مہک (شعری مجموعہ)	از : ڈاکٹر وسیم کتان	۳۰۰/-
۴۰- ادبی جائزے	از : پروفیسر نظیر صدیقی	۱۵۰/-
۴۱- درد کا سورج (شعری مجموعہ)	از : ڈاکٹر محمد خاں اشرف	۱۰۰/-
۴۲- رومانویت اور ادب میں رومانوی تحریک	از : ڈاکٹر محمد خاں اشرف	۱۹۵/-
۴۳- وفا کے پھول	از : خاور بو سالوی	۱۲۰/-
۴۴- غالبیات جہات و جستجو	از : ڈاکٹر سید معین الرحمٰن	
۴۵- غالب آشنائی	از : ڈاکٹر سید معین الرحمٰن	

ڈاکٹر مُعین الدین عقیل کی چند علمی و ادبی کُتب :

- "کلام رنجور عظیم آبادی" (رنجور عظیم آبادی کے نادر و غیر مطبوعہ کلام کی اولین اشاعت)
مطبوعہ : پٹنہ (بھارت)
- "بیتی کہانی" (اُردو کی اولین نسوانی خود نوشت)، مطبوعہ : حیدر آباد
- "پاکستان میں اُردو تحقیق : معیار اور موضوعات"، مطبوعہ : کراچی
- "پاکستان میں اُردو اَدب : محرکات اور رجحانات کا تشکیلی دور"، مطبوعہ : کراچی
- "کلامِ نیرنگ" (میر غلام بھیک نیرنگ کے حالات و کلام)، مطبوعہ : کراچی
- "پاکستان میں اُردو غزل"، مطبوعہ : رانچی (بھارت)
- "اقبال اور جدید دُنیائے اسلام : محرکات، رجحانات اور مسائل"، مطبوعہ : لاہور
- "تحریکِ آزادی میں اُردو کا حصّہ"، مطبوعہ : کراچی
- "مسلمانوں کی جدوجہد آزادی : محرکات، رجحانات اور مسائل"، مطبوعہ : لاہور
- "دکن اور ایران : سلطنت بہمنیہ اور ایران کے علمی و تمدنی روابط"، مطبوعہ : کراچی
- "ایک نادر سفر نامہ : دکن کے اہم مقامات کے احوال و کوائف"، مطبوعہ : کراچی
- "تحریکِ آزادی اور مملکت حیدر آباد"، مطبوعہ : کراچی
- "تحریکِ پاکستان کا تعلیمی پس منظر"، مطبوعہ : لاہور

الوقار پبلی کیشنز
۵۰۔ لوئر مال لاہور